

# حیاتِ النبیؐ

۳۸ ۶۱۹

## مَظہَرُ الْمَنَاقِبِ

جلد اول

از ملک العلماء مولانا ظفر الدین صابر رضوی رحمۃ اللہ علیہ

یہ کتاب مختلف حصوں میں مفت تقسیم کی جا رہی ہے،  
بیرونی حضرات اس روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر منگوا سکتے ہیں۔

S-2

490

7576

مرکزِ مجلسِ حسن



# حیاتِ اِحضرّت

۱۹۳۸ء

## مَظہَرِ اَمَنَاتِ قَب

جلد اول (۱)



از ملک العلماء مولانا ظفر الدین صابر ضوی الشیخ

یہ کتاب مختلف حصوں میں مفت تقسیم کی جا رہی ہے،  
بیرونی حضرات اس روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر منگوا سکتے ہیں۔

## مرکزی مجلس صبر

نعمانیہ پبلشنگ • نکمال گھیٹ • لاہور



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّيُ عَلَيْكَ رَسُولِ الْكَرِيمِ

## دیسپاچہ

الرحمن من علم القرآن خلق الانسان عليه البيان الشمس والقمر  
بحسبان والنجم والشجر يسجدان والسماء ونحها ووضعها الميزان ان لا تطغوا في  
الميزان واتيتموا الوزن بالقسط ولا تخسروا الميزان الرحمن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا  
انسانیت کی جان محمد کو پیدا کیا۔ ماکان وما يكون کا بیان نہیں سکھایا۔ (انسان سے اس آیت  
میں سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مراد ہیں اور بیان سے ماکان وما يكون کا بیان  
کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اولین و آخرین کی خبریں دیتے تھے) سورج اور چاند حساب سے  
ہیں کہ تقدیر عین کے ساتھ اپنے بروج و منازل میں سیر کرتے ہیں۔ اور اس میں خلق کے لئے منافع  
ہیں اوقات کے حساب سالوں مہینوں کا شمار انہیں پر ہے) اور سبزے اور پیرے مسجد کرتے  
ہیں (یعنی حکم الہی کے مطیع ہیں) اور آسمان کو اللہ تعالیٰ نے بلند کیا (اور اپنے ملائکہ کا مسکن اور اپنے  
احکام کا جائے صدور بنایا) اور ترازو رکھی جس سے اشیا کا وزن کیا جائے اللہ ان کی مقادیر معلوم  
ہوں تاکہ لین دین میں عدل قائم رکھا جائے) کہ ترازو میں بے اعتدالی نہ کرو تاکہ کسی کی حق تلفی نہ ہو  
اور انصاف کے ساتھ تول قائم کرو اور وزن نہ گھٹاؤ والصلاة والسلام الا تمات الا کملاں  
علی سید ولد عدنان سید الانس والجان سید جمیع ماخلقہ الرحمن  
الذی قال فی حقہ فی القرآن لقد امن الله علی المومنین اذ بعث فیہم رسولا من  
انفسہم يتدر علیہم آیاتہ ویزکیہم ويعلمہم الکتاب والحکمة وان کانوا من  
قبل لفي ضلال مبين وقال تعالیٰ وما ارسلناک الا رحمة للعالمین وقال تعالیٰ  
یا ایہا النبی انا ارسلناک شاهدا ونبیاً وذا یوماء وادعی الی الله باذنه ورسولاً  
منبراً وقال تعالیٰ والنجم اذا هوى ما ضل صاحبکم وما غوی وما یمنطق عن  
الہوی ان ہوا لا وحی یوحی علمہ شدید القوی ذمیرۃ فاستوی



وهو بالانق الاعلیٰ ۝ ثم نأخذ علی ۝ فكان قاب قوسین او ادنیٰ ۝ فارحمی الی عبد ۝  
 ما ارحمی ۝ ما کذب القواد ما رأی ۝ افتقر رنه علی ما یرى ۝ ولقد رآه نزلة  
 اخری ۝ عند سدرة المنتهی ۝ عندها جنة للاری ۝ اذ یغشی السدرة ما یغشی ۝  
 ما نزع البصر وما طغی ۝ ولقد رأی من آیات ربہ الکیدی ۝ بیگ اللہ کا بڑا احسان ہوا  
 مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں سے ایک رسول (سید عالم خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)  
 بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا اور اس کی کتاب مجید و فرقان حمید ان کو سنا لے اور انہیں  
 (کفر و ضلالت اور ارتکاب محرمات و معاصی و خصائل ناپسندیدہ و ظلمات نفسانیہ سے) پاک کرتا  
 ہے اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے۔ اور وہ ضرور اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔ (اک حق  
 و باطل اور نیک و بد میں امتیاز نہ رکھتے تھے) نیز فرمایا اور ہم نے انہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے  
 جہان کے لئے رکھئی ہو جن ہو یا انس مومن ہو یا کافر مومن کے لئے تو حضور دنیا و آخرت دونوں  
 میں رحمت ہیں اور جو ایمان نہ لایا اس کے لئے آپ دنیا میں رحمت ہیں کہ آپ کی بدولت تاخیر  
 عذاب ہوئی اور غصہ و مسخ اور استیصال کے عذاب اٹھا دیے گئے اور فرماتا ہے اے غیب  
 کی خبر بتانے والے نبی یشک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر شہود و شہادت کے معنی میں۔ حاضر ہونا  
 مع ناظر ہونیکے بصر کے ساتھ ہو یا بصیرت کے ساتھ اور گواہ کو بھی اسی سے شاہد کہتے ہیں کہ وہ مشاہدہ کے ساتھ جو علم  
 رکھتا ہے اسکو بیان کرتا ہے اور تو شجرہ دیتا اور ڈرنا دیتی، ایمان ذرا دل کو جنت کی خوشخبری اور کافروں کو  
 عذاب جہنم کا ڈر دیتا، اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے جاتا اور چکا دینے والا آفتاب (ایک نقاب یا حقیقت پر)  
 آفتابوں سے زیادہ روشنی آپ کے نور ہونے پہنچائی اور کفر و شرک کی ظلمات شدیدہ کو اپنے نور حقیقت افروز سے دھک دیا اور  
 خلق کیلئے معرفت اور توحید الہی تک پہنچنے کی راہ روشن اور واضح کر دیں اور فرمایا اس پیارے حکمت تائے  
 محمد کی قسم جب یہ معراج سے اترے تمہارے صاحب نہ پہکے اور نہ بے راہ چلے۔ وہ کوئی بات اپنی  
 خواہش سے نہیں کرتے۔ وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے، تو حضور کا پہننا اور بے راہ پہننا  
 ممکن و مقصور ہی نہیں کیونکہ آپ اپنی خواہش سے کوئی بات فرماتے ہی نہیں جو فرماتے ہیں وحی الہی ہوتی  
 ہے، انہیں مکمل یا سخت قوتوں والے طاقتور نے (مثلاً مید القوی ذب عورت سے مراد اللہ تعالیٰ  
 ہے اس نے اپنی ذات کو اس وصف کے ساتھ ذکر فرمایا معنی یہ ہیں کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم



کو اللہ تعالیٰ نے بے واسطہ تعلیم فرمائی پھر اس جلوہ نے قصد فرمایا اور وہ آسمان برین کے سب  
 سے بلند گناہ پر تھا رسید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے افق اعلیٰ یعنی آسمانوں کے اوپر استواء فرمایا  
 اور حضرت جبرئیل سدۃ المنستی پر رک جئے آگے نہ بڑھ سکے انہوں نے کہا کہ اگر میں ذرا بھی آگے  
 بڑھوں تو تجلیات جلال مجھے جلا ڈالیں اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آگے بڑھ گئے اور  
 مستوی و عرش سے بھی آگے گزر گئے پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ  
 تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے قرب کی نعمت سے نوازا پھر خوب اوترکارا یعنی حضرت رب العزت اپنے  
 لطف و رحمت کے ساتھ اپنے حبیب سے قریب ہوا اور اس قرب میں زیادتی فرمائی تو اس جلوہ اور  
 محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم یعنی قرب اپنے کمال کو پہنچا اور بادیہ حجاب  
 میں جو نزدیکی منظور ہو سکتی ہے وہ اپنے غایت کو پہنچی

محیط و مرکز فرق مشکل ہے مباحثہ خط و وصل کائنات حیرت میں سر جھکائے عجیب پکریں کڑتے  
 اب وحی فرمائی اپنے بندہ کو جو وحی فرمائی یہ وحی بے واسطہ تھی کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے حبیب کے  
 درمیان کوئی واسطہ نہ تھا یہ خدا و رسول کے درمیان اسرار میں جن پر سوا اُس کے کسی کو اطلاع نہیں دل نے  
 جھوٹ نہ کہا جو دیکھا یعنی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قلب مبارک نے اُس کی تصدیق کی جو چشم  
 مبارک نے دیکھا یعنی آنکھ سے دیکھا دل سے پہچانا اور اس رویت و معرفت میں شک و تردد نہ  
 راہ نہ پائی تو کیا تم ان سے ان کے دیکھے ہوئے پر جھگڑتے ہو اور انہوں نے تو وہ جلوہ دوبارہ دیکھا سداۃ  
 المنستی کے پاس۔ اس کے پاس جنت المادوی ہے۔ جب سداۃ پر چھا رہا تھا جو چھا رہا تھا آنکھ  
 نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی۔ بیشک اپنے رب کی بہت بڑی نشانیاں دیکھیں۔

رکنۃ الایمان و رکنۃ القرآن صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ و صحبہ و اپنے و  
 حزبہ و اولیاء امتہ و علماء ملتہ اجمعین و بآرک و سلام الی یوم الدین میرے  
 مالک و مولیٰ تو نے فرمایا اور سچ فرمایا دان تعد و الغصہ اللہ لا تحصرہا اور اگر اللہ کی  
 نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو احصاء نہیں کر سکتے خداوند اتیری حمد و ثنا و شکر نعمت کس زبان سے  
 ادا کی جائے کہ تیرے صفات و کمالات اور احسانات و انعامات غیر متناہی و غیر معدود اور  
 روز آفرینش سے مرتے دم تک تیری تعریف و توصیف و شکر یہ انعامات میں اگر تمام وقت



ایک ایک آن صرف کیا جائے جو ایک فرض محض و تقدیر تحت ہے پھر بھی مقصور و محدود  
و لقلہ صدق من قال

من بے تو دے قرار تو انم کرد  
احسان ترا شمار تو انم کرد  
گر بدق من زبان شود ہرے  
یک شکر تو از ہزار تو انم کرد

تو نے اشرف المخلوقات اکرم الموجودات بنی آدم میں خلق فرمایا جس کے سر پر تاج و لقلہ  
کس منابہی آدم کا رکھا پھر اس سے مزید یہ کہ حضرت سید ابوالخیم بن سید ابوبکر غزنوی عقب  
بلقب مدار الملک مخی طیب بر خطاب ملک بیاغازی عرف ملک بنو بیاری رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد  
امجاد سے کیا ان نعمتوں سے بڑھ کر تیرا احسان یہ ہے کہ دولت ایمان و اسلام سے سرفراز

۱۵۰ آپ تیرہ ذی الحجہ ۵۳۰ھ قلعہ رہتاس کی جنگ میں شہید ہوئے اور نعش مبارک وہاں سے  
قصبہ پیار شریف لائی گئی۔ اور آبادی خہر سے ایک میل و پچھم بہاری پر مدفون ہوئی مزار شریف پالیشان  
گنبد بنا ہوا ہے جو زیارت گاہ خاص و عام ہے آپ کا نسب نامہ ساتویں پشت میں حضرت قلب  
ربانی غوث ہمدانی سیدنا شیخ محی الدین محمد القادر حسنی حسینی جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا  
ہے۔ اشعار کہ دروازہ جنوبی گنبد مزار شریف پر کندہ ہیں حسب ذیل ہیں

درین گنبد کہ بست از لٹے معنی	بقدر از گنبد اسلاک برتر
بخفت ست شہیدے کو نبیش	نخفتے شیوا اندر بطن شہر
مدار الملک ابراہیم یوکر	کہ تیغ از بہر حق سے زہر حیدر
چیں لشکر کش و کشور کشاے	نہ خیزد دوم اندر ہفت کشاے
کنوں چوں بردست اقتادیا لب	زراہ بطلت یکشاے بردد
بشک رحمت دکانور رافت	گنتی دیوار خاکش را معطر

دوسرا کتبہ جو صدر دروازہ مشرق پر کندہ تھا یہ ہے

لجبد دولت شاہ جاگیر  
کہ بادا در بہار ملک نوروز  
شہنشاہ جہاں فیروز سلطان  
کہ بر شاہان گیتی گشت فیروز

(باقی صفحہ پر)

۱۱۲  
علامہ ابن عربی صوفی حضرت گنبد جنوبی مزار شریف کی طرف اشارہ ہے کہ وہاں کے اہلکار آپ کا نسب نامہ ساتویں پشت میں حضرت قلب ربانی غوث ہمدانی سیدنا شیخ محی الدین محمد القادر حسنی حسینی جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے۔



فرمایا اس لئے کہ دولت اسلام سے محروم فقط صورت کا انسان ہے مرزا غالب نے  
 خوب کہا **خ** آدمی کو بھی میسر نہیں انسان ہونا  
 ۵۰ **س** گر بصورت آدمی انساں بدے احمد و بوجہل ہم یکساں بدے  
 آدمی بہت ہیں مگر انسان وہی ہے جسے معرفت پروردگار ہو رسول اللہ کا مطیع فرمانبردار

(سلسلہ گذشتہ صفحہ ۵۰)

ملک سیرت ملک یو براہم کہ بدور دین ابراہیم تی سوز  
 بہاء ذی الحجہ یکشنبہ از دھر بدہ چوں سیز و ملازم دریں نوز  
 ہجرت بقتضیٰ نخبہ ۱۰۰۰ مسافر شد ملک در جنت لہر و

خداوند الفضل خویش ہم سے

کئی آسان حساب آخری روز

اندرون گنبد آپ کے صاحبزادوں کے بھی مزارات ہیں ۱۲۔

مصلوب نامہ نقیر قادری خفر کا حسب ذیل سے ملک محمد ظفر الدین قادری بن ملک منشی محمد عبد الرزاق بن ملک  
 کریم علی بن ملک احمد علی بن ملک غلام قادر بن ملک سعادتیار بن ملک حمید بن ملک رضا بن ملک  
 محمد علی بن ملک فتح اللہ بن ملک غلام نبی بن ملک محمد معصوم بن ملک محمد سعید الدین عرف ملک  
 سدن بن ملک احمد اللہ بن ملک آغا بن ملک بہادر الدین بن ملک محمد اسماعیل بن ملک الداد بن ملک غلام محمد بن  
 عرف ملک گدن بن ملک خطاب الملک اکرم مرادش اندرون گنبد مست ابن ملک علاء الملک اکرم مرادش  
 ہم اندرون گنبد مست ابن ملک داؤد لہر اکبر اکرم مرادش ہم اندرون گنبد مست ابن حضرت سید  
 ابراہیم ملک بیاعازی عرف ملک یو شہید بن حضرت سید ابوبکر اکرم مرادش ابن سید ابوالقاسم عبد الشہید  
 بت گدست و از غزنی بقاصدہ سفر سنگ بچانہ شرق واقع است ابن سید ابوالقاسم عبد الشہید  
 سید محمد فاروق بن سید ابو منصور عبدالسلام بن سید عبدالوہاب بن عزت القلین و غنیہ الکوینیہ  
 حضرت سیدنا الشیخ محی الدین عبداللق در حسی حینی جیلانی قد است امراءہ ہب  
 وقعت اللہ بیکرکاتہم۔



ہو جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم پھر مزید براں فرقہ ناجیہ اہلسنت وجماعت سے کیا حدیث  
 شریف میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں میری امت تہتر فرقے ہو جائے گی۔  
 سب فرقے جہنم میں جائیں گے سوائے ایک کے صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ ناجی  
 کون جماعت ہوگی۔ ارشاد ہوا ما انا علیہ واصحابی جو میرے اور میرے اصحاب کے مسلک  
 پر رہے گی۔ یعنی اہلسنت وجماعت پھر ان تمام نعمتوں کے الہیہ کے ہمسری بلکہ بعض وجوہ سے  
 اعلیٰ دیہتر کے اس دور انگریزی میں کہ ہر شخص سلطنت کی زبان سیکھنے سکھانے کا گردیدہ ہے حضرت  
 عزت حق سبحنہ و تعالیٰ شانہ کا بزرگوار شکر کہ اُس نے میرے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کو مجھے  
 مذہبی عربی تعلیم دلانے کی توفیق بخشی باوجودیکہ بعض خاص اعزہ و اصحاب نے حد سے زیادہ  
 اصرار کیا کہ زمانہ انگریزی سلطنت کا ہے اپنے بچے کو انگریزی تعلیم دلوائے مگر اُنہوں نے پرواہ  
 نہ کی اور مجھے مذہبی عربی تعلیم کی طرف متوجہ فرمایا اُنہیں کی نیک نیتی و غلو صلی کا اثر ہے کہ  
 زمانہ طالب علمی ہی سے دینی خدمات درس تدریس تالیف و تصنیف و عطا و تبلیغ افتاد مناظرہ  
 کا شوق و ذوق میرے دل میں جاگزین ہوا اور برابر انہیں دینی خدمتوں میں انہماک و شغف  
 کے ساتھ منہمک رہا۔ ائید پھر ان تمام نعمتوں پر مزید گویا سونے پر سہاگہ یہ کہ اعلیٰ حضرت امام  
 اہلسنت مجدد زمانہ حاضرہ مؤید ملت طاہرہ مولانا مولوی حاجی قاری حافظ شاہ محمد احمد رضا  
 خاں صاحب قادری برکاتی بریلوی قدس سرہ القوی کی بیعت و تلمذ و ارشاد و خلافت کے شرف  
 سے مشرف فرمایا جو شریعت مظہرہ و طریقت منورہ کی علمی عملی تصویر تھے جن کا ہر قول شریعت  
 کا رہنما جن کا ہر فعل احکام الہی کا اتباع جنہوں نے بلا خوف و تشوہ لائم مسائل شرعیہ و احکام  
 فقہیہ کی تعلیم و تبلیغ فرمائی اور عمر بھر تالیف و تصنیف افتاد تدریس کے ذریعہ لوگوں کو ہدایت  
 و رہنمائی فرمائی جزاۃ اللہ عن الاسلام و المسلمین خیر الجزاء انفس صد ہزار انفس  
 کہ اُس آفتاب عالم تاب کو غروب ہوئے آج ۹۳۰ھ میں سترہ سال ہو گئے مگر سوا اُس  
 مختصر منظوم ذکر <sup>۱۹۲۱</sup> رحمت حاجی دین و ملت مولانا مولوی محمود جان صاحب امام جو دھپوری کے  
 کوئی مفصل سوانح عمری آپ کی شائع نہ ہوئی پھر بھی ہم رضویوں کو جناب حاجی مولوی سید الیوب



اور برادران طریقت کو توجہ دلائی اُن کی تحریک سے بعض احباب نے کچھ حالات اُن کے پاس لکھ بھیجے  
 اور زیادہ حصہ خود سید صاحب موصوف نے لکھا جب اُن کو میرے حیات <sup>۲۸</sup> <sup>۱۹</sup> اعلیٰ حضرت لکھنے کی خبر  
 ہوئی تو جو کچھ مواد اُن کے پاس تھا سب مجھے عنایت فرما دیا خداوند عالم کا ہزار ہزار شکر کہ عرصہ  
 بارہ سال میں یہ کتاب چار جلدوں میں مکمل ہوئی اور باعتبار ختم تالیف مظہر المناقب تاریخی نام تجویز ہوا  
 مولیٰ تعالیٰ اس کو قبول فرمائے اور سب سنیوں کو اس سے فائدہ پہنچائے آمین <sup>۳۹</sup>  
 ہر کہ خواند طمع دعا دارم زانکہ من بندہ گنہگارم

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلق، سیدنا محمد، والہٗ وصحبہٗ اجمعین

فقیر ظفر الدین قادری ضوی غفرلہ



## ولادت باسعادت

ولادت باسعادت اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدداتہ حاضرہ مؤیدت طہر  
مولانا شاہ محمد احمد رضا خان صاحب فاضل بیرونی کی آپ کے شہر بیرونی شریف

محله حیولی میں کہ پہلے وہی آپ کا آبائی مکان اور حضرت عیدہ امجد مولانا شاہ رضا علی خان صاحب قدس  
سرہ کا قیام تھا۔ ۱۰ رتوال المکرم ۱۲۶۲ھ بعد شنبہ وقت ظہر مطابق ۱۲ جون ۱۸۵۶ء مطابق ۱۲ محرم  
۱۲۶۲ھ سمیت کو ہوئی تاریخی نام المحدث ہے حضور نے اپنا سن ولادت کتبوبات شریف

میں حسب ذیل آیہ کریمہ سے استخراج فرمایا ہے اولئذ کتب فی قلوبہم الایمان وایدہم بوجہ منہ  
حسن اتفاق کہ اس وقت آفتاب منزل غفر میں تھا جو اہل نجوم کے نزدیک بہت ہی مبارک ساعت ہے  
و نفع من قال ھ

دنیا مزار حشر جہاں میں غفور ہیں ہر منزل اپنے ماہ کی منزل غفر کی ہے  
ملفوظات حصہ سوم میں ہے ولادت کی تاریخوں کا ذکر تھا اس پر ارشاد فرمایا بجز اللہ تعالیٰ  
میری ولادت کی تاریخ اس آیہ کریمہ میں ہے اولئذ کتب فی قلوبہم الایمان وایدہم بوجہ  
منہ جس کا ترجمہ ہے یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرمایا ہے اور اپنی طرف  
سے روح القدس کے ذریعہ سے ان کی مدد فرمائی اور اس کا صدر ہے۔ لا تجد قوما یؤمنن باللہ  
والیوم الآخر یزادون من حاد اللہ ورسولہ ولو کانوا آیاء ھم ما واثاہم وادواخوانہم  
اور عیدہم نہ پائیں گے آپ اُن لوگوں کو جو اللہ و رسول اور یوم آخر پر ایمان رکھتے ہیں کہ وہ اللہ  
رسول کے مخالفوں سے دوستی رکھیں اگرچہ وہ اُن کے باپ یا اُن کی اولاد یا اُن کے بھائی یا اُن  
کے کنبہ قبیلے ہی کے کیوں نہ ہوں اسی کے متصل فرمایا اولئذ کتب فی قلوبہم الایمان بحمد اللہ  
تعالیٰ یحییٰ سے مجھے نفرت ہے اعداء اللہ سے اور میرے بچوں اور بچوں کے بچوں کو بھی بفضل اللہ  
تعالیٰ عزات اعلام اللہ گھٹی میں پلادی گئی ہے اور بفضلہ تعالیٰ یہ وعدہ بھی پورا ہوا۔ اولئذ کتب  
فی قلوبہم الایمان بحمد اللہ تعالیٰ اگر میرے قلب کے دو ٹکڑے کئے جائیں تو غفلت قسم ایک  
پر لکھا ہوگا لا الہ الا اللہ دوسرے پر لکھا ہوگا محمد رسول اللہ جل جلالہ وصلى اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم اور محمد اللہ تعالیٰ ہر مذہب پر ہمیشہ فتح و ظفر حاصل ہوئی رب العزت جل جلالہ نے  
روح القدس اسے تائید فرمائی اللہ تعالیٰ فرمائی ہے ویدخلہم جنۃ عدن یدخلون فیہا یدخلون



مبارک حق اللہ عتہ و در عنواحتہ اور انک حزب اللہ لان حزب اللہ ہم المخلوین ہ اور  
 انہیں باغوں میں ملے جائے گا جن کے نیچے نہرین ہیں ان میں ہمیشہ رہیں اللہ ان سے راضی اور  
 وہ اللہ سے راضی یہ اللہ کی جماعت ہے۔ مستجاب اللہ ہی کی جماعت کا میاب ہے ترجمہ روضہ  
 سمیہ یکمتر الانبیاء فی ترجمۃ القرآن پارہ ۲۸ سورہ مجادلہ ۵ رکوع ۲) پھر فرمایا یہ سب برکات ہیں  
 حضرت عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قرآن عظیم میں خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واقعہ میں ہے کہ وہ قسیم  
 ایک مکان میں رہتے تھے اس کی دیوار گونے والی تھی اور اس کے نیچے اُن کا خزانہ تھا خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام  
 نے اس دیوار کو سیدھا کر دیا اس واقعہ کو فرمایا جاتا ہے وکان ابوہما صالحا اور لان کا باپ نیک آدمی تھا۔  
 ترجمہ روضہ پارہ ۱۶ سورہ کہف رکوع ۱۱ اس کی برکت سے یہ رحمت کی گئی عبداللہ بن عباس رضی اللہ  
 تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں وہ باپ اُن کی چودھویں پشت میں تھا صلح باپ کی یہ برکات مہوتی ہیں تو یہاں  
 تو ابھی تیسری ہی پشت ہے دیکھئے کب تک برکات اس سلسلہ میں رہیں۔

حضرت کاظم مبارک عبدالمصطفیٰ احمد رضا خاں ابن حضرت مولانا محمد تقی علیخان  
 ابن حضرت مولانا اسحاق خاں ابن حضرت مولانا محمد کاظم علی خاں۔ بن

### خاندانی حالات

حضرت مولانا شاہ محمد اعظم خاں ابن حضرت محمد سعید اللہ خاں رحمۃ  
 اللہ تعالیٰ علیہم ہمیں حضور کے ابا و عیاد قد بار کے مقرر قبیلہ برہمچہ کے پٹھان تھے۔ شامان غلیہ  
 کے مہدی میں وہ لاہور آئے اور محرز مہدوں پر مساند ہوئے لاہور کا شیش محل انہیں کی جائیداد تھا۔  
 پھر وہاں سے دہلی آئے اور محرز مہدوں پر فائز رہے چنانچہ حضرت محمد سعید اللہ خاں صاحب شیش  
 ہزاری عہدہ پر فائز تھے اور شجاعت جنگ نہایت عطا ہو لہذا ان کے صاحبزادہ سعادت یا خاں  
 صاحب نہایت سلطنت یک ہمہ کرنے کے لئے بریلی روانہ ہوئے۔ فتحیابی پر ان کو بریلی کا  
 سوہیلے کے کچلے فرمان شاہی آیا لیکن وہ ایسے وقت آیا کہ وہ بستر مرگ پر تھے اُن کے تین صاحبزادے  
 تھے اعظم خاں، اعظم خاں، مکرم خاں جو بڑے بڑے مناصب علیہ پر مفاقتے جو ایک ہزار ماہوار  
 سے کم نہ تھا اعظم خاں صاحب بریلی تشریف فرما ہوئے اور مثل الی اللہ ہو کر زہد خالص و ترک دنیا  
 اختیار فرمایا شاہزادہ کا کلیہ جو محلہ مہاراجاں بریلی میں ہے آج بھی انہیں کی نسبت ہے مشہور ہے۔  
 انہوں نے وہیں قیام فرمایا تھا اور وہیں اُن کا مزار ہے اُن کے صاحبزادے خاں قاطع محمد



کاظم علی خاں صاحب ہجو بخشدہ کو سلام کے لئے حاضر ہوئے اور اگر انقدر رقم پیش کش حاضر کیا کرتے  
ایک مرتبہ جاڑے کے موسم میں جب حاضر ہوئے تو دیکھا کہ حضرت شاہ محمد اعظم خان صاحب رحمۃ اللہ  
علیہ اس موسم میں ایک دھوئی کے دھڑے کے پاس تشریف فرما ہیں۔ اور اس کو دکانے کے کھائے  
میں جسم پر کوئی سروائی پوشاک نہیں حافظ کاظم علی خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا پیش بیاہ دشا لا  
اُتار کر اپنے والد ماجد صاحب کو اوڑھایا۔ حضرت موصوف نے نہایت ہی استغنا سے اُسے اقرار  
کراگ کے دھڑے میں رکھ دیا حافظ صاحب کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اسے اور کسی کو عطا  
فرما دیا جاتا حافظ صاحب کے دل میں یہ وسوسہ اُٹا تھا کہ حضرت شاہ صاحب نے اُس آگ کے  
جڑے دھڑے میں سے دشا لاکھینچ کر بھینچ دیا اور فرمایا "کاظم فقیر کے یہاں دھڑے پیکر کا معاملہ نہیں  
لے اپنا دشا لا۔ دیکھا تو اس دشا میں آگ نے کچھ اثر ڈکھا دیا ہی صاف و شفاف ہوا۔ یہ  
کرامت اس مجبور نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مظہر و نمونہ تھی۔ کہ جس دسترخوان پر حضرت انس  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہاں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ٹھہراتا شامل فرمایا اور دست  
اقدس وہیں مبارک اس سے مس فرمایا تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ایک دھڑے میں جبکہ وہ دسترخوان  
کثرت استعمال سے میلا ہو گیا تھا۔ اُسے دیکھتے تو میں ڈال دیا اور تھوڑی دیر کے بعد جب اُسے  
لکا لا تو صاف و شفاف تھا کہیں چرک اور میل کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ یہ کرامت اسی حجوہ کی مظہر  
تھی حضرت حافظ کاظم علی خاں صاحب شہر مدینہ کے تحصیلدار تھے اور یہ عہدہ آج کل کی بلکسٹری  
کے قائم مقام تھا دو سو سواروں کی بالین خدمت میں رہتی تھی آٹھ گاؤں جاگیر کے ودائی لا خواجہ  
معانی عطا ہوئے تھے وہ اس جدوجہد میں تھے کہ سلطنت مغلیہ اور انگریزوں میں جو کچھ مناقشات  
تھے اُن کا تصفیہ ہو جائے چنانچہ اسی تصفیہ کے لئے حضرت حافظ صاحب ملک تشریف لے گئے  
تھے حضرت حافظ صاحب کے صاحبزادہ حضرت تادۃ الاولین زبدۃ الکاملین قطب الوقت مولانا  
شاہ رضا علی خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ آپ کی مختصر حالت تذکرہ علماء ہند مستند حان علی خاں  
صاحب نمبر کو نقل ریاست ریواں مطبوعہ نو لکھنؤ رپریس لکھنؤ نومبر ۱۳۳۷ء مطابق ذی الحجہ ۱۳۳۷ء  
بار دوم میں درج ہے چونکہ وہ کتاب فارسی زبان میں ہے اس لئے عام فہم و کثیر النفع ہونے کے  
خیال سے اس کا ترجمہ لکھا جاتا ہے۔ مولانا رضا علی خاں صاحب ریوی بن محمد کاظم علی خاں بن محمد اعظم



خاں ابن محمد معاونت بادشاہ پادشاہ بریلی ملک روہیلکھنڈ کے بزرگترین علمائے کرام اور قوم افغان  
 جو صحیح سے تھے ان کے آباد و اجداد سلاطین رہی کے دربار میں بڑے بڑے علما مرتبہ منصب شش  
 ہزاری پر فائز تھے مولانا رضا علی خان صاحب مکتبہ اربعین پید ہوئے اور شہر ٹونک میں مولوی علی الرحمن  
 صاحب مرحوم مشہور سے علوم و رسمہ حاصل کر کے ۳۰ سال کی عمر میں مکتبہ کو مد فرائج حاصل کر کے  
 مشائخ الیہ انشائی و اقربان و مشہور اطباء و زمان ہوئے خصوصاً علم فقر و تقویٰ میں کامل مہارت  
 حاصل فرمائی بہت رہتا تھا تقریر فرماتے آپ کے اوصاف شمار سے باہر ہیں خصوصاً نسبت کلام  
 سبقت سلام زہد و شاعت علم و تواضع تجرید و تقرید آپ کی خصوصیات سے تھا اجماعی اللہ علیہ وسلم  
 میں اس دار فانی سے رحلت فرمائی بڑی جی بڑے موحہ و عجبہ و رائے ثقیل مندیہ مدلول مفہوم اور  
 یائے تختانیہ ساکن اور سیمر خاوی موت سے ایک گروہ افغان کا ہے۔ ان کو روہیلہ بھی کہتے ہیں انتہی  
 حضرت حمید الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کمالات و کمالات

میں بیان فرماتے تھے کہ

پہلا واقعہ حضرت کاگز ایک روز کوچہ سیتارام کی طرف سے ہوا بنو کے تہوار مولیٰ کا زاد تھا  
 ایک ہندو بانی طوائف نے اپنے بالا خان سے حضرت پر رنگ چھوڑ دیا یہ کیفیت شائع عام ہو  
 ایک جو شیہ مسلمان نے دیکھتے ہی بالا خان پر جا کر تشدد کرنا چاہا مگر حضور نے اسے روکا اور فرمایا  
 لیوں اس پر تشدد کرتے ہو اس نے محمد پر رنگ ڈالا ہے۔ خدا اسے نگ دے گا یہ قرآن کا حکم وہ  
 طوائف بتا رہی تھیں پر اگر گروہی کا در معافی مانگی اور اسی وقت مشرف باسلام ہوئی حضرت نے وہی اس  
 نوجوان کے ساتھ اس کو حقد کر دیا۔

دوسرا واقعہ دوسرا واقعہ بیان فرماتے تھے کہ حضرت کے اعزاء میں ایک صاحب سہمی بڑا وارث علی خاں  
 محلہ سوداگران میں رہتے تھے ایک مرتبہ حاضر عدت ہو کر کچھ رقم بطور قرض حاصل کی ان کے شاہک زمانہ  
 تھا اور مرتبہ آزاد واقع ہوا تھا ہی لئے حضور نے فرمادیا تھا اس رقم کو بیجا صرف دیا جائے اقرار کیا اور  
 چلے گئے اسی روز اسی مدینہ کوئے کہ ایک طوائف کے یہاں گئے جب زچہ پر پہنچے دیکھتے ہیں کہ حضرت  
 کا عصا اور چھتری رکھی ہے کٹے پاؤں والی ہوتے دوسرے بالا خان پہ گئے وہاں بھی یہی کیفیت دیکھی



واپس ہوئے تیسری جگہ گئے یہی ماجرا دیکھا بالاخر واپس ہوئے اور دعا مندر خدمت اقدس ہو کر صدق دل سے کہنے لگے  
 تیسرا واقعہ تیسرا واقعہ بیان فرماتے تھے ایک برہمن ایک مسلمان لڑکے پر فریفتہ ہو گیا تھا۔ ایک دفعے  
 وہ لڑکا بھاگتا ہوا آیا اور حضرت کی پناہ لی اس برہمن نے تلوار سے حملہ کیا جس سے کچھ خدش حضرت  
 کے بھی آگئی اس زمانہ میں دو پہلوں متصل مکان حکیم عبداللہ صاحب رہتے تھے ان دونوں کے  
 ایک راہ گیر مسلمان نے مل کر اس برہمن کو خوب زد و کوب کی اپنے فرمایا کہیں مائے ہوا اللہ سے  
 سزا ہے گا چنانچہ دیکھا گیا کہ سڑکوں کی نالیوں کا پانی موتہ لگا کر دیتا تھا جب تک زندہ رہا یوں ہی  
 خواب خستہ مارا مارا پھرا گیا۔

چوتھا واقعہ فقیر قادری جامع حالات رضوی عنقریب کتاب ہے فقہ ۱۸۷۵ء کے بعد جب انگریزوں  
 کا تسلط ہوا اور انہوں نے شدید مظالم کئے تو لوگ ڈر کے مارے پریشان پھرتے تھے بڑے لوگ  
 اپنے اپنے مکانات چھوڑ کر گاؤں وغیرہ چلے گئے لیکن حضرت مولانا رضا علی خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ  
 محلہ ذخیرہ اپنے مکان میں برابر تشریف رکھتے رہے اور بیچ وقت نمازیں مسجد میں جماعت کے ساتھ ادا  
 کیا کرتے تھے ایک دن حضرت مسجد میں تشریف رکھتے تھے کہ ادھر سے گوروں کا گڑ بڑا خیال ہوا  
 کہ شاید مسجد میں کوئی شخص ہو تو اس کو پکڑ کر بیٹھیں مسجد میں تھے اور ادھر ادھر گھوم آئے بولے کہ مسجد میں  
 کوئی نہیں ہے حالانکہ حضرت مسجد ہی میں تشریف فرما تھے اللہ تعالیٰ نے ان گوروں کو اندھا کر دیا  
 کہ حضرت کو دیکھنے سے معذور ہے یہ کرامت حضرت کی اس معجزہ صادقہ نبویہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
 کی تصدیق ہے کہ شب ہجرت کفار کے مجمع میں سے وجعلنا منہم ایماۃ یحسدونہم اور حضرت خلیفہ  
 سید افاضت بنہم خمدلا یحسدونہم ۱۵ اور ہم نے ان کے آگے دیوار بنادی اور ان کے پیچھے  
 ایک دیوار اور انہیں ادھر سے دھچک دیا تو انہیں کچھ نہیں سوچتا تھے رحمۃ ربوبیہ بارہ ۲۲ سورہ طہ  
 رکوع ۱۱ حضور باہر تشریف لے آئے اور وہ لگ بھگ کھڑے دیکھ گئے مگر حضور اقدس صلی اللہ  
 تعالیٰ علیہ وسلم کسی کو نظر نہ آئے۔

علامہ محمد حسن صاحب علی بن کا خطبہ مہندستان میں مرمرہ جیل ہوا ہے شہر تو شہر دیہات  
 تک مساجد میں وہی خطبہ پڑھا جاتا ہے وہ حضرت نبی کے شاگرد درمید تھے اور یہ خطبہ ان کی  
 نظر انور سے گزرا ہوا ہے اور آج تک یہ خطبہ علمی چھپتا ہے اس کے اخیر میں مصنف کی یہ عبارت



ضروری ہوتی ہے اس مؤلف عاصی محمد حسن علی سید واری جناب باری عدا سمہ سے ہے کہ اپنے نقل  
 عظیم اور لطفیل رسول کریم لقب بہ اندک علی حلق عظیم کے ہم سب مومنین کو بے غم و حزن و غم  
 اور فیضان توفیق و احسان کے عزت بخشے اور ہمارے مرشد و مولیٰ عالم ربانی مقبول بارگاہ سبحانی خزان  
 اسرار معقول و منقول کاشف استار فروع و اصول مطلع العلوم مجمع القیوم عالم باہمیل فاضل بے بدل  
 منبع الاخلاق منہل الاشفاق مصدر احسان منظر امتنان مولانا محمد و متاؤذی زمان مولوی رضا علی خاں  
 کو بیچ و دون جہان کے رحمت خاصہ میں اپنے رکھ کر اقصی مراتب قبولیت کو پہنچائے امین باری  
 العلیین حضرت مولانا رضا علی خاں صاحب قدس سرہ العزیز کے صاحبزادہ حضرت مولانا نعیمی علی خاں  
 صاحب قادری کمال سولی ہیں جن کے مختصر مالات یہ سالہ مباد کہ خواہر البیان فی اسرار الادب کا فیض  
 مطبوع حسنی محلہ سوداگران میں محرمہ علیہ حضرت امام اہلسنت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز صاحب  
 ذیل ہیں۔ وہ جناب فضائل آب تاج العلماء راس الفضلاء عاتق سنت مآجی بدعت بقیۃ السلف حجتہ  
 الخلف رضی اللہ عنہ وارضاه و فی اعلیٰ مرتبہ الجنان لواء مسلح جمادی الاخریٰ یا غرہ رجب ۱۳۲۲ھ بارہ  
 چھایس ہجریہ قدسیہ کو رونق افزائے دار دنیا ہوئے اپنے والد ماجد حضرت مولانا عظیم محمد عظیم  
 فضائل پناہ عادت باللہ صاحب کمالات باہرہ و کرات ظاہرہ حضرت مولانا مولوی رضا علی خاں صاحب  
 روح اللہ روحہ و نور مرتبہ سے اکتساب علوم فرمایا بجز اللہ منصب شریف علم کا یا یہ ذرہ علیا کو پہنچا۔

راست سے گویم درندہاں نہ پسند جز راست

جودقت انظار و حدت افکار فہم صاحب درائے ثاقب حضرت حق جل و علا نے انہیں عطا  
 فرمائے ان دیار و اقصا میں اس کی نظیر نظر نہ آئی فرستادہ کہ یہ حالت تھی کہ جس معاملہ میں جو  
 کچھ فرمایا وہی ظہور میں آیا عقل معاش و مواد و دلول کا بروج کمال اجتماع بہت کم ستیاہاں انکھول  
 سے دیکھا علاء بریں سخاوت شجاعت و قہمت کرم و مروت صدقات خفیہ میراث جلیہ بلندی  
 اتبال دہبہ و جلال موالات فقر آمدنی میں عدم مہلات باغیا حکام سے عزت رزق مروت  
 پر قناعت و غیر ذلک فضائل جلیہ و خصال حمیلہ کا حال دہی جانتا ہے جس نے اس جناب کی برکت  
 صحبت سے شرف پایا ہے۔ ایمانہ بحریہ کہ در کوزہ تحریر آید

محمد سیب سے بڑھ کر یہ کہ اس ذات گرامی صفات کو خاں عزوجل نے حضرت سلطان رسالت



علیہ افضل الصلوة والتحیة کی غلامی و خدمت اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اعدا پر غفلت نہ  
 کے لئے بنایا تھا۔ بحمد اللہ ان کے بارے میں محبت و مہذبہ رسالت نے اس شہر کو فتح و فتحہ مخالفین سے بکسر یا کسلا  
 دیا کوئی اتنا نہ رہا کہ سر اٹھائے یا انکھ ملے یہاں تک کہ شعبان ۱۲۹۷ھ کو مناظرہ دینی کا عالم علی کی ذمہ ساری  
 اصلاح و داستان طبع کرایا اور سولے ہر رکوت یا عار شرار و غوغائے جہاں و عجز و اضطراب کو کچھ جواسیہ نہایا  
 فتح شش شل کا شوق کہ سب سے سرفراز کشیدہ تھا۔ اور تمام اقطار ہند میں اہل علم اُنکے اظہار پر حرق و ریزہ  
 گردیدہ اس جناب کی ادنیٰ توجہ میں بحمد اللہ ملک ہندستان سے ایسا فرو ہوا کہ سب سے کان ٹھٹھ سے اہل  
 فتح کا بازار سر دھبے خود اُس کے نام سے جلتے ہیں مسطیض صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت روز ازل سے  
 اُس جناب کے لئے دولت تھی جس کی قدرے تفصیل رسالہ تنبیہ الجہال باہام ۱۳۱۳ الیاسطال  
 میں مہمونا ہوئی ذلک فضل اللہ یوقیہ من یشاء تصانیف شریفہ اُس جناب کی سیلوم نیکوئی و نافع  
 مسلمین واقع مقدسین والحمد للہ رب العالمین از انجملہ التکلیف الامراض فی نفسہ مسود  
 اللہ لشرح کہ جلد کبیر ہے علوم کثیرہ بہ مثل وسیلۃ النجاة جس کا موضوع ذکر عادت سید کائنات  
 ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جلد وسیط مسود القلب فی ذوالحبیب کہ طبع نو کشور میں بھی اور  
 یہ کتاب مستطاب جواہر البیان فی اسرار اللہ کا جس کی خوبی دیکھنے سے نفس رکھتی ہے مع

ذوق اہل سنہ نہ شناسی مجددانہی

فقیر غفر اللہ تعالیٰ عنہ نے صرف اُس کے اوصاف کی صفوں کی شرح میں ایک رسالہ بھی بہ نواہر البیان  
 من جواہر البیان لمقرب بنام تاریخی مسطیض المعصن فی ملکوت گل الوری تالیف کیا مشمول الارشاد  
 فتح مانی الفاضلین قواعد الاضاح و ثابت قرآن کے بعد نہیں نکرنت کو تو اور بہت نچرہ کو موت و حشر و حدیث و  
 الی اشریعہ الاحمدیہ کہ اس فرقوں کا رد ہے یہ کتابیں طبع صحیح صادق سید ابوالدین طبع ہوئی مدافعة آیات مانعہ عن الملحد  
 اقام انشاء اللہ العزیز عنقریب شائع ہوگی رپٹی بار طبع الہست جماعت دینی میں مع شرح علی حضرت سیدی پناقت  
 مکلام فی شرح افاقہ نام طبع ہو کر شائع ہوئی مدت سے ایک نسخہ بھی ابائی نہ پایا تھا اور دوبارہ طبع ہو کر شائع  
 ہوگی نقض العلم والعلماء ایک مختصر سا رسالہ کہ بریلی میں طبع ہوا ازالۃ الدھام و نجدہ فکر کبیرہ الا بھان رد نقیض البھان  
 کہ عیشہ کا لہزار حضرت مسیح قدس سرہ میں تصنیف ہوا چکا الگو اب لہزاروں فضائل السلام آداب علماء جسکی تحریر احمد  
 من فقیر غفر اللہ تعالیٰ عنہ نے رسالہ النجوم الثواب فی تخریج احادیث الکواکب لکھی الروایۃ الرویہ فی الاخطای التہویہ



۱۲۴۰ تقاضا و تقویۃ فی الخصال النبیہ لمحمدؐ انما فی آداب الاکل واللباس۔ التعمین فی  
 بحیقی مسائل الغریب۔ احسن الدعائی آداب الدعاء۔ رسالہ بھی مع شرح و اضافات علی حضرت  
 مسیحی بہ ذیل۔ المدعا الحسن الرعا طبع البہشت و جماعت بریل میں طبع ہو چکا ہے خیر الخاطیہ  
 فی المحاسبۃ والمہل قبہ۔ حدیث ایمیہ المشتاق الی سرالافسر والآفاق و رشاد الا حجاب الی  
 آداب الاحتساب۔ اجمل الفکر فی مباحث الذکر۔ عجیب المشاہدہ لمحس المجاہدہ تشریف  
 الاما الی طریق حجة بملہ۔ نہایت السعادۃ فی تحقیق الہیۃ والارادۃ اتوی اللقریۃ  
 الی تحقیق الطریقۃ والشریعۃ ترویج الارواح فی تفسیر سورۃ الانشراح ان پندہ وائل  
 ملین و جہیز درید کے مسودات موجود ہیں جن کے تبلیض کی فرصت حضرت قدس سرہ نے نہ پائی  
 فقیر عفر اللہ کہ اقتدرت کہ نہیں صاف کر کے ایک مجدد میں طبع کر دے انشاء اللہ تعالیٰ کہ شیخ  
 سلوایہ تہیانہ با است نور

ان کے سوا اور تصانیف شریفہ کے مسودے بہتوں میں ملتے ہیں مگر منتشر جن کے اجز اول یا  
 آخر یا وسطے کم ہیں ان کے پاس میں حسرت و مجبوری ہے غرض عمر کو اس جناب کی ترویج دین و حمایت  
 مسکین و نکایت اعلا و حمایت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں گزری جزاۃ اللہ عن الاسلام  
 والمسلمین خیر الجزاۃ صین۔ پنجم جمادی الاخری ۱۲۹۵ھ کو مارہرہ مطہرہ میں دست حق پرست  
 حضرت آقا کے نعت و رباعیے رحمت مید الواصلین مستدکا طین قطب ادانہ امام زمانہ حضور  
 پر نور سیدنا و مرشدنا مولانا و اماؤخر فی نبوی و غدی حضرت سیدنا سید شاہ آل رسول احمد علی جزاۃ  
 مارہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه و فاضل علینا مع برکاتہ و نصہاچ پر شرف بیعت حاصل  
 فرمایا حضور پر نور مرشد برحق نے مثال غاف و اجازت جمیع سلاسل و منہ مدیث عطا فرمائی۔  
 یہ غلام ناکارہ بھی اسی جلسہ میں اس جناب کے طفیل ان برکات سے شرفیاب ہوا و الحمد للہ  
 رب العلمین۔ چھٹیں شوال ۱۲۹۵ھ کو باہر خود شدت علالت و قوت ضعف خود حضور قدس  
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاص طور پر بلائیے سبب کہ من رانی فی المنام فقد رانی رواہ  
 الاصحاب احمد و البخاری و الترمذی عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ عزم زیارت و جمع محرم  
 فرمایا یہ غلام اور چند اصحاب و خدام ہمراہ رکاب تھے ہر چند احباب نے عرض کی کہ علالت کی یہ



حالت ہے آئندہ سال پر لتوی فرمائے۔ ارشاد فرمایا مدینہ طیبہ کے قصبہ سے قدم دروازہ سے باہر رکھوں  
 پھر چاہے روح اسی وقت پرواز کر جائے دیکھنے والے جانتے ہیں کہ تمام مشاہدین شہادتوں سے کسی بات  
 میں کمی نہ فرمائی بلکہ وہ مرض ہی خود نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ایک آنجودہ میں دوا عطا فرماتے سے کہ  
 من رانی فقد رای الحق رطاه احمد والشیخان عن ابی قتادۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہما حدیث پر نہ رہا  
 وہاں حضرت اجل العلماء اکمل الفضل حضرت سیدنا احمد زین دین شیخ الحرم وغیرہ علماء مکہ معظمہ سے  
 مکرر سند حدیث موصول فرمائی سنی ذیقعدہ روزہ پنجشنبہ وقت ظہر ۱۲۹۶ھ ہجری قدسیہ کو اکادون بروز پنج  
 مہینہ کی عمر میں بجا مراد اسہال و موی شہادت پا کر شب جمعہ اپنے والد ماجد صاحب قدس سرہ الخیرین  
 کے کنار میں جگہ پائی انا للہ وانا الیہ راجعون ۵ روز وصال نماز صبح پڑھ لی تھی اور ہنوز وقت  
 ظہر آتی تھا کہ انتقال فرمایا نزع میں سب حاضرین نے دیکھا کہ آنکھیں بند کیے متواتر سلام فرماتے تھے  
 جب چند نفاس باقی ہے ہاتھوں کو اعضا و دھاریوں پھیرا گویا دھو فرماتے ہیں۔ یہاں تک کہ استسقاء  
 بھی فرمایا سبحان اللہ وہ اپنے طور پر حالت بیہوشی میں نماز ظہر بھی ادا فرمائے جس وقت روح  
 پر فطوح نے جدائی فرمائی فقیر سر پہ نے حاضر تھا۔ واللہ العظیم ایک اور لمحہ ملائے نظر آیا کہ سینے سے اٹھ کر  
 برق تابندہ کی طرح چہرہ بدھ چکا اور جس طرح لسان نور شیدائینہ میں جنبش کرتا ہے یہ حالت ہو کر غائب  
 ہو گیا اس کے ساتھ ہی روح بدن میں نہ تھی کچھلا کلمہ کہ زبان فیض تر جہان سے نکلا لفظ اللہ تھا و بس  
 اور اخیر تحریر کہ دست مبارک سے ہوئی بسم اللہ الرحمن الرحیم تھی کہ انتقال سے دو روز پہلے  
 ایک کاغذ پر لکھی تھی بعدہ فقیر نے حضور پیر و مرشد برحق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو روایا میں دیکھا کہ حضرت  
 والد ماجد قدس سرہ الامجد کے مرقد پر تشریف لائے غلام نے عرض کیا حضور یہاں کہاں اور نقل لفظ  
 معناه فرمایا آج سے یا بے یس ہیں رہا کریں گے۔ رحمہما اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعہ ۵  
 ذهب الذین یعاش فی الکافہم ولقی فی الناس کجلد الاحرب ۵  
 لیکن دعاء الناس ولجرح الجھل فیعدک لایرجو البقا من لہ عقل  
 اللہم احصہما وارض عنہما واکرم نزلہما وارض علیہما من برکاتہما آمین بیجا ۵

یا رحمہم الراحمین وعلی اللہ تعالیٰ علی مسیدنا و مولانا محمد فداء لہ و صحبہ اجمعین  
 آمین۔ فقیر غفرلہ نے چند صحیح اس جناب کی تواسیح دلاوت باسعادت و وصال نیر مال عن مہرب



سے پئے جن میں التزام ہے کہ باوجود انتظام سلسلہ حیات ہر فرقہ ایک مستقل جملہ ہو جو کسی طرف سے تعلق معطل بھی نہ رکھتا ہو جس کے سبب جو مادہ چاہئے تنہا عمل تاسیخ میں سلسلے کے تعداد مواد کا سچا محصل یہی ہے اس کے ساتھ یہ التزام بھی رہا کہ تکمیل عدد کو نقطہ حشو نہ بڑھا بعض مادے یہاں قرطاس پر جلوہ فرما (توار مخ ولادت) جاء ولى دقئ الثياب على المشان (ذہبیہ) إشارۃ الى

اسمہ قدس سرہ والثياب الاحمال قال تعالى وثيابك فطير (رضی الاحوال بھی)  
المكان • هو اجل محققى الا ماضل • شهاب المذق قبح الا مائل • قمرى بروج الشرق  
برى من الحشوت ذاك كلف • افضل مبيان العليا • اقدام حقائق الكروا وتوارى حقائق  
كان نهاية جمع العظام • خاتم اجلة الفقهاء • امين الله فى الارض ابدا • رعى  
النبي صلى الله تعالى عليه وسلم العالم امين الله فى الارض اخرجہ الامام ابو  
عمرو فى كتاب العلم ان مودة العالم مودة العالمة • وفاء عالم الاسلام ثلثة فى  
جمع الانام ووفى الخير موت العالم ثلثة فى الاسلام لا تنسوا الى يوم القيمة او كما ورد  
• الله تعالى اعلم • خلل فى باب العباد لا ينسد الى يوم القيام • يا غفر • كمل لثوابك  
يوم النشور • امجد جنة اعدت للمتقين • صلى الله تعالى على سيدنا محمد وآله  
واهلہ اجمعين • كتيبه عیدۃ المذنب احمد رضا المحمدى السنہ الحنفی القادری  
البرکاتی البریلوی حقہ الله له وحقق اصلہ تذکرہ عطاء ہند فارسی مطبوعہ مطبع نو کشتور  
میں اعلیٰ حضرت اور من کے والد ماجد صاحب قدس سرہ ہمارے محقر حالات درج میں نام فہم  
ہونے کے لئے اس جگہ اُس کا اردو ترجمہ درج کرنا مناسب سمجھا ہوں "مولوی تقی علی خاں بریلوی  
ابن مولوی رضا علی خاں ساکن بریلی روہیلکھنڈ غرہ رجب ۱۲۸۳ھ میں پیدا ہوئے اور اپنے والد ماجد  
سے تعلیم و تربیت پائی اور علوم دینیہ سے فراغت حاصل فرمائی ذہن ثاقب و رائے صائب رکھتے  
تھے حق تعالیٰ نے اُن کی عقل معاش و مودوں میں ممتاز قرار دیا تھا۔ علاوہ شجاعت جلی کے حضرت  
صفت سخاوت و تواضع استغناء سے موصوف تھے یہی تمام قیمتی عمر اشاعت سنت و ازالہ بدعت  
۱۲۹۳

میں صرف فرامانی پھر مسئلہ امتناع نظیر ایک دینی مناظرہ کا اعلان پیام تاریخی اصلاح ذات البین  
۲۶ شعبان ۱۲۹۳ھ اور اشاعت فرمایا اور مسئلہ امتناع نظر حضور نے اگر مسئلہ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم



میں بہت زبردست کوشش فرمائی اور مخالفین کا رد فرمایا جس کا مفصل بیان رسالہ مبارکہ تفسیر  
البحال بالہام الہامیٰ فی طبع ہو کر شائع ہو چکا ۱۹۶۲ء میں تاجدار مارہرو مطہرہ حضرت سید  
شاہ اکمل دہلوی قدس سرہ العزیز کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور  
جملہ سلاسل جدیدہ و قدیمہ و سند حدیث شریف اور خلافت سے معزز و ممتاز ہو کر ۱۹۶۵ء میں  
زیارت حرمین طیبین سے مشرف ہوئے اور حضرت سیدی زین و حلال دودگر علماء و حرمین شریفین  
سے اجازت و سند حدیث حاصل فرمائی سلخ ذیقعدہ ۱۹۶۵ء کو داعی اجل کو لبیک کہا اور حیات شیریں  
حانِ آخرین کے سپرد فرمائی اور مدفنہ رضوان میں آرام و اطمینان و سکون حاصل فرمایا۔  
جامع حالات فقیر ظفر الدین قادری رضوی غفرلہ نہا ہے کہ اس کے بعد ان پچیس تصنیفات  
کا ذکر ہے جو اخیر تذکرہ ہوئیں اس لئے دوبارہ ذکر کرنا ہے ناگہ ہے

مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی سلمہ اللہ تعالیٰ بن مولوی نقی علی خاں بن مولوی رضا علی خاں  
متوطن بریلی روہیلکھنڈ نے تاریخ دس ماہ دہم یعنی شوال بروز شنبہ ۱۲۸۲ھ عرصہ دینا میں قدم  
مبارک رکھا حضرت جد امجد قدس سرہ العزیز نے حقیقہ کے دن ایک خواب خوشگوار دیکھا جس کی  
تعبیر یہ تھی کہ یہ فرزند فاضل و عارف ہو گا چار سال کی عمر میں قرآن شریف ناظرہ ختم کیا اور چھ  
سال کی عمر میں ماہ مبارک ربیع الاول شریف میں نیرو بہت بڑے مجمع میں میلاد شریف پڑھا  
تمام علوم درسیہ معقول و منقول سب اپنے والد ماجد صاحب ماسن کو کے تاریخ ۱۲۸۲ھ شوال ۱۲۸۲ھ میں  
فاتحہ فزع کیا اور اسی دن ایک مناعت کا مسئلہ لکھ کر والد ماجد صاحب کی خدمت میں پیش کیا جواب بالکل صحیح تھا والد ماجد صاحب  
ذہن نقاد و طبع قادر دیکھ کر اسی دن سے فتویٰ نویسی کا کام انکے سپرد فرمایا ۱۲۸۲ء میں سرکار مارہرو مطہرہ میں محقر مفتی الدعا  
بالا کا بروا شاہ علم کا بڑا عن کبیر العالیخاں شہر سید شاہ آل سوال دہلی قدس سرہ العزیز کی خدمت شریف میں حاضر ہو کر  
بیعت ہوئے اور شمال خلافت، اجازت جیس سلاسل سند حدیث سے مشرف ہو کر ۱۲۹۵ء میں حضرت عبداللہ ماجد صاحب مدظلہ  
زیارت حرمین طیبین زود ہا اللہ شرفاً و تعظیماً سے شرف افتخار و امتیاز حاصل فرمایا اور اکابر علمائے دیار شریف حضرت سید  
حلال مفتی شافعیہ و حضرت عبدالرحمن راجہ مفتی حنفیہ سے سند حدیث و فتوہ و اصول فقیر و دیگر علوم حاصل فرمائی لیکن خانہ غریب  
مقام ابراہیم میں ادا کی کہ بعد نماز امام شافعیہ حضرت حسین بن صالح جمیل اللیل نے بلا تعارف سابق  
آپ کا ہاتھ پکڑا اور لیتے ہوئے لہنے دو لنگہ شریف لے گئے اور دیر تک آپ کی پیشانی کو کھٹکھٹا کر



فرمایا اے لاجد، خود اللہ فی ہذا الحجبہ بیگ میں اللہ کا نور اس پیشانی میں آیا ہوں اور صلاح سے  
 اور سلسلہ قادریہ کی اعادہ اپنے دست مبارک سے لکھ کر عنایت فرمائی اور فرمایا کہ تمہارا نام ضیاء الدین  
 احمد ہے اس سند کی بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں امام بخاری تک فقط گیارہ واسطے ہیں و نیز حضور نے  
 یا یسے حضرت شیخ حبل اللیل موصوف ان کی تصنیف لطیف جو بہر مفید مناسک حج شافعیہ کا  
 اردو ترجمہ کیا اور ایک شرح دونوں میں تحریر فرمائی جس کا نام الذمیرۃ الضمیدۃ فی شرح الجوامع  
 المضیہ رکھا جس وقت اس ترجمہ اور شرح کو حضرت شیخ حبل اللیل کی خدمت میں پیش کیا حضرت  
 شیخ بہت خوش ہوئے اور بہت تعریف فرمائی اور مدیہ طیبہ میں مفتی شافعیہ یعنی صاحبزادہ مولانا  
 محمد بن محمد بن عرب نے اعلیٰ حضرت کی دعوت کی اثنائے طعام مسئلہ افضلیت مدونہ میں بقع  
 شریف پر گفتگو چمکائی اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ مدونہ بقع میں سب سے افضل امیر المؤمنین عثمان غنی  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور مولانا محمد صاحب فرماتے تھے کہ ان میں سب سے افضل حضرت ابراہیم بن  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں دونوں حضرات نے اپنے اپنے قول پر دلائل پیش کئے آخر  
 مولانا نے فرمایا دونوں قول صحیح اور موافق ہیں اعلیٰ حضرت نے فرمایا دیکھ دو جہۃ ہو مریھا  
 علیٰ اسی وقت عصر کی اذان حرم شریف میں ہوئی ختم اذان پر اعلیٰ حضرت نے فرمایا نا متبطلات  
 غرض جلسہ برخواست ہوا اور سب لوگ نماز کے لئے حرم شریف میں پہنچے شب کے وقت اعلیٰ حضرت  
 تنہا مسجد خلیف میں اقامت کی اور مغفرت کی بشارت سے مبشر ہوئے آپ صاحب تصانیف  
 کثیرہ و تالیفات عزیزہ ہیں اس جگہ مصنف تذکرہ علماء ہند نے اعلیٰ حضرت کی پچاس تصنیفات کا  
 ذکر کیا ہے۔ طوالت کے خیال سے ان کو نہیں لکھا کہ تصنیفات کے بیان میں ان کا مفصل ذکر  
 آئے گا۔ "سید الیوب علی" ماہ جمادی الاخری سن ۱۲۸۵ میں مغلندر بریلی بدرالہدیٰ منہیل رامپور وغیرہ  
 نے متفقہ طریقہ سے مسئلہ تفصیل میں اعلیٰ حضرت سے مناظرہ کا اعلان کیا اور کھولنے مولانا مولوی  
 محمد حسن صاحب منہیل مصنف تسمیق النظام فی مسئلہ الام و حاشیہ ہدایہ وغیرہ کو امیر جماعت و مناظر  
 مقرر کیا اور بریلی پہونچے اس زمانہ میں اعلیٰ حضرت منہج فی سب سے تھے اور طالب کے دن قریب تھے  
 ایک نئے طبیب کے زیر علاج تھے اس کی سازش سے یہ مشورہ ہوا کہ مہل کے ایک دن قبل دعوت  
 مناظرہ دینی چلے اعلیٰ حضرت پوجہ مہل خود ہی انکار کر دیں گے اور اگر محبت کی بھی تو طبیب



کی حیثیت سے وہ صالح صاحب منع کر دیں گے۔ بابت بن جائے گی۔ کہ مناظرے سے فرار کیا نہیں جسے  
 خلافِ دُعا عالم سر بلند کرے اُسے کون نچا دکھا سکتا ہے۔ اعلیٰ حضرت نے خواجہ سلیم مناظرہ منظور فرمایا  
 معالج صاحب نے بہت منع کیا کہ کل مہل کا دن ہے اعلیٰ حضرت نے فرمایا مناظرہ کرتے ہوئے  
 عجے مر جانا منظور ہے اور مناظرے سے انکار کر کے پھنسا مقصود نہیں آخر اسی حالت میں میں سوال لکھ  
 کر سرگودھا جماعت جناب مولانا محمد حسن صاحب متجلی کے پاس روانہ کر دے مولانا موصوف کی روایت کہ  
 بجز سوالات دیکھنے کے فرمایا ان سوالات کا جواب کوئی شخص تفصیلی حقیقہ نہ لکھتے ہوتے نہیں دے  
 سکتا ہے اور اسی وقت دہلی میں سوار ہو کر مکانِ تشریف لے گئے اُس کے بعد شرح عقائد کا مآثر  
 مسمی بہ نظم القصد تہ تحریر فرمایا جس میں مذہبِ اہلسنت و جماعت کی حمایت و تائید کی دوسرے  
 معاد تین نے یہ حال دیکھ کر منہ سے سست سست پر عمل کیا اور بالکل خاموشی اختیار کی جس کی قدر سے یہ تفصیل  
 رسالہ فتح خمیر میں اُسی زمانہ میں مطبوع ہو چکی ہے۔ اُس کے بعد اعلیٰ حضرت نے کئی مرتبہ کن لوگوں  
 کو دعوتِ مناظرہ دی مگر اور دوسرے صدائے برنجائست ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ  
 ذی الفضل العظیم اس وقت تک پہنچ کر کہیں تصنیف فرما چکے ہیں جامع حالات فقیر ظفر الدین  
 قادری رضوی عنقریب کہتا ہے کہ یہ مصنف تذکرہ علمائے ہند کے علم کے مطابق اُس زمانہ کی تصانیف  
 ہیں درحقیقت اعلیٰ حضرت کی تصانیف چھ سو سے زیادہ ہیں جس کا مفصل بیان حیاتِ اعلیٰ حضرت  
 جلد دوم میں آتا ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔

شجرہٴ آب و اجداد و اولاد و احفاد

عالمِ غایب، شجاعتِ جنگ بہادر جنابِ ستغنی عن الالغاب شاہ  
 سعید اللہ خان صاحب قندھاری پڑمان سلطان محمد شاہ نادر شاہ  
 کے ہمراہ دہلی آئے اور منصبِ شش ہزاری پر فائز ہوئے اُن کو سلطان و املاشان کے یہاں سے  
 بہت سے مواضعات جو زیرِ بن ریاستِ رامپور میں معافی علی الدوام پر ملے تھے یہ مواضعات اُن کی  
 اولاد کے پاس اب موجود نہیں ان کا ایک شیش محل لاہور میں تھا جس کا ابھی تک کچھ اثر باقی ہے اُن  
 کے ایک صاحبزادہ تھے جو سلطان محمد شاہ کے یہاں وزیرِ دولت تھے جن کو سلطان سے کچھ مواضعات  
 ضلعِ بدایوں کے معافی میں ملے تھے۔ وہ اب تک انہیں کنسل میں موجود ہیں ان کا نام ساداتِ بدایوں  
 تھا اُن کے نزدیک اولاد تین تھے۔ بڑے شاہزادہ والا تبار محمد اعظم خان صاحب ہیں اور یہی اعلیٰ حضرت



امام اہلسنت قدس سرہ العزیز کے مورث علی ہیں یہ اپنی وزارت کے عہدہ سے علیحدہ ہو کر زہد و ریاضت میں مشغول ہو گئے تھے ان کا ایک مشہور واقعہ ہے جو ان کے صاحبزادہ حافظ قرآن جناب حافظ کاظم علی خاں صاحب وزیر آصف الدولہ سے ہوا ہے کہ جب شاہزادہ موصوف ترک دنیا کے زہد و ریاضت میں مشغول ہوئے صاحبزادہ صاحب خدمت والامیں حاضر ہوئے۔ تو شاہزادہ والا تبار کو دعوتی سامنے دیکھا اپنی قیمتی شال نذر کر دی حضرت نے اُسے آگ میں ڈال دیا جب وہ جلنے لگی تو حافظ صاحب نے دل میں خیال کیا کہ ناحق میں نے دی انہوں نے عبادی اگر اپنے پاس نہ رکھتا تھا تو کسی کو سے دیتے اُس کو فائدہ پہنچا اس طرف ان کو یہ خیال آیا اُدھر شال کا آخری کنارہ کر جلنے کو باقی تھا شاہزادہ صاحب نے وہ کوتا بکڑ کر پوری شال آگ سے نکال کر حافظ صاحب کو دی اور فرمایا کہ یہ ایسی چیز نہیں تھی جس میں دھکر بکڑ ہو۔ سعادت یار خاں صاحب کے دو فرزند اور تھے ایک شاہزادہ متہم خاں صاحب ان کی اولاد میں مولوی بخش اللہ خاں صاحب وغیرہ ہیں۔ تیسرے صاحبزادہ مکرم خاں صاحب ہیں ان کی اولاد نیز اب ہیں ہے البتہ ان کی نسل ان کی اولاد ہے۔

سعید اللہ خان صاحب

سعادت یار خاں صاحب وزیر محمد شاہ

اعظم خاں صاحب      معظم خاں صاحب      مکرم خاں صاحب

اعظم خاں صاحب نے دو عقد کئے پہلی زوجہ سے حافظ کاظم علی خاں صاحب ہیں اور دوسری بیوی سے چار صاحبزادیاں ہوئیں حافظ کاظم علی خاں صاحب آصف الدولہ کے یہاں وزیر تھے انہوں نے تین شادیاں کیں زوجہ اولیٰ سے تین اولادیں دولہ کے اور ایک لڑکی زوجہ ثانیہ سے تین لڑکیاں اور تیسری بیوی جو حرم تھی اُس سے ایک لڑکا مسمیٰ یہ جعفر علی خاں جس کی نسل ختم ہو گئی۔

اعظم خاں صاحب

از زوجہ اولیٰ حافظ کاظم علی خاں صاحب      از زوجہ ثانیہ چار صاحبزادیاں جنکے نام معلوم نہ ہو سکے۔

از زوجہ اولیٰ امام العلماء رئیس المحکمات زینت  
مولانا رضا علی خاں صاحب سکیم لقی علی خاں صاحب مولانا صدر الدین خاں صاحب  
از زوجہ ثانیہ  
جعفر علی خاں  
حضرت امام العلماء مولانا رضا علی خاں صاحب علی حضرت امام اہلسنت قدس سرہ العزیز کے مجدد



مکرم میں اپنے زمانہ کے مشاہیر علمائے سے تھے انہوں نے دو عقد لئے پہلی بیوی سے رئیس الاتقیاء  
مولانا تقی علی خان صاحب والد ماجد علی حضرت اود ایک صاحبزادی جو رئیس الحکماء کے بڑے فرزند  
مہدی علی خان صاحب کو منسوب تھیں دوسری بیوی سے دو صاحبزادیاں ایک بی بی جان دلایت حسین  
خان صاحب کو منسوب تھیں اور دوسری جن کا نام مستجاب بیگم تھا۔ وہاں علی خان صاحب قادی  
سے بیاہی گئیں اولاد لد فوت ہوئی۔

امام العلماء مولانا رضا علی خاں صاحب

از نزع جہ اولیٰ

۷۳

از زوجہ ثانیہ

رئیس الاتقیاء مولانا تقی علی خان صاحب زوجہ مہدی علی خان صاحب بی بی جان دلایت حسین خاں مستجاب بیگم

زوجہ حکیم و بی بی علی خان صاحب

رئیس الحکماء حکیم محمد تقی علی خان صاحب یہ امام العلماء کے حقیقی بھائی تھے بہت بڑے قوی ہیکل  
بہادر اور قنطرب میں خاص مہارت رکھتے تھے انہوں نے دہلی کے خاندان اطباء کے سر پرست حکیم محمد  
خان صاحب کی صاحبزادی سے عقد کیا تھا یہ مہاراجہ جے پور کے یہاں طبیب خاص تھے ابتداء ان کی  
کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی چنانچہ انہوں نے اپنے سارے کے لڑکے حکیم محمد سلیم خان صاحب کو جو جے پور  
کے مشہور اطباء سے ہیں اور پیرے حکیم کے نام سے مشہور خاص دعام میں مقیم کیا تھا یادگار  
جے پور سے تین لاکھ سالانہ منافع کی جائداد رئیس الحکماء کو انعام میں ملی تھی۔ جو رئیس الحکماء نے کمال  
فراخ دلی سے اپنے بیٹنی حکیم محمد سلیم خان صاحب کو دیدی تھی حالانکہ اس وقت انہی اولاد بھی تھی۔

چنانچہ اب تک وہ جائداد حکیم صاحب نوموت کے نو اصول کے پاس ہے اور وہ اس سے مستفید  
ہوئے ہیں ان کو حکیم واصل خان صاحب کی صاحبزادی کے بطن سے چار لڑکے ہوئے خان صاحب مہدی  
علی خان صاحب حکیم ہادی علی خان صاحب۔ خان صاحب فتح علی خان صاحب۔ خان صاحب قدا علی خان صاحب  
ان میں بڑے صاحبزادے مہدی علی خان صاحب کا عقد رئیس الاتقیاء کی مشیر و حقیقی سے ہوا ان کی  
اولاد میں احمد حسن خان صاحب تھے دوسرے فرزند حکیم ہادی علی خان صاحب کا عقد ریاست ٹوٹک  
میں جناب میرا علی خان صاحب کی لڑکی سے ہوا اور چار اولادیں ہوئیں بدایت علی خاں سردار دلی خاں  
محبوب علی خاں صدیق النسا بیگم اور تیسرے فرزند فتح علی خان صاحب کی اولاد میں لڑکے بابو حاجی



فرحت علیخان - امراؤ دلی خاں اشتر علیخان اور چار لڑکیاں ہیں آدہ ہر تھے فرزند خدا علیخان کی  
اولاد فرست علی خاں اور مصاحب بیگم، خادری بیگم، حیدری بیگم ایک اور لڑکی پانچ افراد پر  
شکل ہے رئیس الحکما نقی علی خان صاحب

مہدی علی خاں صاحب حکیم ہادی علیخان صاحب فتح علی خان صاحب خدا علی خان صاحب  
احمد حسن خان صاحب

نور الحسن خان صاحب ابو الحسن خان صاحب

زبیدہ بیگم زوجہ اشتاق علیخان، محمد حسن خوت پھن میاں زبرہ بیگم زوجہ اعجاز دلی خاں

حکیم ہادی علیخان صاحب

صدیق القادریہ ثانیہ محبوب علیخان سردار علیخان بدایت علی خاں  
احمد حسن خان صاحب لاولہ لاولہ ریاست علی خاں

مولوی حاجی تقی علیخان امجاز دلیخان عبدالعلی خاں مقدس علیخان محبوب علیخان حمید قاضی  
فتح علیخان صاحب شریف محمد خاں خلیف محمد خاں خوت شن میاں

فرحت علیخان امراؤ دلی خاں اشتر علیخان بنت بنت بنت بنت بنت بنت  
خفاقت علی خاں

سردار علی خاں سرکار بیگم  
محمد دلی خاں شرافت علی خاں شہزادہ علی خاں خادق علی خاں  
چوہدری یکدخترا دوپسر دو دختر یکا پسر یک دختر

فرست علی خاں مصاحب بیگم زوجہ قادری بیگم حیدری بیگم بنت  
ریاست علیخان بابو فرحت علی خاں ہادی حسن خاں بنت  
ابن ابن لاولہ ابن بنت

حافظ کاظم علی خاں کی صاحبزادی زینت جن کو موتی بیگم کہتے تھے ان کی شادی خالصا محمد جیاتاں  
سے ہوئی یہ پورسٹ زنی سے ہیں۔



موتی بیگم زوجہ محمد حیات خاں

کوچک علی خاں

نعت علی خاں عرف بزرگ علی خاں

حاجی دارت علی خاں

داماد علی خاں شاہد علی خاں کنیز خدیجہ زوجہ علی احمد خاں کنیز داشت زوجہ مولانا کنیز فاطمہ زوجہ سردار علی خاں

بیگم دارت علی خاں زوجہ مظفر حسین بیگم مولوی سردار علی خاں عرف عرومیں مامد علی خاں حاجی سالار علی خاں

آفتاب علی خاں سردار علی خاں سردار علی خاں رئیس بیگم زایدہ

حاجی شاہد علی خاں صاحب کی دوشادی ہوئیں پہلا عقد علی حضرت امام اہلسنت کی بڑی صاحبزادی سے ان کے بطن سے صرف ایک صاحبزادی کنیز زہرہ عرف عرومیدیاں جن کی شادی چچا زاد بھائی مولوی سردار علی خاں عرف عرومیاں سے ہوئی دوسرا عقد عطاء اللہ خاں کی لڑکی سے ہوا جن کے بطن سے حسب ذیل اولادیں ہوئیں مشہود علی خاں، مشاہد علی خاں، مصطفیٰ علی خاں، رفیق جان زوجہ ارشاد حسین خاں۔ فاطمہ زوجہ اسفندیار خاں۔ لیسق فاطمہ زوجہ محمد بلال خاں۔ مستجاب زوجہ شوکت حسین۔ انتخاب بیگم۔ رفیق جان زوجہ ارشاد حسین خاں کی اولاد حسب ذیل ہیں فرحت بی بی۔ عجم بیگم۔ امتیاز حسین۔ مشتاق حسین ایک اور لڑکی فاطمہ زوجہ اسفندیار خاں کے ایک لڑکا راشد یار خاں لیسق فاطمہ کی اولاد حسب ذیل ہے۔ سلطان میاں۔ شمیمہ بیگم۔ رئیس الاتقیاء حضرت مولانا تقی علی خاں صاحب والد ماجد علی حضرت امام اہلسنت کی شادی اسفندیار بیگ کی بڑی صاحبزادی سے ہوئی سلسلہ اولاد حسب ذیل ہے۔

اسفندیار بیگ

ابراہیم بیگ

حجری بیگم

حسینی فاطمہ زوجہ رئیس الاتقیاء

علی حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب مولانا حسن رضا خاں مولانا محمد رضا خاں صاحب بیگم احمدی بیگم محمدی بیگم

زوجہ قاتلہ اشفاق زہرا بیگم زوجہ شاہ زہرا بیگم زوجہ دارت علی خاں

علی حضرت امام اہلسنت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب قدس سرہ العزیز کی سات اولادیں

ہوئیں دوشاہزادے حضرت مولانا شاہ حامد رضا خاں صاحب لمعت بلقیہ حجۃ الاسلام حضرت مولانا

شہاب الدین اسفندیار رئیس الاتقیاء کی بڑی صاحبزادی سے ہوا جن کا نام حجاب بیگم تھا ۱۲



شہداء مفتی مصطفیٰ رضا خاں صاحب مفتی اعظم اپنی صاحبزادیوں بڑی مصطفائی بیگم ان کی شادی اعلیٰ حضرت  
 کے بعد اپنے جناب حاجی شاہ علی خاں صاحب سے ہوئی ان کی صرف ایک لڑکی ہوئی عزہ دینی بی بی جو مولوی طہر علی  
 سے منسوب ہوئیں۔ صاحبزادی اعلیٰ حضرت کی حیات میں فوت ہو گئیں دوسری صاحبزادی کنیز حسن جن کو  
 منجھلی بیگم کہتے تھے ان کی شادی جناب حمید اللہ خاں صاحب لد حاجی احمد اللہ خاں صاحب ٹیس شہر کہنہ سے  
 ہوئی ان کی دو اولادیں ہوئیں عتیق اللہ خاں اور ایک صاحبزادی رقت جہاں بیگم تیسری صاحبزادی کنیز حسن  
 جی کو بھی بیگم کہتے تھے جناب حکیم علی خاں صاحب بدین مولانا حسن خاں خاں صاحب منسوب ہوئیں ان کے تین لڑکے ہوئے  
 مولانا رضا خاں مولانا علی خاں مولانا جو شس خاں ابامالہ حضرت کے وصال سے ۲۱ دن بعد انکا انتقال ہو چکا تھا صاحبزادی  
 کنیز حسن عت جی بیگم ان کی شادی مولوی حسین خاں صاحب سے ہوئی ان کی صرف ایک لڑکی ہوئی بیگم باقہ جو بڑی بیگم  
 کو منسوب ہوئے۔ صاحبزادی مولانا بیگم عت جی بیگم مولانا حسین خاں صاحب سے ہوئے جناب حاجی احمد اللہ  
 خاں صاحب ٹیس شہر کہنہ سے منسوب ہوئیں ان کے تین لڑکے رئیس میاں سفید میاں فرید میاں اور دو لڑکیاں  
 محبت بیگم منشا بیگم ہیں۔ حضرت حمزہ الاسلام کی شادی بیچو بیچی زادہ بی کنیز عائشہ ہمیشہ جناب حاجی  
 شاہ علی خاں صاحب سے ہوئی ان کے چھ اولادیں ہوئیں دو صاحبزادے مولوی ابراہیم رضا خاں صاحب  
 عت جی بیگم میاں مولوی حماد رضا خاں عت جی بیگم میاں اور چار لڑکیاں ام کلثوم زہرا بیگم بیگم حسین  
 رضا خاں کنیز صغریٰ بیگم زہرا بیگم علی خاں۔ رابعہ بیگم عت جی بیگم نوری زادہ مشہود علی خاں۔ سلمیٰ بیگم زہرا  
 شاہ علی خاں بیگم میاں کا عقد مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا خاں صاحب کی بڑی صاحبزادی سے ہوا  
 نعمانی میاں کا نکاح جناب سید حسن صاحب محلہ ٹوکپور کی صاحبزادی سے ہوا جیلانی میاں کی پانچ اولادیں  
 ہیں اور نعمانی میاں کی تین۔ حضرت مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا خاں صاحب کی شادی چھوٹے چچا  
 جناب مولانا محمود رضا خاں صاحب کی اکلوتی صاحبزادی سے ہوئی اسی لئے مولانا محمد رضا خاں صاحب عرفہ صاحب نے  
 ان کو انہی اولاد کی طرح رکھا اور شادی کے بعد ان کا رہنا بہت مناسب چچا جان کے مکان پر رہا اور  
 اس وقت تک وہیں قیام فرما ہیں ان کی سات صاحبزادیاں ہیں۔ ایک لڑکا ہوا تھا جو کنسی ہی میں داغ  
 مفارقت سے کراہی ملک بقا ہوا جس کا نہ عت جی بیگم والدین بلکہ پورے خاندان بلکہ حملہ منو سلین اور  
 اہل قرابت کو صدمہ ہوا۔ اعلیٰ حضرت کا سلسلہ اولاد حسب ذیل ہے۔

(شجرہ اعلیٰ حضرت پر ملاحظہ کریں)



اعلیٰ حضرت امام المصطفیٰ قدس سره

مولانا رضا خاں صاحب مصطفائی بیگم کینز حسین کینز حسین مولانا مصطفیٰ رضا خاں صاحب مرتضائی بیگم

ایرا بیگم رضا خاں ام کلثوم کینز صغریٰ سجاد رضا خاں رابعه سلی

سرفراز بیگم سراج بیگم دلشاد بیگم رحمن رضا خاں تنویر رضا خاں

مصطفائی بیگم زوجہ شاد علیاں صاحب

عروا بی بی زوجہ مولوی سردار علی خاں عرف عرو میاں

کینز تحسن زوجہ حمید اللہ خاں

عقیق اللہ خاں رفعت بیگم

کینز حسین زوجہ حکیم حسین رضا خاں

مرتضیٰ رضا خاں ادلیس رضا خاں جریس رضا خاں

کینز حسین زوجہ مولوی حسین رضا خاں

الحیم باو زوجہ جریس رضا خاں

مولانا مولوی مصطفیٰ رضا خاں صاحب

نظار علیہ ابوالقاسم برکاتی بیگم سالیہ بیگم بیچہ بیگم شکر بیگم

مرتضائی بیگم زوجہ حمید اللہ خاں

رحیم ایمان سعید میاں فرید میاں نجفائی بیگم منتضائی بیگم

حماد رضا خاں عرف ندائی قلند احمد حضرت حجت الاسلام

سرت بی بی نفرت بی بی حمید رضا خاں

مولانا حسن رضا خاں صاحب برادر اوسط اعلیٰ حضرت

احکیم حسین رضا خاں صاحب مولوی حسین رضا خاں صاحب فاروق رضا خاں

از زوجہ ادلی صاحبزادی اعلیٰ حضرت سید لیس از زوجہ ساجد زادی حضرت حجت الاسلام یکم لیسر که دختر

مرتضیٰ رضا خاں ادلیس رضا خاں جریس رضا خاں مولیٰ بیگم زوجہ عقیق میاں لیس رضا خاں

پال رضا خاں ادلیس رضا خاں بلبلت بیگم



مولوی حسین رضا خان صاحب

از زوجہ ثانیہ اخت عظیم صاحب شہر کتبہ بریلی

از زوجہ اولیہ بنت علی حضرت

شعیب خان زوجہ جیس میاں تحلیل رضا خان سلطان رضا خان حبیب رضا خان جنت

مولانا محمد رضا خان صاحب حوت نئے میاں

فاطمہ بیگم زوجہ مولانا مصطفیٰ رضا خان صاحب

حجاب بیگم زوجہ وارث علی خان سلسلہ اولادش در ضمن موتی بیگم زوجہ محمد حیات خان مذکور شد

احمدی بیگم زوجہ شاہ ایران خان

علی احمد خان علی محمد خان محمودی جان زوجہ بیگم شمس الدین خان صاحب

لالہ زکیر سلطانہ عرف حمید بیگم محمد اسحاق عرف خسرو میاں پیر سطر

پرویز مسلم پونہ روٹی علی گڑھ

علی حضرت امام المسند مجدد دین و ملت قدس سرہ العزیز کی شادی ۱۲۹۱ھ میں شیخ

فضل حسین صاحب کی بڑی صاحبزادی صاحبہ سے ہوئی شیخ صاحب موصوف شیخ عثمانی تھے۔ ان

کے والد ماجد کا نام شیخ احمد حسین تھا سلسلہ اولاد حسب ذیل ہے۔

شیخ فضل حسین شیخ فرمان حسین شیخ اولاد حسین بنت

عبد حسین عرف محمد رضا ارشد بیگم زوجہ علی حضرت قزوات اللہ بی بی شہناز بیگم امداد بیگم امجدی بیگم

عبد رضا ناصر سید کاظم سید کاظم چشمن بیگم نعمت اللہ خان

زوجہ زور خان زوجہ عبدالعزیز خان

چشمن بی بی زوجہ سید عبدالعزیز صاحب بہسواتی

سید عبدالعظیم سید طیب میاں سید عبداللطیف سید طاہر میاں رضیہ بی بی زوجہ سید الطہر حسین

علیہ بی بی صفیہ بی بی زوجہ علی القاضی سید عبدالرحیم سید محمد کاندو قسیم اختر

مزد میاں شاہزادہ معظم خان صاحب کا سلسلہ اولاد حسب ذیل ہے

شاہزادہ اعظم خان صاحب

علیم اللہ خان بنت زوجہ قطب الدین خان



علیم اللہ خاں

جیش اللہ خاں حضرت اللہ خاں حکیم علی اللہ خاں احمد اللہ خاں اصغر بیگم زوجہ  
 پریشان  
 مولانا حسن شاہ خاں  
 محمد علی خاں  
 جلیل اللہ خاں عطیل بیگم نفیس بیگم  
 اولاد باؤنوی بی زوجہ علی بیگم حسن  
 ارشد حسین خاں  
 بیت  
 لاؤنوی بی بی زوجہ علی بیگم حسن  
 زکیہ بی بی

نفیس بیگم کی پہلی شادی جناب دلاور حسین خان صاحب ساکن موضع جو اہل و عورت جو اسے ہوئی  
 تھی یہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت قدس سرہ العزت کے بہت پیارے اور جان نثار مرید تھے ان کے انتقال  
 کے بعد ان سے چھوٹے بھائی مولوی تمیز حسین خان صاحب سے دوسری شادی ہوئی  
 عنایت اللہ خاں ابن علیم اللہ خاں

میرزا اللہ خاں سہیل اللہ خاں رعایت اللہ خاں کینز خاں زوجہ اولی  
 طاعت اللہ خاں  
 ابو الحسن خاں دہانہ محمد سعید خاں

محمد حسن خاں زہر بیگم محمد سعید خاں  
 فاطمہ بی بی زوجہ عبدالحمید خاں  
 رقیع اللہ خاں  
 محمد کمال خاں زکیہ بی بی

شہزادہ اصغر کریم خان صاحب کی اولاد کا سلسلہ جب ذیل ہے  
 غلام دستگیر خاں

غلام فرید خاں  
 یا تو بی بی زوجہ  
 قطب الدین  
 صاحبزادہ کا نام غلام زہر بیگم  
 محمد حسن خاں  
 محمد حسن خاں  
 فرمان حسن  
 شیعہ افضل حسین تاجر حضرت

زہر بیگم  
 سرور بیگم زوجہ  
 نفیس عالم خاں  
 اسٹیل بیگ صاحب

احمد بیگ  
 محمد بیگ  
 عبد اللہ بیگ  
 عبد اللہ بیگ  
 عبد اللہ بیگ

بزرگوں کی پیشین گوئیاں  
 جناب علی محمد خاں صاحب اعلیٰ حضرت کے بھانجے فرماتے تھے کہ  
 میری والدہ مرحومہ اعلیٰ حضرت کی بڑی بہن تھیں وہ فرماتی تھیں۔



کہ جب اعلیٰ حضرت پیدا ہوئے تو میرے والد ان کو جناب دادا صاحب قدس سرہ العزیز کی خدمت میں لے گئے دیکھ کر گود میں لیا اور فرمایا یہ میرا بیٹا ہے بڑا عالم ہو گا۔ اور جب منجھلے میاں مولوی حسن رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے ان کو دیکھ کر فرمایا یہ میرا بیٹا ستاں ہو گا۔

انہیں کا بیان ہے کہ والدہ صاحبہ فرماتی تھیں ایک روز کسی تے دروازہ پر آواز دی اعلیٰ حضرت رکھ ان کی عمر اس وقت دس برس کی تھی، باہر تشریف لے گئے دیکھا کہ ایک بزرگ فقیر نش کھڑے ہیں آپ کو دیکھتے ہی فرمایا آؤ آپ تشریف لے گئے سر پر ہاتھ پیرا اور فرمایا تم بہت بڑے عالم ہو۔ جناب سید ایوب علی صاحب فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ محلہ سوداگراں کی مسجد کے قریب آپ کی طفولیت کے زمانہ میں ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی انہوں نے اعلیٰ حضرت کو سر سے پاؤں تک بغور دیکھا اور کئی بار دیکھا پھر فرمایا تم رضا علی خاں صاحب کے کون ہو حضور نے جواب دیا میں ان کا بیٹا ہوں فرمایا جیسی اور فوراً تشریف لے گئے۔

مولوی عرفان علی صاحب قادری رضوی سیلپوری کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضور نے ارشاد فرمایا کہ میں اپنی مسجد کے سامنے کھڑا تھا۔ اس وقت میری عمر ساڑھے تین سال کی ہوئی ایک صاحب اہل عرب کے لباس میں بیس جلوہ فرما ہوئے یہ معلوم ہوتا تھا کہ عربی ہیں انہوں نے مجھ سے عربی زبان میں گفتگو فرمائی میں نے فصیح عربی میں ان سے گفتگو کی اس بزرگ ہستی کو پھر کبھی نہ دیکھا۔

جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ جس وقت اعلیٰ حضرت قبلہ بطن مادر میں تھے آپ کے والد ماجد صاحب نے ایک بہت ہی عجیب خواب دیکھا جسکے وجہ سے کچھ پریشانی سی لاحق ہوئی رات بھر اس خواب کی فکر میں رہے اور صبح نہ کھائے کبھی اسکی تشویش باقی تھی صبح حضرت سرایا فیض برکت علیہ السلام نے ارشاد فرمایا اے صاحب اور اپنے والد ماجد علیہما الرحمہ سے خواب بیان فرمایا حضرت ممدوح نے فرمایا بہت مبارک خواب ہے بشارت ہو کہ ہر دو دگار عالم تمہارے نطفہ سے ایک فرزند عطا فرمائے گا۔ جو علم کے دریا بہا گا۔ جس کا شہر مشرق مغرب میں پھیلے گا۔

ملفوظات حصہ اول میں ہے اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ میں ایک روز حکیم ذریعہ علی صاحب کے یہاں قریب س بجے دن کے جا رہا تھا میری عمر اس وقت جیلانی اعلیٰ حضرت مدظلہ کے پوتے یعنی ہر طور دارا براہیم رضا خاں سلمہ کے برابر تھی یعنی دس سال کہ سامنے سے ایک بزرگ سفید

ریش نہایت ٹھیکل و وجہ تشریف لائے اور محمد سے فرمایا: سنا ہے کہ آج کل عبد العزیز ہے اس کے بعد عبد الحمید اُس کے بعد عبد الرشید یعنی رشاد آندری، اور فوراً نظر سے غائب ہو گئے بچاؤ اس وقت تک اُن بزرگ کا قول بالکل مطابق ہوا۔

طفولیات حصہ چہارم میں ہے بریلی میں ایک مجذوب بشیر الدین اخوند زادہ کی مسجد میں رہا کرتے تھے جو کوئی اُن کے پاس جاتا کہے کہ چچا اس گالیاں سناتے مجھے اُن کی خدمت میں حاضر ہونے کا شوق ہوا میرے والد ماجد قدس سرہ کی خوشی کہ کہیں باہر بغیر آدمی کے ساتھ لئے نہ جانا ایک روز رات کے گیارہ بجے اکیلا اُن کے پاس پہنچا اور فرش پر جا کر بیٹھ گیا وہ مجھ میں چار پانی پڑیٹھے تھے۔ مجھ کو بغور پندرہ بیس منٹ تک دیکھتے رہے آخر مجھ سے پوچھا تم مولوی رضا علی خاں صاحب کے کون ہو میں نے کہا میں اُن کا پوتا ہوں فوراً وہاں سے چھپے اور مجھ کو اٹھا کر لے گئے۔ اور چار پانی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا آپ یہاں تشریف رکھئے پوچھا کیا مقدمہ کے لئے آئے ہو میں نے کہا مقدمہ تو ہے لیکن میں اُس کے لئے نہیں آیا ہوں میں تو صرف دعا و مغفرت کے لئے حاضر ہوا ہوں قریب آدھے گھنٹے تک برابر کہتے رہے اللہ کریم کرے اللہ کریم کرے اللہ کریم کرے اللہ کریم کرے اس کے بعد میرے منجھلے بھائی مولوی حسن رضا خاں صاحب مرحوم اُن کے پاس مقدمہ کی غرض سے حاضر ہوئے اُن سے خود ہی پوچھا کیا مقدمہ کیلئے آئے ہو عرض کی: جی ہاں، فرمایا مولوی صاحب سے کہتا قرآن شریف میں یہ بھی تو ہے نصر من اللہ و فتح قریب۔ بس دوسرے ہی دن مقدمہ فتح ہو گیا۔

### واقعات طفولیت

جناب سید ابوب علی صاحب فرماتے ہیں کہ حضور کی عمر شریف تقریباً ۵-۶ سال ہو گی اس وقت صرف ایک بڑا کرتا چنے ہوئے باہر تشریف لائے

کہ سانس سے چند طوائف زنان باندی گزریں اپنے نور کرتے کا اٹھا دین و نون ہاتھوں سے اٹھا کر چہرہ مبارک کو چھایا یہ کیفیت دیکھ کر وہیں کی ایک غلوائف بول اٹھی وہ صاحب کو نہ تو چھایا اور نہ کھول دیا اپنے برجستہ اوکو جواب دیا جب نظر ہو گئی ہے تب لہجہ ہے جی لہجہ ہے تو ستر پکڑا ہے یہ جواب سیکرہ مکتہ کے عالم میں ہو گئی۔

انہیں کا بیان ہے کہ کاشانہ اقدس پر ایک مولوی صاحب چند بچوں کو پڑھایا کرتے تھے حضور بھی اُن سے کلام اللہ شریف پڑھا کرتے تھے۔ ایک روز کا ذکر ہے کہ مولوی صاحب کبھی ایہ کریم میں بار بار ایک لفظ حضور کو بتاتے تھے مگر آپ کی زبان سے نہیں نکلتا تھا وہ دہرنا تے تھے



اور آپ بذریعہ پڑھتے تھے یہ کیفیت حضور کے جد امجد حضرت مولانا رضا علی خاں صاحب قسطیہ وقت  
رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھ کر حضور کو اپنے پاس بلایا اور کلام پاک منگوا کر دیکھا تو اس میں کاتب سے  
اعراب کی غلطی ہوئی تھی زیر کی جگہ زیر لکھ دیا تھا اور اسی طرح بے تصحیح طبع ہو گیا تھا یعنی جو حضور  
پر نور رضی اللہ عنہ کی زبان مبارک سے لکھا تھا وہی صحیح تھا حضور سے حضرت جد امجد رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مولوی صاحب جس طرح تم کو بتاتے تھے اس طرح کیوں نہیں پڑھتے تھے  
عرض کیا میں ارادہ کرتا تھا کہ اسی طرح پڑھوں مگر زمان پر قابو نہ پاتا تھا حضرت جد امجد قدس سرہ العزیز  
نے فرمایا خوب اوستہم فرما کر سر پر ہاتھ پھیرا وہ دل سے دعا دی پھر اُن مولوی صاحب نے فرمایا یہ بچہ  
صحیح پڑھ رہا تھا حقیقتاً کاتب نے غلط لکھ دیا ہے پھر قلم فیض رقم سے اُس کی تصحیح فرمادی۔

انہیں کا بیان ہے کہ اس قسم کے واقعات مولوی صاحب کو بارہا پیش آئے تو ایک روز تنہائی  
میں حضور سے کہنے لگے صاحبزادے سچ سچ بتاؤ میں کسی سے کہوں گا۔ نہیں تم انسان ہو یا جن ہو  
آپ نے فرمایا خدا کا شکر ہے میں انسان ہی ہوں اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم شامل حال ہے۔

انہیں کا بیان ہے ایک روز مولوی صاحب موصوف حب بھول بچوں کو پڑھا رہے تھے کہ ایک  
بچے نے سلام کیا مولوی صاحب نے جواب دیا جیسے رہو اس پر حضور نے عرض کیا یہ تو سلام کا  
جواب نہ ہوا ولیکم السلام کہنا چاہیے تھا مولوی صاحب سن کر بہت خوش ہوئے اور بہت  
دعا مانگیں دیں۔

انہیں کا بیان ہے رمضان مبارک کا مقدس مہینہ ہے اور حضور پر نور علیہ صلوٰۃ کے پہلے  
روزہ کشائی کی تقریب ہے کا شانہ اقدس میں جہاں انظار کا اور بہت قسم کا سامان ہے ایک محفوظ  
کمرے میں فی سبیل اللہ کے پیالے بھرنے کے لئے چنے جوئے تھے آفتاب نصف النہار پر ہے ٹھیکانہ  
کا وقت ہے کہ حضور کے والد ماجد آپ کو اسی کمرے میں لیجاتے ہیں اور کواڑوں کی جوڑیاں بند  
کر کے ایک پیالہ اٹھا کر دیتے ہیں کہ جسے کھالو عرض کرتے ہیں میرا روزہ ہے کیسے کھاؤں و شاد  
ہوتا ہے بچوں کا روزہ ایسا ہی ہوتا ہے لو کھاؤ میں نے کواڑ بند کر دیئے ہیں کوئی دیکھنے والا بھی  
نہیں ہے۔ آپ عرض کرتے ہیں جس کے حکم سے روزہ رکھا ہے وہ تو دیکھ رہا ہے یہ سنتے ہی  
حضور کے والد ماجد کی چٹان مبارک سے اشکوں کا تار بندھ گیا اور مکرو کھول کر باہر لے آئے۔

انہیں کا بیان ہے کہ ایک روز صبح کے وقت حاجی منتھن خان صاحب جن کا اسم گرامی حاجی محمد شاہ  
 خان صاحب تھا محلہ سوداگراں میں حضور کے دولت خانہ سے کچھ حاصل پر اتر جانب ان کا مکان  
 ہے، حضور کی نشستگاہ میں جا روپ کشی فرمایا ہے تھے جو نیکو ہم لوگوں کو یہ پہلا اتفاق دیکھنے کا  
 ہوا بڑا درم قناعت علی صاحب کی غیرت نے یہ گوارا دیا کہ ایک بزرگ سنی جو نہ صرف ایک  
 سروریندار اہل علم ہیں بلکہ معقول زمینداری بھی رکھتے ہیں وہ جا روپ کشی کریں اور میں کھڑا دیکھتا  
 رہوں اس لئے بڑھکاس خدمت کو خود انجام دینا چاہا مگر حاجی صاحب نہ مانے اور فرمائے گئے صاحب زاد  
 یہ میرا خضر ہے کہ اپنے شیخ کے آستانہ عالیہ کی جا روپ کشی کر دیں ہم لوگوں کو اس سے پہلے یہ معلوم نہ تھا  
 کہ یہ بھی شرف بیعت سے مشرف ہیں بس یہ جانتے تھے کہ حضور کے پڑوسی اور پراہی کے آدمی  
 اور ایک زمیندار میں ہمیں عمر میں حضور سے بڑا ہوں ان کا بچپن دیکھا ہو انی دیکھی اور اب بڑا پادکھ  
 رہا ہوں ہر حالت میں کیتائے زمانہ پایا تب ہاتھ میں ہاتھ دیا پڑھا ہے میں تو ہر کوئی بزرگ ہو  
 جاتا ہے۔ انہیں بچپن میں ضرب المثل اور کیتائے روزگار دیکھا۔

**عام حالات** | جناب ذکا اللہ خان صاحب رضوی تحریر کرتے ہیں۔ کہ خادم نے حضرت کی حیات  
 ظاہری میں اندازاً ماہ یا چودہ سال خدمت کی یا اس سے زائد حضرت کی حالت  
 کو کمر تھی کہ بروز جمعہ بعد نماز جمعہ پچانگ میں تشریف رکھتے تھے۔ بعد نماز مغرب مکان  
 میں تشریف لیجاتے اور روزانہ عصر کی نماز پڑھ کر پچانگ میں تشریف رکھتے علوم و فیوض و  
 برکات کے دریا جاری ہوتے اور حضور آستانہ عوام المہنت و علمائے المہنت مستفیض ہو آرتے  
 البتہ موسم سرما میں عصر مغرب کے درمیان مسجد ہی بہتے تمام حاضرین بھی اعتکاف کے  
 ساتھ مسجد شریف ہی حاضر خدمت رہتے اور وہیں تعلیم و تلقین کا سلسلہ جاری رہا مگر تا مغرب کی  
 نماز پڑھ کر زنانہ مکان میں تشریف لے جاتے یہ حضرت کا معمول تھا۔ علاوہ اس کے حضرت  
 پانچوں وقت نماز میں تشریف لاتے اور ہمیشہ نماز باجماعت مسجد میں ادا فرماتے۔ اگر کوئی صاحب  
 کسی کام کے لئے شہر سے آتے یا کسی دوسرے شہر سے حضرت کی ملاقات کو تشریف لاتے مطلق  
 ہوتے ہی حضرت باہر تشریف لے آتے ایک صاحب جن کا نام حاجی کفایت اللہ صاحب ہے  
 وہ حضرت کے خاص خادم تھے اور حضر سفر میں برابر سایہ کی طرح ساتھ رہتے ایک سید صاحب مدنی



حضرت سے علم جفر سیکھنے کی عرض سے مدینہ شریف سے تشریف لائے تھے اور بہت عرصہ تک قیام کر کے علم جفر حاصل کیا جب مدنی صاحب کلکتہ جانے لگے تو حضرت سے فرمایا میرے ساتھ کوئی شخص ہوتا تو بہتر ہوتا حضرت نے حاجی کفایت اللہ صاحب کو ہمراہ کیا اور حاجی صاحب نے مجھ خادم سے کہا کہ میں کلکتہ جاؤں گا اور اعلیٰ حضرت کی خدمت تمہارے سپرد کرتا ہوں اور حضرت سے بھی یہی عرض کیا حضرت نے مجھے خدمت کے لئے قبول فرمایا۔

جناب علی محمد خان صاحب اعلیٰ حضرت کے بھانجے فرماتے تھے کہ جناب والدہ ماجدہ صاحبہ فرماتی تھیں کہ اعلیٰ حضرت نے کہیں پڑھنے میں منہ نہیں کی خود سے برابر پڑھنے کو تشریف لے جایا کرتے تھے جمعہ کے دن بھی جا ہا کہ پڑھنے کو جائیں مگر والدہ ماجدہ صاحبہ کے منع فرمانے سے رک گئے اور سمجھ لیا کہ ہفتہ میں جمعہ کے دن کی بہت اہمیت کی وجہ نہیں پڑھنا چاہیے۔ باقی جمعہ دن پڑھنے کے ہیں۔

حاجی کفایت اللہ صاحب کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ اعلیٰ حضرت حاجی خدا بخش صاحب کے یہاں تشریف لے گئے۔ جب علی حضرت اُس مکان میں تشریف لیا جاکر بیٹھے تو دو کے نے مٹھائی ہا کر رکھی کہ گیا ہوں شریف کی فاتحہ کر دیجیے حضرت نے اُس پر فاتحہ دی اور سر جھکا کر خاموش بیٹھے یہ اُس کے بعد اُس لڑکے کی بیوی بھی سامنے سر سے پاؤں تک چادر سے اپنے آپ کو چھپائے ہوئے آکر کھڑی ہو گئی۔ کہ اعلیٰ حضرت سر اٹھائیں تو میں سلام کر دوں حضرت نے سر اٹھایا تو اُس نے سلام کیا حضرت نے اُس کا نام لے کر فرمایا کہ تم یہاں پر بیٹھا ہی ہو وہ عورت حضرت سیدنا شاہ ابوالحسن احمد نوری میاں صاحبہ ہری قدس سرہ العزیزہ سے بیعت تھی۔

جناب سید ابوب علی صاحب کا بیان ہے کہ تو سید مسجد شریف کے لئے غلخانہ کنواں طہارت خانہ مسقف کرنا تھا۔ چنانچہ مستری علی حسین قادری رضوی مرحوم نے ستونوں کی تعمیر شروع کی ہی تھی کہ ظہر کے وقت حضور نے دیکھ کر فرمایا بھائی علی حسین یہ ستون تو کچھ اچھے نہیں معلوم ہوتے ہیں خوبصورت بنائیے پھر فرمایا میں نے اپنے مکان کی تعمیر کے وقت بھی غل نہیں دیا۔ البتہ المارہل کے لئے ضرور کہا تھا۔ اور وہ بھی اس لئے کہ کتابیں محفوظ رہیں۔

انبیاء کا بیان ہے کہ سب خرابی کا یہ مال تھا کہ کبھی حضور کے چلنے میں پائے مبارک کی چاپ سننے میں نہ آئی اکثر اوقات ایسا ہوا کہ میں اور برادرم قناعت علی بھانگ میں سرداری کے

اندکام کر رہے ہیں اور حضور پر نور کا شانہ اخلاسی سے باہر تشریف لے گئے اور پورا صحن پر حرقی  
نشتنگاہ طے فرما کر خود تقدیم سلام فرمائی تب خبردار ہوئے۔

انہیں کا بیان ہے کہ کوہ بلوہالی سے میری طلبی فرمائی جاتی ہے۔ میں بہر اسی شاہزادہ اصغر حضرت  
مولانا مولوی شاہ محمد اکیں الرحمن مصطفیٰ رضا فاضل صاحب مدظلہ اللہ بعد مغرب دہال پہنچا ہوں۔  
شاہزادہ محمد وح اندر مکان میں جاتے ہوئے یہ فرماتے ہیں ابھی حضور کو آپ کے آنے کی اطلاع  
کرتا ہوں مگر باوجود اس آگاہی کے کہ حضور تشریف لانے والے ہیں تقدیم سلام سرکار ہی فرماتے  
ہیں اس وقت دیکھتا ہوں کہ حضور بالکل میرے قریب جلوہ فرماتے ہیں۔

انہیں کا بیان ہے کہ حضور کی غذا زیادہ سے زیادہ ایک پیالی شوربا بکری کا بغیر مرچ کا اور ایک  
یا ڈیڑھ لیسٹ سوچی کا اور وہ بھی روزانہ نہیں بلکہ بسا اوقات ناعہ بھی ہوتا تھا۔

انہیں کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضور کی چٹان مبارک دیکھنے آئیں اس وقت میں ہر وقت ظہری  
مسجد مستند بار ایسا اتفاق ہو کر کبھی قبل نماز اندکھی بعد نماز مجھے پاس بلایا اور فرمایا میرا صاحب دیکھیے تو  
آنکھ کے حلقہ سے ماسہر پانی تو نہیں آیا ہے ورنہ حضور کے نماز کا اعادہ کرنا ہو گا۔ خیر یہ تو جملہ معتمد  
تھا کہ ایک روز حکیم عبدالسمعان صاحب جو بیہوشی سے علم سفر کیجئے کے لئے آئے تھے مابعد تقدیم آستانہ تشریف  
ہے ایک چھوٹی سی شیشی میں رقیق دھانکھوں میں ڈالنے کے واسطے پیش کرتے ہیں حضور نے اس کے  
اجزاء یافت فرمائے حکیم صاحب نے عرض کیا حضور استعمال تو فرمائیں اور بہت کچھ تعریف کی حضور  
نے فرمایا میں بغیر تحقیق اجزاء کوئی دوا استعمال نہیں کرتا ہوں حکیم صاحب نے اطمینان دلاتے ہوئے  
یہی کہا کہ اس میں کوئی شے مضر نہیں ہے انشاء اللہ ایک یا دو استعمال سے حضور فائدہ محسوس فرمائیں  
گئے اسی وقت اجزاء بھی بتا دیں گے۔ غرض حکیم صاحب کے اطمینانی الفاظ کو باندھ کر تے ہوئے مکان میں  
جا کر جس وقت دعا کے قطرات آنکھوں میں ٹپکائے ناقابل برداشت تکلیف پیدا ہو گئی حضور دونوں  
ہاتھ آنکھوں پر رکھے ہوئے باہر تشریف لائے اور بتا بانہ حکیم صاحب سے فرمایا اب تو اجزاء  
بتا دیجئے مجھے سخت تکلیف ہے حکیم صاحب نے منجملہ دیگر ادویات کے حق لمیوں کا بھی نام دیا جسے  
سن کر حاضرین چونک پڑے حضور نے فرمایا آنکھ میں اندھیرا عرق ملاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی  
العظیم۔ پھر فرمایا حکیم صاحب آنکھ جیسی نازک چیز اور ایسا تیز عرق جناب سید الیوب علی صاحب کیا بیان



ہے کہ حضور ہفتہ میں دو بار حجہ اور سہ شنبہ کو طہوسات شریعت تبدیل فرمایا کرتے تھے ہاں اگر پنجشنبہ کو یوم عیدین یا یوم النبی اکبر پڑھے تو دونوں دن لباس تبدیل فرماتے یا شنبہ کے دن مبارک تقریبیں آتیں تب بھی دونوں دن تبدیل فرماتے ان دونوں تقریبوں کے علاوہ سارا یوم عیدین کے اور کسی وجہ سے لباس تبدیل نہ فرماتے حتیٰ کہ جمالی میاں سلمہ کے غلتے کی تعویذ ایسے روز ہوتی کہ تبدیل لباس کا دن نہ تھا وہی لباس زیب تن رکھا تبدیل نہ فرمایا اگرچہ بعض اقرباء و اقارب اور سائے شہر مکلف لباس پہن کر آتے تھے۔ مگر حضور اپنا لباس سابق پہنے ہوئے شریک تقریب ہے۔

جناب سید الیوب علی صاحب کا بیان ہے کہ اعلیٰ حضرت کی عادت کریمہ تھی کہ امام کو نماز میں سہو سے مطلع کرنے کے لئے اللہ اکبر نہ فرماتے خلا تیسری رکعت میں تھک کر ناچاہتا ہے تو سبحان اللہ فرمایا کرتے۔ کتب حدیث پر دوسری کتاب نہ رکھتے۔ اگر کسی حدیث کی ترجمانی فرماتے ہیں اور درمیان میں کوئی شخص بات کاٹتا تو سخت کبیرہ اور ناراض ہوتے ایک پاؤں دوسرے پاؤں کے زانو پر رکھ کر بیٹھنے کو ناپسند فرماتے یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضور پر نور کے طریقہ فست عرض کو دیکھ چکے کہ میں ہمیشہ دو بار کرتا تھا اس لیے گاؤں گشت مبارک کے چھ کھاکے تھک کر تھک کر عرض نہ تھا کبھی گاؤں گشت نہ فرمایا کتب جنی یا لکھتے وقت پاؤں مبارک میٹ کر دونوں پاؤں اٹھاتے رہتے نہ سیدھا نہ تھکا نہ کھڑا نہ لیٹا اور دوسرا بچھا رہتا اور کبھی بالیاں زانو ضرورہ اٹھاتے تو رہنا بچھا لیا کرتے تھے ذکر میلاد مبارک میں ابتدا کرتا تک ادا و زانو رہا کرتے یوں وعظ فرماتے چار پانچ گھنٹے کمال دو زانو ہی سہر شریعت پر رہتے اخیر عمر شریعت میں پانچ چھوڑ دیا تھا درہ پہلے پانچ بہت کثرت سے بغیر زورہ کے استعمال فرماتے مگر بوقت وعظ پانچ مطلق ملاحظہ فرماتے بلکہ ایک چھوٹی مراحی شیشہ کی پاس رکھی جاتی اس سے شکل رفع فرمانے کے لئے غراہ کر لیا کرتے۔

جناب سید الیوب علی صاحب کا بیان ہے کہ اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعض عادات کریمہ یہ تھے بشکل تام (قدس و محمد) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم استراحت فرمایا نہ لگانا۔ جہاں آنے پر انگلی فانتوں میں دیا لیتا اور کوئی آواز نہ ہوتی کھڑے وقت دست چپ ریش مبارک پر رکھ کر خیمہ سر ہو کر پانی منہ سے کرانا۔ قبلہ کی طرف رخ کر کے کبھی نہ ٹھوکانہ قبلہ کی طرف پائے مبارک دراز کرنا نماز پنجگانہ مسجد میں باجماعت ادا کرنا فرض نماز یا عمامہ بڑھانا۔ بغیر صوت پڑھی

وہاں سے نفرت کرتا رہیں وہ ہے کہ قلم سے احتیاب کرتا خط بنواتے دقت اپنا کنگھا دشتیہ تھما  
فرمایا مسواک کرنا سر مبارک میں جھلیل ڈلوانا۔

انہیں کا بیان ہے کہ ایک صاحب نے بدایونی چڑیوں کی ایک کوری ہانڈی پیش کی حضور نے  
فرمایا کیسی نکلیت خرائی انہوں نے کہا کہ حضور کو سلام کرنے کے لئے حاضر ہوا ہوں حضور جواب  
سلام فرما کر کچھ دیر خاموش رہے اور پھر دریافت فرمایا کوئی کام ہے انہوں نے عرض کیا کچھ نہیں  
حضور بعض مزاج پر سی کے لئے آیا تھا ارشاد فرمایا عنایت و لوازش اور قدرے سکوت کے بعد  
حضور نے پھر بایں الفاظ مخاطب فرمایا کچھ فرمائیے گا۔ انہوں نے پھر نفی میں جواب دیا اس کے بعد  
حضور نے وہ شیرینی مکان میں بھجوا دی اب وہ صاحب تھوڑی دیر کے بعد ایک قنویں کی درخواست  
کرتے ہیں ارشاد فرمایا کہ میں نے تو آپ سے تعویذ دریافت کیا مگر آپ نے کچھ نہ بتایا اچھا تشریف  
رکھیے اور اپنے بھانجے علی احمد خاں صاحب مرحوم کے پاس سے قنویں منگا کر کہ یہ کام انہیں کے  
متعلق تھا ان صاحب کو عطا فرمایا اور ساتھ ہی حاجی کفایت اللہ صاحب نے حضور کا اشارہ دیکھتے  
ہی مکان سے وہ مٹھائی کی ہانڈی منگوا کر سامنے رکھ دی جسے حضور نے بایں الفاظ واپس فرمایا  
اس ہانڈی کو ساتھ لیتے جاؤ میرے یہاں قنویں بکتا نہیں ہے انہوں نے بہت کچھ معذرت  
کی مگر قبول نہ فرمایا بالآخر وہ بیچا لے اپنی شیرینی واپس لیتے گئے۔

انہیں کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضور نے جہانگیر خاں صاحب قادری رضوی ساکن محلہ جھپسی ٹولہ  
قلعہ سے فرمایا کہ مجھے ایک بیپا مٹی کے تیل کی مزدت ہے۔ کیونکہ وہ تیل فروخت کیا کرتے تھے چنانچہ  
وہ ایک بیپا تیل لے کر حاضر ہوئے حضور نے قیمت دریافت فرمائی انہوں نے اس وقت جو قیمت تھی  
اس کا اظہار بایں الفاظ فرمایا ویسے تو اس کی قیمت یہ ہے مگر حضور کچھ کم کر کے اتنی دیدیں اس حضور  
نے فرمایا مجھ سے وہی قیمت لیجئے جو سب سے لیتے ہیں انہوں نے عرض کیا نہیں حضور آپ  
میرے بزرگ ہیں عالم ہیں آپ سے عام بکری کے دام کیسے لے سکتا ہوں حضور نے فرمایا میں  
علم نہیں بیچتا ہوں اور وہی عام بکری کے دام خاں صاحب کو دیجئے۔

انہیں کا بیان ہے کہ حضور کے ایک مرید نمین نامی فنن چلایا کرتے تھے ریلوے سٹیشن پر یہی فنکشن  
پر بستے تھے انہوں نے بھی گاڑی بنوائی تھی اسے قبل ظہر حضور کے چٹانک پر لا کر کھڑا کیا حضور نے فرمایا



میں حضور نماز کے لئے تشریف لائے اہل بیت نے دست بوسی کی اور ہاتھ جوڑ کر عرض کیا حضور میں  
 نے یہ نئی گاڑی بنوائی ہے اس پر ابھی کوئی سوار نہیں ہوا ہے میری متل ہے کہ پہلے حضور اس میں تشریف  
 رکھیں چنانچہ حضور نے کچھ پڑھا اور گاڑی میں بیٹھ کر دروازہ مسجد شریف پر جو ۳۰-۴۰ قدم کے فاصلہ  
 پر تھا اترے اور مسجد میں تشریف لے گئے۔

نیر و حضرت محدث سہتی مولانا حامی احمد صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت شاہ اناہاں  
 صاحب سجادہ نشین حضرت محدث سہتی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی  
 عادت کہ عمر بھٹی کہ جب مسجد سے فارغ ہو کر پچانگ کی طرف تشریف لے جاتے تو اپنا ہاتھ تار  
 کر بغل میں دبایا کرتے تھے۔ اہ نہایت آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے ہوئے چلتے ایسا معلوم ہوتا تھا۔  
 کہ آپ ہر قدم پر کچھ پڑھتے ہوئے جا رہے ہیں نگاہیں اکثر نیچی رہ کر فیضیں نکال بھی سالتے بھی  
 دیکھ لیا کرتے تھے۔

مولوی محمد حسین صاحب حشری نظامی مخمری بریلوی بانی عید میلاد مبارک دو جلد طلسمی پر لیں میرٹھی  
 ثم الامیری تحریر فرماتے ہیں آج ۱۲ ربیع الثانی ۱۳۶۶ھ مطابق ۱۱ اگست ۱۹۴۶ء کو میری عمر دو ماہ کم  
 پچھتر سال کی ہے میں نے ابتدائی عمر میں اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نقل قادسی کی خدمت  
 چند سال ۱۳۱۲ھ میں انجام دی ہے پھر مجھے ۲۰ سال کی عمر میں حکام میرٹھ بھیجا گیا اس وقت میرٹھ  
 میں وہابیت بہت زیادہ تھی اعلیٰ حضرت ضعیف الجوشہ اور نہایت قلیل القضاہ بزرگ تھے اپنا وقت  
 کبھی بیکار صرف نہیں فرماتے تھے جبہ وقت تالیف و تصنیف و قادی نویسی کا مشغول تھا ہی وجہ  
 سے زاناخانہ میں تشریف رکھتے تھے کہ عوام کی باتوں میں کام نہیں ہو گا یا بیت ہی کم ہو گا۔ صرف  
 پنجگانہ نماز کے طے باہر تشریف لاتے تاکہ مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز ادا کریں یا اتفاقاً کسی  
 مہمان سے ملنے کو کسی وقت البتہ عصر کی نماز کے بعد باہر ہی پچانگ میں تشریف رکھتے اور وہی  
 وقت عام لوگوں کی ملاقات کا تھا تمام عمر جماعت سے نماز التزاماً پڑھی اور باوجود دیکھ بچد حارہ  
 مزاج تھے مگر کسی ہی گرمی کیوں نہ ہو ہمیشہ دستار اور انگرکھے کے ساتھ نماز پڑھا کرتے خصوصاً  
 فرض تو کبھی صرف ٹوپی اور کرتے کے ساتھ ادا کیا اعلیٰ حضرت جس قدر احتیاط سے نماز پڑھتے  
 تھے آج کل یہ بات نظر نہ آئی ہمیشہ میری دور رکعت اُن کی ایک رکعت میں ہوتی تھیں اور دوسرے

لوگ میری چار رکعت میں کم سے کم چھ رکعت بلکہ آٹھ رکعت پڑھا کرتے ہر شخص صحیح کہ چھوٹی  
 عمر والے سے بھی نہایت ہی تلق ہے ملتے آپ اور جناب سے مخاطب فرماتے اور حسب حیثیت  
 اس کی توفیق و تعظیم فرماتے۔

بسم اللہ خوانی و سلسلہ تعلیم | صحیح طور پر یہ معلوم ہو گا کہ حضور کی بسم اللہ خوانی کس عمر میں ہوئی مگر  
 وقت بسم اللہ خوانی عجیب و واقعہ پیش آیا حضور کے استاد محترم

نے بسم اللہ الرحمن الرحیم کے بعد الف باتا تا جا میں طرح پڑھایا جا تا ہے پڑھایا حضور  
 ان کے بتانے کے مطابق پڑھتے ہیں جب لام الف کی نوبت آئی اسٹاؤ نے فرمایا کہ لام الف  
 حضور خاموش ہو گئے اور نہیں کہا اسٹاؤ نے دوبارہ کہا کہ وہاں لام الف حضور نے فرمایا کہ یہ دونوں  
 تو پڑھ چکے ہیں لام بھی پڑھ چکے ہیں الف بھی پڑھ چکے ہیں۔ یہ دوبارہ کیا اس وقت حضور کے  
 جد امجد علی حضرت مولانا رضا علی خان صاحب قدس سرہ العزیز نے کہ جامع کلمات ظاہری و باطنی  
 تھے فرمایا اسٹاؤ کا کہا نا جو کہتے ہیں پڑھو حضور نے اپنے جد امجد کی تعمیل حکم کی اور اپنے  
 جد امجد کے چہرہ کی طرف نظر کی حضور نے اپنے خراست ایمانی سے سمجھا کہ اس بچے کو شبہ یہ ہو رہا  
 ہے کہ یہ حروف مفردہ کا بیان ہے اب اسمیں ایک مرکب لفظ کیسے آیا وہ نہ یہ دونوں حرف  
 الگ الگ تو پڑھ ہی چکے ہیں اگر چہ بچے کی عمر کے اعتبار سے اس راڈ کو ظاہر کرنا مناسب  
 نہ تھا اور مجھ سے بالا خیال کیا جاتا مگر ہونا ہر دے کے پکھنے پکھنے پات حضرت جد امجد نے  
 پور باطنی سے سمجھا کہ یہ لڑکا کچھ ہونے والا ہے اس لئے ابھی سے اسرار و نکات کا ذکر ان کے  
 سامنے مناسب جانا اور فرمایا بیٹا تمہارا خیال درست اور سمجھا بجایا ہے مگر بات یہ ہے کہ  
 شروع میں تم نے جس کو الف پڑھا حقیقتہ وہ ہمزہ ہے۔ اور یہ درحقیقت الف ہے۔ لیکن  
 الف ہمیشہ ساکن ہوتا ہے اور ساکن کے ساتھ ابتدا ناممکن اس لئے ایک حرف یعنی لام اول  
 میں لا کر اس کا تلفظ بتانا مقصود ہے حضور نے فرمایا تو کوئی ایک حرف طارینا کافی تھا اتنے  
 دور کے بعد لام کی کیا خصوصیت ہے یا تا دال سین بھی اول لا سکتے تھے۔ حضرت جد امجد  
 نے فایت محبت و جوش میں گلے لگایا اور دل سے بہت دعائیں دیں اللہ بھر فرمایا کہ لام اور الف  
 میں صورت سیرۃ مناسبت خاص ہے ظاہر رکھتے ہیں بھی دونوں کی صورت ایک سی ہوتی ہے

پڑھتے



لا بالا اور سیرۃ اس وجہ سے کہ لام کا قلب الف ہے اور الف کا قلب لام ہے یعنی یہ اس کے بیچ میں ہے وہ اس کے بیچ میں گویا ہے

من تو شدم تو من شدی من تن خدم تو باقری تاکس نگوید بعد از من می گیرم تو دیگری !  
 کہنے کو حضور کے جدا مجھ نے اس لام الف کو مرکب لانے کی وجہ بیان فرمائی مگر باتوں بات میں سب کچھ بتا دیا اور اسرار و حقائق کے رموز و اشارات کے دریافت و ادراک کی صلاحیت و قابلیت اسی وقت سے پیدا کر دی جس کا اثر سب نے آنکھوں سے دیکھ لیا کہ شریعت میں وہ اگر امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدم بقدم ہیں تو طریقت میں حضور پر نور سیدنا خورشید اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نائب اگر کم ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

اعلیٰ حضرت خود فرماتے تھے کہ میرے استاد جن سے میں ابتدائی کتاب پڑھتا تھا جب مجھے سبق پڑھا دیا کرتے ایک دو مرتبہ میں دیکھ کر کتاب بند کر دیتا جب سبق سننے تو حوت بھرت لفظ بلفظ دیتا روزانہ یہ حالت دیکھ کر سخت تعجب کرتے ایک دن مجھ سے فرمانے لگے کہ احمدیاں یہ تو کہو تم آدمی ہو یا جن کہ مجھ کو پڑھاتے دیر لگتی ہے مگر تم کو یاد کرتے دیر نہیں لگتی۔

ابتدائی کتابیں ان مولوی صاحب سے جب حضور نے پڑھ لیں تو میزان مشعب وغیرہ بنیاد مرزا غلام قادر بیگ صاحب سے پڑھنا شروع کیا میں نے جناب مرزا صاحب مرحوم معفود کو دیکھا تھا گورا چٹا رنگ عمر تقریباً اسی سال داڑھی سر کے بال ایک ایک کر کے سفید عمار باندھے بہتے جب کبھی اعلیٰ حضرت کے پاس تشریف لاتے اعلیٰ حضرت بہت ہی عزت و تکریم کے ساتھ پیش آتے۔ ایک زمانہ میں جناب مرزا صاحب کا قیام کلکتہ امرتالین میں تھا وہاں سے اکثر سوالات جواب طلب بھیجا کرتے قنادی میں اکثر استغناء ان کے ہیں انہیں کے ایک سوال کے جواب میں اعلیٰ حضرت نے رسالہ مبارکہ تجلی الیقین بان بینا سید المرسلین تحریر فرمایا ہے اعلیٰ حضرت ان کی بات بہت مانا کرتے جب کوئی اہم کام سمجھا جاتا لوگ حضرت مرزا صاحب مرحوم کو سفارشیں لاتے ان کی سفارش کبھی رائے کمال نہیں باقی اعلیٰ حضرت ان کا بہت زیادہ خیال فرماتے اور وہ جو کچھ عرض کرتے ان کی عرض من قبول فرماتے۔ بڑے صاحب تقویٰ اور اعلیٰ حضرت





کون کتاب آپ نے پڑھی ہے علیحضرت نے فرمایا: قاضی مبارک: یہ سکر دریافت فرمایا کہ شرح تہذیب ہند  
 چکے ہیں یہ طعن آمیز سوال سن کر علیحضرت نے فرمایا کہ کیا جناب کے یہاں قاضی مبارک کے بعد شرح  
 تہذیب پڑھائی جاتی ہے یہ سوال سیر کا سوا سیر یا کر جناب مولانا عبدالحق صاحب نے سوال کا رد و جواب  
 جانب چھرا اور پوچھا اب کیا مشغلہ ہے فرمایا تدریس افتا تصنیف فرمایا کس فن میں تصنیف کرتے ہیں  
 فرمایا مسائل دینیہ و رد و ہایہ اس کو سن کر فرمایا رد و ہایہ: ایک میرا وہ بدالوئی خطی ہے کہ ہمیشہ اسی  
 خط میں رہتا ہے اور رد و ہایہ کیا کرتا ہے۔ وہ اشارہ حضرت مقدائے طہ تاج الفحول محب  
 الرسول عالیجناب مولانا شاہ عہد القاد صاحب بدالوئی قدس سرہ العزیز کی طرف ہے اور میرا کہتے  
 کی وجہ سے کہ حضرت تاج الفحول جناب مولانا فضل حق صاحب خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد  
 رشید تھے، علیحضرت نے سنتے ہی فرمایا جناب کو معلوم ہو گا کہ وہاں میرا رد و ہایہ سے پہلے جناب مولانا  
 فضل حق جناب کے والد ماجد کی منہ کہا اور مولوی اسماعیل دہلوی کو بھیجے مجمع میں مناظرہ کیسے ساکت  
 کیا اور ان کے رد میں ایک مستقل رسالہ بنا تحقیق الفتویٰ لسلب الطغریٰ تحریر فرمایا ہے اس پر  
 مولانا عبدالحق صاحب خاموش ہو گئے۔ اور کچھ جواب نہ دیا علیحضرت فرمایا کرتے تھے جب تک  
 حضرت والد ماجد صاحب قدس سرہ عالم حیات میں تھے جو کچھ میں لکھتا والد ماجد صاحب کو دیکھا  
 لیا کرتا تھا کبھی کبھی ضرورت دیکھتے اصلاح فرما دیتے۔ علمی مضامین اور تحقیقات مسائل کو ملاحظہ  
 فرما کر مسرور ہوتے اور جلیل دعاؤں سے سرفراز فرماتے انہی مستجاب دعاؤں کا اثر ہے کہ اس وقت  
 ہے آج تک دینی خدمات کی ادائیں بد مذہبوں کے کیا وی و عیاری کے پرے چاک  
 کرنے۔ اور مصطفیٰ اصل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بھولی بھیروں کو عیار بھیروں سے  
 بچانے میں مشغول ہوں۔ اور بفضلہ تعالیٰ ان تمام بے دینوں کے مقابل غالب و منصور  
 اور یہ مذہب خائب و خاسر اس دینی خدمت پر مولانا تعالیٰ کا شکر بجا لاتا ہوں  
 (حضرت مفتی اعظم ہند مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خان صاحب قبلہ کا فرمایا ہے کہ علیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عبادتوں  
 کی اصلاح سوائے جد امجد علیہ الرحمۃ کے کسی نے بھی نہیں کی ہے) محمد طفر علی ناظم دارالعلوم امجدیہ کراچی  
 علیحضرت فرماتے تھے کہ جاری الدولی ۱۲۹۲ھ میں شرف بیعت سے مشرف ہو انیس لم لقت  
 حضور پرورد پیر و مرشد برحق سے حاصل کیا ۱۲۹۶ھ میں حضرت کا وصال ہوا تو قبل وصال مجھے

حضرت سیدنا سید شاہ ابوالحسن احمد نوری اپنے ابن الامین حضرت سجادہ نشین کے سپرد فرمایا حضرت  
نوری میاں صاحب سے بعض تعلیم طریقت و علم کبیر علم جفر وغیرہ علوم میں نے حاصل کئے الغرض  
ابلیح حضرت کے اساتذہ کی فہرست بہت مختصر ہے حضرت والدہ ماجدہ صاحبہ قدس سرہ العزیزہ کے علاوہ  
چچنچن پاک کے عشاق صرف یہ پنج نفوس قدسیہ ہیں را، علی حضرت کے وہ اساتذہ جنہوں نے تبدیلی گئیں  
پڑھا حاصل کیا ۱۲ جناب مرزا غلام قادیان صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ رہا جناب مولانا عبدالحی صاحب  
راپوری رحمۃ اللہ علیہ ۱۳ حضرت سلاخانہ ندان برکاتہ سید شاہ ابوالحسن احمد نوری قدس سرہ  
العزیزہ والدہ ماجدہ و پیر و مرشد قدس اسرارہا کو شامل کر کے چھ نفوس قدسیہ ہوتے ہیں ان چھ  
حضرات کے علاوہ حضور نے کسی کے سامنے زانوئے ادب نہیں کیا مگر خداوند عالم نے محض اپنے  
فضل و کرم اور آپ کی محنت و خداوندانہ کی وجہ سے اتنے علوم و فنون کا جامع بنایا کہ پچاس جنوں  
میں حضور نے تصنیفات فرمائی اور علوم و معارف کے وہ دیا بہائے کرم و معتقدین کا لوگنا کیا  
خالفین مخالفین کہنے اپنی سیاہ قلبی کی وجہ سے برائیاں کرتے مگر ساتھ ساتھ ٹیپ کا جندیہ صرفہ  
کہنے پر مجبور ہوتے کہ یہ سب کچھ ہے مگر مولانا احمد رضا خان صاحب قلم کے بادشاہ ہیں جس مسئلہ پر  
قلم اٹھایا نہ موافق کو ضرورت افزائش نہ مخالفت کو دم زدوں کی گنجائش ہوتی ہے۔

نواب و سید احمد رضا صاحب رضوی بریلوی خود فرماتے ہیں کہ مولوی احسان حسین صاحب مرحوم  
جو نہایت نیک خلق بے لوث اور عدد درجہ دیندار تھے جامع مسجد بریلی میں محض لوجہ اللہ درس  
حدیث بعد نماز ظہر دیتے تھے اور اپنا زیادہ وقت جامع مسجد ہی میں مطالعہ حدیث شریف و رد  
و ظائف میں گزارتے تھے انہوں نے فقیر کو جامع مسجد میں نماز باجماعت ادا کرنے کی نہ صرف  
تغصین کی بلکہ شوق دلایا چنانچہ بفضلہ قلم نے فقیر جامع مسجد میں نماز پنجگانہ ادا کرنے لگا۔ یہ فقیر  
انگریزی اسکول کی جماعت ششم میں پڑھتا تھا تو یہی مولوی صاحب فارسی زبان کی تعلیم کے لئے  
مقرر کئے گئے تھے مولوی صاحب موصوف سے ایک مرتبہ فقیر نے علی حضرت امام اہلبیت مجددات  
عاصرہ مولانا مولوی شاہ محمد احمد رضا خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بابت استفسار کیا تو مولوی  
صاحب موصوف نے علی حضرت کے علم و فضل کی بہت تعریف کی اور فرمایا کہ میں علی حضرت قبلہ کا  
ابتدائی تعلیم عربی میں ہم سبق سابقوں شروع ہی سے علی حضرت کی ذہانت کا یہ حال تھا کہ



استاد سے کبھی ریل کتاب سے زائد نہیں پڑھی ایک ریل کتاب تادم سے پڑھنے کے بعد  
بقیہ تمام کتاب از خود پڑھ کر اور یاد کر کے سنا دیا کرتے تھے۔

توت حاقظہ و حفظ قرآن شریف | جناب سید یاقوت علی صاحب کا بیان ہے کہ ایک  
روز حضور نے ارشاد فرمایا کہ بعض ناواقف حضرات

میرے نام کے ساتھ حافظ لکھ دیا کرتے ہیں حالانکہ میں اس لقب کا اہل نہیں ہوں یہ ضرور ہے  
کہ اگر کوئی حافظ صاحب کلام پاک کا کوئی رکوع ایک بار پڑھ کر مجھے سنا دیں دوبارہ مجھ سے سن لیں  
پس ایک ترتیب ذہن نشین کر لینا ہے اور اسی روز سے دور شروع فرما دیا جس کا وقت غالباً  
عشا کا وضو قرآن کے بعد سے جماعت قائم ہونے تک مخصوص تھا اس لئے کہ پہلے روز کا شانہ  
اقدم سے آتے وقت سورہ ہضہ شریف تلاوت میں تھی اور تیسرے روز تیسرا پارہ قراءت  
میں تھا جس سے پتہ چلا کہ روزانہ ایک پارہ یاد فرمایا کرتے تھے یہاں تک کہ تیسویں روز تیسواں  
پارہ سنتے ہیں آیا چنانچہ آئندہ ایک موقع پر اس کی تصدیق بھی ہو گئی الفاظ و ارشاد عالی کے یاد نہیں  
ہیں مگر کچھ اسی طرح فرمایا کہ محمد اللہ میں نے کلام پاک بالترتیب کیوشش یاد کر لیا اور یہ اس لئے  
کہ ان ہندوگان خدا کا کھانا غلط ثابت ہو۔

نوٹ: محمد حسین صاحب میرٹھی کا بیان ہے کہ ایک سال ماہ رمضان شریف میں علی حضرت کی  
مسجد میں اعتکاف کیا میں نے سحر کے وقت قرآن شریف پڑھنے میں غلطی کی حضرت آرام فرما رہے  
تھے مگر بیدار تھے مجھے وہ غلطی بتائی میں نے دوبارہ پڑھ کر فرمایا اب مجھ سے سنو وہی رکوع پڑھا  
کچھ دے بعد صبح کی نماز میں بے تکلف وہی رکوع پڑھ دیا۔

انہیں کا بیان ہے میں ایک مرتبہ میرٹھی سے بریلی گیا معلوم ہوا طبیعت ناما ساز ہے ڈاکٹر مول  
نے ہٹے اور باتیں کرنے کو منع کر دیا ہے اس وجہ سے شہر سے باہر ایک کوٹھی میں مقیم ہیں اور وہاں  
عام لوگوں کو جانے کی اجازت نہیں ہے مگر چونکہ مجھے لوگ واقف تھے مجھے پتہ بتا دیا جب  
میں پہنچا تو دیکھا کہ کوٹھی کا دروازہ بند ہے دستک دینے پر ایک صاحب آئے اور نام پوچھ کر  
اندہ اطلاع کو گئے جب وہاں سے اجازت ملی تب آکر دروازہ کھولا دیکھا بڑا مکان ہے اور صرف  
دو ایک آدمی ہیں نماز مغرب پڑھ کر حضرت اپنے کنگ پر رونق افروز ہوئے ہم لوگ کرسیوں پر بیٹھے بعد

چار صاحب ہونے سے معنی اعظم حضرت مولانا مصطفیٰ رضا خان صاحب مدد الشریعہ جناب مولانا امجد علی صاحب  
جناب مولوی شمس علی خاں صاحب ایک اور کوئی صاحب یہ چاروں صاحب حضرت کے پیگ مک پاس ہو کر تیار  
تھیں ان پر بیٹھ گئے اعلیٰ حضرت نے ایک گڈی خیلو ط کی مولانا امجد علی صاحب کو دیکر فرمایا آتے ہیں خطائے  
تھے ایک میں نے کھول لیا ہے یہ ۲۹ گن لیجئے انہوں نے ۲۹ گن کر ایک لفاظ کھولا جس میں کئی صق پر  
چند سوالات تھے۔ وہ سب منا کے حضرت نے پہلے سوال کے جواب میں ایک فقرہ فرما دیا یہ کہنے لگے  
اور لکھ کر عرض کی حضور حضرت نے اُس کے آگے کا ایک فقرہ فرمایا۔ وہ لکھ کر پھر حضور کہتے ہیں سلسلہ دار  
اُس کے آگے کا فقرہ فرما دیا کرتے اور دوسرے صاحب نے حضور کہنے کے درمیان میں اپنا خط  
شنا شروع کیا جب یہ حضور کہتے وہ رک جاتے اور جب یہ فقرہ میں کر لکھتے تھے تو وہ اپنا خط نشانے  
گتے اسی طرح انہوں نے اپنا خط ختم کیا اور ان کو ہی ان کے پہلے سوال کے متعلق جو فقرہ مناسب  
تھا وہ ارشاد فرما دیا۔ اب دونوں صاحب اپنا اپنا فقرہ ختم کرنے کے بعد حضور کہتے اور جواب  
ملنے پر لکنا شروع کرتے اسی حالت میں ان دو حضور حضور سے جتنا وقت بچتا اس میں تیسرے  
صاحب نے اپنا خط شنا شروع کیا اور اسی طرح ختم کر کے جواب لکنا شروع کیا اب چوتھے صاحب نے  
ان تین حضور حضور حضور کے درمیان جو وقت بچتا اپنا خط شنا شروع کیا اور اسی طرح ختم کر کے جواب  
لکنا شروع کیا یہ دیکھ کر مجھے حقیقتہً پسینہ آگیا اور ایک صاحب جو میرے قریب بیٹھے تھے اسی  
حالت میں کچھ مسئلے پر مجھے جہیں سن کر مجھے بیت لال اور غصہ ہوا کہ اُس شخص کو ایسی حالت  
میں سوال کرنے کا کچھ خیال نہیں مگر اعلیٰ حضرت نے ذرہ بھر بھی ملال نہ فرمایا اور بیت اطمینان سے اُس  
کو یہی برابر جواب دیے ہیں نے اپنے عمر میں ایسے حافظ کا کوئی شخص نہیں دیکھا اسی طرح وہ ۲۹  
خط پورے کئے گئے اور معلوم ہوا کہ ڈاکٹروں کے کام اور بات کرنے کو منع کرنے کے جواب میں  
حضرت نے صرف یہ مل لیا تھا کہ شب کو اپنے ہاتھ سے تحریر نہ فرمائیں گے اُس کا یہ اہتمام تھا  
اور دن بھر خود تحریر فرمایا کرتے تھے اور اس قدر جلد تحریر فرماتے تھے کہ کئی شخصوں کو اعلیٰ حضرت  
کے ایک دن کے لکھے کی نقل کرنا دشوار ہوتا اور شب کو اسی طرح کام کیا جاتا تھا۔

انہیں کا بیان ہے میرے بریلی قیام کے زمانہ میں حضرت کا مولانا الجبین ہوا جس میں ۲۰ مہینے ہو  
میں مگر کام مسلسل جاری رہا حیرتوں نے یہ دیکھ کر منع کیا مگر زمانے انہوں نے طیب صاحب سے



کہا کہ مہسل کے دن بھی برابر تھے ہیں اور قریباً ۲۰ مہسل ہوں گے۔ انھوں کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے  
 طیب صاحب نے بہت سمجھایا تو یہ ارشاد فرمایا اچھا مہسل کے دن میں خود نہیں لکھوں گا۔ دوسروں  
 سے لکھو ادیا کروں گا۔ اور غیر مہسل کے دن میں خود لکھوں گا۔ طیب صاحب نے کہا اس کو غنیمت سمجھو  
 اُس کا یہ انتظام کیا گیا کہ ایک مکان میں چند الماریاں لگا کر اُس میں کتابیں رکھ دی تھیں مہسل کے دن  
 حضرت اُس مکان میں تشریف لے گئے اور مریں۔ دروازہ بند کر دیا گیا۔ اب جو فتویٰ لکھنا ہوتا  
 اُس کا کچھ مضمون لکھا کر محمد سے فرماتے کہ الماری میں سے فلاں جلد نکال لو اکثر کتابیں میری آپ کی  
 کئی کئی جلدوں میں تھیں محمد سے فرماتے اتنے صفحے لوٹ لو اور فلاں صفحہ پر اتنی سطروں کے  
 لیے یہ مضمون شروع ہوا ہے اُسے نقل کر دو میں وہ فقرہ دیکھ کر پورا مضمون لکھتا اور سخت مستحیض ہوتا  
 کہ وہ کوئی لاف نہ تھا کہ جس میں صفحہ اور سطریں کر کے گئے تھے غرضیکہ اُن کا حافظہ اور  
 راجحی باتیں ہم لوگوں کی سمجھ سے باہر تھیں۔

جامع حالات فقیر ظفر الدین قادری رضوی غفرلہ کہتا ہے کہ اعلیٰ حضرت ایک مرتبہ پہلی بحیثیت  
 تشریف لے گئے اور حضرت اشاذی مولانا دہمی احمد صاحب محدث سورتی قادری سراف کے یہاں  
 ہوئے اُنہائے گفتگو میں عقود الدرباقی مفہم الفوائد الحامدیہ کا ذکر نکلا حضرت محدث  
 سورتی صاحب نے فرمایا کہ میرے بھتیجے میں ہے اتفاق وقت باوجودیکہ اعلیٰ حضرت کے کتابیں کتابوں  
 کا کافی ذخیرہ تھا اور ہر سال معقول رقم کی نئی کتابیں آیا کرتی تھیں۔ مگر اس وقت تک عقود الدرباقی  
 منکونہ کا اتفاق نہ ہوا تھا اعلیٰ حضرت نے فرمایا میں نے نہیں دیکھی ہے۔ جاتے وقت میرے  
 ساتھ کر دیجئے گا۔ حضرت محدث سورتی صاحب نے خوشی قبول کیا اور کتاب لا کر حاضر کر دی  
 مگر ساتھ ساتھ فرمایا کہ جب ملاحظہ فرمائیں تو بھیج دیجئے گا۔ اس لئے کہ آپ کے یہاں تو بہت  
 کتابیں ہیں آج سے پاس ہی گئی کی چند کتابیں ہیں جن سے فتویٰ دیا کرتا ہوں اعلیٰ حضرت نے فرمایا اچھا  
 اعلیٰ حضرت کا قصد اسی دن واپسی کا تھا مگر اعلیٰ حضرت کے ایک جان نثار مرید نے حضرت کی دعوت  
 کی اس وجہ سے رک جانا پڑا شب کو اعلیٰ حضرت نے عقود الدرباقی کو جو ایک ضخیم کتاب ۲ جلدوں  
 میں مرقی ملاحظہ فرمایا دوسرے دن دوپہر کے بعد ظہر کی نماز پڑھ کر گاڑی کا دقت تھا بریلی شریعت دانگی  
 کا قصد فرمایا جب اسباب درست کیا جانے لگا۔ تو عقود الدرباقی کو بھائے سامان مورا رکھنے کے

فرمایا کہ محدث صاحب کو دے آؤ مجھے تعجب ہوا کہ قصد لیجائے کا تھا واپس کیوں فرمایا ہے میں لیکن کچھ بولنے کی محبت نہ ہوئی حضرت محدث صاحب کی خدمت میں میں نے حاضر کیا وہ علیحضرت سے ملنے اور پیشین یک ساتھ جانے کے لئے زمانہ مکان سے تشریف لائے تھے کہ میں نے علیحضرت کا ارشاد فرمایا ہوا جملہ عرض کیا فرمایا میں اس کتاب کو لئے ہوئے حضرت محدث صاحب کے ساتھ واپس ہوا حضرت محدث صاحب نے فرمایا کہ میرے اس کہنے کا کہ جب ملاحظہ فرمائیں تو مجھے بخیر لگے گا۔ ہاں ہوا کہ اس کتاب کو واپس کیا فرمایا قصد بریلی ساتھ لے جانے کا تھا اور اگر کل ہی جاتا تو اس کتاب کو ساتھ لیتا جاتا لیکن جب کل جاتا نہ ہوا تو شب میں اوصبح کے وقت پوری کتاب دیکھ لی اب بے جانے کی ضرورت نہ رہی حضرت محدث صاحب نے فرمایا میں ایک مرتبہ دیکھ لیتا کافی ہو گیا علیحضرت نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے امید ہے کہ دو تین مہینے تک تو جہان کی عبادت کی ضرورت نہ ہوگی فتاویٰ میں لکھ دوں گا اور مضمون آراء اللہ عمر بھر کے لئے محفوظ ہو گیا

**مزاح و ظرافت** حضرت سید شاہ اسماعیل حسن میاں صاحب ماہری کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت جدی سیدنا سید شاہ برکت اللہ صاحب قدس سرہ العزیز کے عرس میں مولانا احمد رضا خان صاحب تشریف لائے اُس سفر میں ان کے بہنوئی بھی ان کے ساتھ تھے انہوں نے میرے خادم غلام نبی سے اُس کی ذات پوچھی اُس نے جواب دیا ہم چٹھان ہیں اس پر انہوں نے کہا تو تم تہا کے بھائی ہو انہوں نے غلام نبی سے دریافت کیا تم کون سے چٹھان ہو۔ چہ نہ کہ وہ بوجہ رو پاکین و نادانغنی جواب نہ دے سکتا تھا اور بار بار کے سوال سے چڑھ گیا اس نے کہا میں کون چٹھان چہر چٹھان ہیں اس پر مولانا نے ازراہ مزاح اپنے بہنوئی سے فرمایا کہ یہ آپ کے بھائی ہیں اور اپنے کو چہر چٹھان بتا لے میں تو یہ آپ کی ان آج معلوم ہوئی کہ آپ چہر چٹھان ہیں

جناب سید ابوب علی صاحب کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضور مسجد سے تشریف لائے تھے دیکھا کہ ایک بازیگر کے پاس لگوں کا بیج ہے اور پانی کا بھرا ہوا گولڑا ایک ڈور سے کا سر اٹال کر اُسے اٹھا رہے حضور نے اپنے پائے مبارک سے ہنسا جو تہ اذکار کر اُس کے سامنے ڈال دیا



اور فرمایا کہ تو اسے تو لوٹ دے بھلا وہ کیا کس سے کرتا آخر یہی کر کا شاذ اقدس میں تشریف لے گئے۔

اسٹیشن کا بیان ہے کہ جیلانی میاں سلمہ کی تقریب ختم بہت دھوم دھام سے منائی گئی تھی اور وہ واقربا اور خیر کے رؤسا و عام و خاص سب شریک تقریب تھے جس مکان میں ختم ہونے والا تھا سب کو وہاں چلنے کے لئے کہا گیا سب لوگ روانہ ہوئے تو کسی نے حضور سے بھی تشریف لے چلنے کے لئے عرض کیا ارشاد فرمایا میں تو اس موقع پر کبھی جاتا نہیں ہوں اپنی دفعہ میں مجبوری تھی۔

**مسادات اسلامی** جناب سید ابوب علی صاحب کا بیان ہے کہ ایک صاحب جن کا نام مجھے یاد نہیں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے اور اعلیٰ حضرت بھی کبھی کبھی

ان کے یہاں تشریف لجا یا کرتے تھے ایک مرتبہ حضور ازل کے یہاں تشریف فرما تھے کہ ان کے محلہ کا ایک بیچارہ غریب مسلمان ٹوٹی ہوئی پرانی چارپائی پر جو صحن کے کتے پڑی تھی چھلکتے ہوئے بیٹھا ہی تھا کہ صاحب خانہ نے نہایت کرم سے توروں سے اوکھڑی طرح کیخا شروع کیا یہاں تک کہ وہ مذاقت سر جھکے اٹھ کر چلا گیا حضور کو صاحب خانہ کی اس معز و مدانہ روش سے سخت تکلیف پہنچی مگر کچھ فرمایا نہیں کچھ دنوں کے بعد حضور کے یہاں آئے حضور نے اپنی چارپائی پر جگہ دی دو بیٹھے ہی تھے کہ اتنے میں کہ یہ بخش حجام حضور کا خط بنانے کے لئے آئے وہ اس فکر میں تھے کہ کہاں بیٹھوں حضور نے فرمایا کہ بھائی کہ یہ بخش کیوں کھڑے ہو مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں اور ان صاحب کے برابر بیٹھنے کا اشارہ فرمایا وہ بیٹھ گئے پھر تو ان صاحب کے عصمت کی یہ کیفیت تھی کہ جیسے سانپ یہ کاریں مارتا ہے اور فوراً اٹھ کر بچے گئے پھر کبھی نہ آئے غلات معمول جب عرصہ گزر گیا تو حضور نے فرمایا اب ظلال صاحب تشریف نہیں لاتے ہیں پھر خود ہی فرمایا میں بھی ایسے متکبر معز و شخص سے ملا نہیں چاہتا۔

**تواضع و انکسار** حضرت سید شاہ امینعل حسن میاں صاحب مارہری کا بیان ہے کہ حضرت مجدد امجد سیدنا شاہ برکت اللہ صاحب قدس سرہ العزیز کا عرض تشریف ایک

زمانہ میں میرے والد ماجد صاحب قدس سرہ نہایت اہتمام و انتظام اور اعلیٰ پیمانہ پر کیا کرتے تھے اس میں بابا حضرت مولانا بھی تشریف لائے اور میرے اصرار سے بیان بھی فرمایا۔

مگر اس طرح کہ حاضرین مجلس سے قریب تھے میں ابھی اپنے لہس کو دھنسیں کھسکایا دو سوال کو دھنکے کیا  
 لائق بل آپ حضرات مجھ سے مسائل شرعہ دریافت فرمائیں ان کے بارے میں جو حکم شرعی میرے علم میں  
 ہو گا جو تکمیل بعد سوال اسے ظاہر کر دینا حکم شریعت ہے میں ظاہر کر دوں گا۔ فقیر قادری خضر عرض کرتا  
 ہے اتنا سن کر حاضرین میں سے کوئی صاحب صاحب حال سوال کر دیتے حضور پر نور اپنی تقریر دلچسپ سے  
 ایک خوش بیان میں مسئلہ پر فرماتے۔

حضرت سید صاحب موصوفت قدس سرہ العزیز نے فرمایا کہ ایک بار میرے اصرار سے مولانا نے  
 موارد صاحب الیہ ربکات قدس سرہ پر اپنے والد ماجد قبلہ کا مثنوی مولود شریف درود القلوب بتی ذکر حمد  
 المحبوب ابھی پڑھا ہے جامع حالات غفلت کہتا ہے۔ لڑائی و دھمکی کی یہ حد ہے اس لئے کہ کتاب  
 دیکھ کر مجلس میں ایک معمولی مولوی بھی پڑھتا پسند نہیں کرتا بلکہ اس کو لوگ شان علم کے خلاف سمجھتے ہیں  
 نے یہ بتیوں کو دیکھا ہے کہ مبلغ علم ان کا رد میں میلاد کی چند کتابیں مگر ان کو دیکھ کر نہیں پڑھا کرتے بلکہ  
 ایک مسلسل حضور یا ذکر لیا اور کسی کو زانی یا بجا پڑھا کرتے ہیں۔

جناب سید ابوب علی صاحب کابیان ہے کہ ایک مرتبہ سبکی بحیث شریف حضرت مولانا مولوی  
 دہی احمد صاحب محدث سورتی قدس سرہ العزیز کے عرس سراپا قدس سرہ اپنی صبح کی گاڑی سے  
 ہوئی حضور نے اس وقت اسٹیشن پر آکر وظیفہ کی منہ دہی حاجی کفایت اللہ صاحب سے طلب کی  
 کسی نے جلدی سے آرام کر سی ونگ دم سے لاکر کھادی ارشاد فرمایا یہ تو بڑی کھیرا کر سی ہے  
 جتنی دیر تک وظیفہ پڑھا آرام کر سی کے تکیہ سے پشت مہلکہ نہ لگائی۔

مولوی محمد حسین صاحب میرٹھی موجود طلسمی پریس کابیان ہے کہ ایک سال پہلے میں رمضان المبارک  
 کی ۱۰ تا ۱۱ سے اعتکاف کیا اہل حضرت سجد میں آئے تو فرماتے جی بہت چاہتا ہے کہ میں بھی اعتکاف  
 کروں مگر فرصت نہیں ملتی آخر ۱۶ ماہ مبارک کو فرمایا آج سے میں بھی اعتکاف ہی ہو جاؤں اہل حضرت  
 بعد انتظار پان لوٹ فرماتے شام کو کھانا کھاتے میں نے کسی ن نہیں کیا کھانا کھانا چھوٹے سے پیالے میں فرمایا ایک  
 پیالہ میں چٹنی کیا کرتی تھی وہ لوٹ فرمایا کرتے لیکن میں دریافت کیا حضور فرمائی چٹنی کا کیا پھر فرمایا ایک کھانا شربت کرنا  
 اور کھانا چٹنی کنا سنت ہے ایسے یہ چٹنی آتی ہے ایک ن شام کو ان نہیں آتے اور یہ بہت نچوڑے عادت تھی کہ کھانے  
 کی کوئی چیز طلب نہیں فرماتے خاموش رہے مگر چونکہ ہاں کے کھانا عادی تھے ناگواری ضرور پیدا





ہوں گے جو سیدھا بھیتی جائے گا۔ اور کہیں بدلتا نہ ہوگا۔ اس وقت تک اعلیٰ حضرت کا قصد حج و زیارت کے لئے سفر کا بالکل نہ تھا۔ کہ حج فرض ادا ہو چکا تھا۔ زیارت سے مشرت ہو چکے تھے مرنے کی مثالیت مقصود تھی۔ اسی درمیان میں اعلیٰ حضرت کو اپنی نعتیہ غزل یاد آگئی جس کا مطلع ہے ۵

گرتے ہیں راہ سے وہ سید والا ہو کر رہ گئی ساری زمین حنبر سارا ہو کر  
اس کا ایک شعر یہ ہے ۵

دلئے مجروری قسمت کہ میں پھراب کی ہیں رہ گیا ہمرہ نوار دینہ ہو کر  
اس کا یاد آنا تھا کہ دل بے چین ہو گیا اور وہی ہوا میں کو حضور نے دوسری غزل میں فرمایا ہے ۵  
پھر ایسا دلولہ یاد منعمان عرب پھر کھنچا دامن دل سوئے بیا بیان عرب

اسی وقت حج و زیارت بلکہ خاص زیارت سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قصد مصمم فرمایا لیکن والدہ ماجدہ کی بغیر احادیث مفرغہ شب نہ جانا اس لئے اُن کی کاڑی چھوٹنے کے بعد بدلی دلیں تشریف لائے اور والدہ ماجدہ سے احادیث کے لئے حاضر خدمت ہوئے جب اجازت مل گئی مطلق ہوئے دھند بھانسی سے دلیہی کے بعد بہت پریشان تھوڑے تھے۔ اجازت مل جانے کے بعد مسلمان سفر مکمل فرمایا اور والدہ ماجدہ سے محن اتفاق کہ اعلیٰ حضرت کے پہنچنے تک وہ بھانڈا نہ نہ بٹا تھا سب لوگ ایک ہی جہاز میں روانہ ہوئے اور یہ سفر یہاں تک بغیر دشواری انجام پایا اسی سفر کے متعلق اعلیٰ حضرت کا شعر ہے ۵

کعبہ کا نام تک نہ لیا طیبہ ہی کہہ لپچھا تھا میں نے مجھے کہ نبضت کدھر کی ہے  
حدیث شریفہ میں ہے انہما لا حلال والنیات وانہما مکمل امین مافی عام طور پر بھی زبان زد ہے جیسی نیت دلیہی برکت یہ سفر اعلیٰ حضرت کا چونکہ خاص حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت پاک کے لئے تھا اس لئے دلیہا ہی ہوا۔

مولوی سید شاہ جعفر میاں صاحب خطیب جامع مسجد کچھوہ قلعہ نے اپنے وال صاحب کے عرض کے موقع پر اس واقعہ کو نہایت مؤثر انداز میں بیان کیا تھا کہ جب جناب مولانا احمد رضا خان صاحب علیہ الرحمۃ



میں روزِ شریف کے مواجہہ میں ورودِ شریف نہ ہوتے تھے یہی اور یقین کیا کہ ضرور سرکارِ ایزدِ مصلیٰ علیہ  
 تعالیٰ علیہ وسلم عزت افزائی فرمائیں گے۔ اور بالمواجہہ زیارت سے مشرف فرمائیں گے۔ لیکن  
 پہلی شب ایسا نہ ہوا تو کچھ کھدو خاطر ہو کر ایک منزل نکلی جس کا مطلع یہ ہے۔

وہ سوئے لال زار پھرتے ہیں تیرے دن اسے بہار پھرتے ہیں  
 اس منزل کے مطلع میں اسی کی طرف اشارہ کیا فرماتے ہیں۔

کوئی کیوں پرچھے تیری بات مٹا تجھ سے کتنے ہزار پھرتے ہیں  
 یہ منزل مواجہہ میں عرض کو کے انتظار میں ہو رہے تھے کہ قسمت جاگ اٹھی اور  
 چشمِ سر سے بیداری میں زیارتِ حضورِ اقدس علیہ السلام علیہ السلام سے مشرف ہوئے رفقا  
 اللہ وجہہ المسلمین زیارة النبى والکرم السمت الرحیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم  
 بیکرکتہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعن جمیع علماء الاسلام وانشاء بحکمہ القادر المقتدر  
 الیہ اذ لہم القیام امین۔

**تعلیمِ توفیر کا پیر** | علیحضرت امامِ اہلسنت جس طرح اشد اعلیٰ الکفار کے مصلحت تھے اسی  
 طرح رحمت و احسان بینہم کی بھی زندہ تصویر تھے۔ علمائے اہلسنت کی حجت  
 و تہدیبی کرتے کہ امامِ دہلوی خصوصاً حضرت تاج الفحول صاحبِ رسول مولانا شاہ عبد القادر صاحب  
 دہلوی قدس سرہ العزیز کی بہت ہی عزت کرتے تھے تصیدۃ احوال لا بد از الاموال مشہور  
 میں علمائے اہلسنت کی تعریف میں فرمایا ہے۔

اذا حلوا تمصرت الایادی اذا احووا فصار المصعبین

یہ علماء اگر پہلے میں جب کسی دیراد میں آتے تھے تو ان کے دم قدم سجدہ پر دفن شہر  
 ہو جاتا ہے اور وہ جب کسی شہر سے روانہ ہوتے ہیں تو خبر ویران ہو جاتا ہے جس زمانہ میں  
 میں محض برکت کے لئے یہ قیدہ علیحضرت سے پڑھا کرتا تھا اور عربی اشعار کے نیز پر  
 دینے ہوئے ہیں ہر شعر کے نیچے اُس کا ترجمہ کیا ہوا خاص خاص باتیں ماشیہ میں بھی ہوئی ہیں  
 اس میں پڑھنے کی کیا حاجت جب اس قصہ میں سنا میں نے کہا یہ تو محض مبالغہ خواہیہ معلوم  
 ہوتا ہے علیحضرت نے فرمایا نہیں بلکہ بالکل واقعہ ہے حضرت مولانا عبد القادر صاحب

رحمت اللطیفہ کی یہی شان تھی کہ جب تشریف لایا کرتے تو غریبوں کو کھانا دیا کرتے تھے اور ان کو چاہے کتنا ہی  
 اور جب تشریف لے جاتے تو بادجو دیکھ سب لوگ موجود ہوتے مگر ایک سیرانگی اور اسی جہاں جاتی  
 اس حوت و توقیر کے باوجود بعض بعض مسکوں میں کچھ اختلاف بھی تھا۔ اور بعض انسانی مسائل میں  
 لنگو بو کر پھر اتفاق بھی ہو جاتا تھا حضرت مولانا سید شاہ اسماعیل حسن میاں صاحب دارہی قدس سرہ  
 العزیز کلام میں ہے کہ ایک بار ان دونوں حضرات میں مسئلہ عینیت و طہریت صفات و اریغالی پر بحث  
 ہوئی مولانا عبدالقادر صاحب فرماتے کہ صوفیہ کے صفات کو عین ذات مانتے اور فلاسفہ کے عین  
 ذات مانتے ہیں فرق ہے اور مولانا احمد رضا خان صاحب اس فرق کے مانتے میں اتنا سائل ظاہر  
 فرماتے تھے آخر یہ قسمی کہ سیدنا پور چلے اور وہاں حضور علامہ سیدنا شاہ اچھے میاں صاحب سے  
 سرور العزیز کی مولفہ کتاب آئین احمدی کی جلد عقائد میرے کتب خانہ میں ہے اور دیگر کتب صوفیہ  
 بھی موجود ہیں ان میں فرق کو دیکھ بیٹھے دونوں حضرات تشریف لائے اور مولانا آئین احمدی کی جلد  
 عقائد سے کتاب زیۃ العقائد مولفہ حضرت سید احمد صاحب کالپوی قدس سرہ جو ہلے پیراں  
 سے ہیں مولانا عبدالقادر صاحب نے نکال کر دکھائی تھے دیکھ کر حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب  
 نے فرمایا میں بغیر دلیل تسلیم کے لیتا ہوں کہ صوفیہ کے قول عینیت اور فلاسفہ کے قول عینیت میں  
 فرق ہے اس لئے کہ میرے مرشدان عظام فرماتے ہیں کہ ہم جو صفات کو عین ذات مانتے ہیں وہ  
 اس طرح نہیں جس طرح فلاسفہ مانتے ہیں اگرچہ دلیل سے یہ فرق میرے ذہن میں اب تک نہیں  
 آیا ہے لیکن جو کہ میرے مرشدان عظام یہ فرماتے ہیں اس لئے کہ میرے مرشدان عظام کے ارشاد  
 پر تسلیم قسم کئے رہتا ہوں۔

مولوی محمد ابراہیم صاحب فریدی صدر مدرس مدرسہ شمس العلوم بدایوں کا بیان ہے کہ حضرت  
 مجددی حسن میاں صاحب سجادہ نشین سرکار کلان مارہرو شریف نے فرمایا کہ میں حبیب ربی آقا و امیر  
 خود کھانا لاتے اور ساتھ وصول کرتے حب دستور ایک سال ہاتھ دھلاتے وقت فرمایا حضرت شاہ جواد  
 صاحب اکملی اور پچھلے مجھے دیدتے تھے میں نے آواز کر دی تھی وہ وہاں سے بستی چلا گیا بستی سے  
 ماہرہ واپس آیا تو میری لڑکی فاطمہ نے کہا ابابلی کے مولانا صاحب کے میاں سے بارسل آیا تھا جس میں  
 پچھلے اور گوفی تھے یہ دونوں طلبائی تھے اور دلا نام میں مذکور تھا شاہ جواد صاحب نے ان کی اشیاء



آپ کی ہیں "یہ تھا اعلیٰ حضرت کا ہر المعروف ذہنی جس کا فکر فقیر رضوی کہتا ہے نور ساقیہ ساتھ ساتھ کابر و  
مشائخ کی تعظیم و توقیر

**شفقت و رحمت ہر اصاغر** | جناب سید ابوب علی صاحب کابیلین ہے کہ ایک مسلمان ماکن محلہ  
ترو لان ملو و سو میں فروخت کیا کرتے تھے اُن سے حضور نے پوچھا  
ملو و سو میں خرید فرمایا اور یہ واقعہ پہلی کوٹھی میں قیام کے زمانہ کلبہ میں اور برادر دم قناعت علی شب کے  
وقت کام کر کے واپس آنے لگے تو حضور نے قناعت علی سے ارشاد فرمایا وہ سنانے پہلی پر کپڑے میں جو  
بندھا ہوا رکھا ہے اٹھا لے یہ دو پوٹیاں اٹھا لے حضور ان کو دو دن ہاتھوں میں لے کر میری  
طرف بڑھے میں پیچھے بٹھا حضور آگے بڑھے میں اور بٹھا اور آگے بڑھے یہاں تک کہ میں دالان کے  
گوشہ میں پہنچ گیا حضور نے ایک پوٹلی حطا فرمائی میں نے کہا حضور کیا ارشاد فرمایا ملو و سو میں ہے  
میں نے دینی زبان سے نیچے نظر کیے ہوئے عرض کیا حضور بڑی شرم معلوم ہوتی ہے فرمایا شرم  
کی کیا بات ہے میرے مصطفیٰ دیے تم سب بچوں کو حصہ دیا گیا آپ دونوں کے لیے بھی میں نے دو  
حصے رکھ لیے یہ سنتے ہی برادر دم قناعت علی نے بڑھ کر حضور کے ہاتھ سے اپنا حصہ خود لے لیا اور  
دست بستہ عرض کیا حضور میں نے جرات اس لیے کی کہ اپنے بزرگوں کے ہاتھوں میں چیز دیکھ کر  
بچے اسی طرح لے لیا کرتے ہیں حضور نے تبسم فرمایا بعد ہم لوگ مسجد  
پوسی کر کے مکان پہنچے آئے حقیقت یہ ہے کہ حضور نے ہم لوگوں کو بہت نوازا  
اور ہم نابکار کچھ خدمت نہ کر سکے۔

چنانچہ حالات فقیر محمد ظفر الدین قادری رضوی عنقریب کہتا ہے کہ ۱۲۸۰ھ میں سب سے پہلے جو  
فتویٰ میں نے لکھا اور اعلیٰ حضرت کی خدمت میں اصلاح کے لئے پیش کیا من اتفاق سے بالکل صحیح نکلا  
اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز اس فتویٰ کو لے ہوئے خود تشریف لائے اور ایک روپیہ دست مبارک  
سے فقیر کو عنایت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا مولانا سب سے پہلے جو فتویٰ میں نے لکھا اعلیٰ حضرت  
والدنا محمد قدس سرہ العزیز نے مجھے شہرینی کھانے کے لئے ایک روپیہ عنایت فرمایا تھا آج اپنے  
جو فتویٰ لکھا ہے پورا فتویٰ سچا اور ماشاء اللہ بالکل صحیح ہے اس لئے اُسی اتباع میں ایک روپیہ آپ کو  
شہرینی کھانے کے لئے دیتا ہوں قنایت مسرت کی وجہ سے میری زبان بند ہو گئی۔ اور میں کچھ بول نہ سکا

اس لئے کہ فتویٰ پیش کرتے وقت میں خیال کر دیتا تھا کہ خدا جل جلالہ سے کھانے یا قطعاً غرض کے  
 فصل سے وہ صبح اور سائل صبح نکلا اور پھر اس پر انعام اللہ وہ بھی ان الفاظ کریمہ سے کہ میرے والد  
 مجدد صاحب نے مجھے اول فتویٰ صبح پر انعام دیا تھا اس لئے میں بھی اول فتویٰ صبح پر انعام دیتا ہوں  
 حق یہ ہے کہ ایک خادم کی وہ عزت افزائی ہے جس کی حد نہیں اور اس کے بعد اس کو ہمیشہ  
 برقرار رکھا میرے پاس چالیس سے زیادہ مکتوبات ہیں جو درماتوق تائید بریلی شریف سے امضا فرمائے۔  
 اس میں برابر دلدی الاخر مولانا مولوی محمد تقی الدین سجدہ اللہ تعالیٰ کا سہم تقیر الدین سے شروع فرمایا  
 فتاویٰ شریف جلد اول میں میرا نام انہیں لفظوں سے تحریر فرمایا ہے **جزاۃ اللہ تعالیٰ خیر الخیر**  
 اسی سلسلہ میں یہ بات بھی مجھے ہمیشہ یاد رہتی ہے کہ طالب علمی کے زمانہ میں جب کبھی ماہ مبارک  
 رمضان شریف میں بریلی شریف رہتا ہوں اور اس تعطیل میں مکانِ دُآیا تو عبد العظیز کے دن میں طرح  
 تمام عزیز و بزرگ کو حیدری تقسیم فرماتے مجھے اسی وقت سے خاص طلبہ مثلاً مولوی سید عبدالرشید صاحب کو پادی  
 عظیم آبادی مولوی سید شاہ غلام محمد صاحب درگاہ کلاں بہار شریف مولوی محمد ابراہیم صاحب اولادوانی  
 مولانا مولوی محمد تیر الحق صاحب رمضان پوری مولوی سخیل صاحب بہاری سب کو علی قدر مراتب  
 تہوار سی عطا فرماتے۔

حضرت حمید الاسلام مولانا شاہ عابد رضا خان صاحب کے برابر لوگ کیاں بھی پیدا ہوئے۔ اسی لئے سب  
 لوگوں کی دلی تماشائی کہ کوئی زد کا ہوتا کہ اس کے ذریعہ اعلیٰ حضرت کا سب و فضل و کمالات کا سلسلہ  
 جاری رہتا خداوند عالم کی شان کے لئے ۱۳۲۵ھ میں مولوی محمد ابراہیم رضا خان صاحب سلسلہ کی ولادت ہوئی  
 نہ صرف والدین اور اعلیٰ حضرت بلکہ تمام خاندان بلکہ جمہور متوسلین کو اندر خوش ہوئی اس خوشی میں منجملہ  
 اصحاب اول کے اعلیٰ حضرت نے جملہ طلبہ لئے مدد و مہنت و جماعت منظر اسلام کی ان کی خواہش کے  
 مطابق دعوت فرمائی بشکال طلبہ سے دریافت فرمایا آپ لوگ کیا کھانا چاہتے ہیں انہوں نے کہا محفل  
 بجات چنانچہ مدد و مہنت بہت وافر طریقہ پر منگائی گئی اور ان لوگوں کی حسب خواہش دعوت ہوئی  
 بہاری طلبہ سے دریافت فرمایا آپ لوگوں کی کیا خواہش ہے ہم لوگوں نے کہا برائی زیدہ خیر فی کباب  
 میٹھا مکروہ وغیرہ بہاریوں کے لئے ہر تکلف کھانا تیار کرایا گیا چنانچہ اولد لاتی طلبہ کی خواہش ہوئی  
 زیدہ کا خوب چرب گوشت اور تنور کی بلی گرم گرم روٹیاں فرض ان لوگوں کے لئے وافر طور پہنچی کا



انتظام ہوا اس وقت خاص عزیزوں مریدوں کے لئے جو نام بھی تیار کیا گیا تھا۔ نہایت ہی مسرت سے  
 لکھنویوں کو بھی انہیں خاص لوگوں میں ہوں جن کے لئے جو نام بھی تیار کر لیا گیا تھا۔ وہ کوہا پانچھم جو تاؤنی  
 تو اسی زمانہ میں پہنچا تھا۔ مگر اگر کھا بہت قیمتی کپڑے کا تھا گلے گلے اس کو پٹا کرتا تھا وہ بیت  
 دونوں تک سما یہاں تک کہ چھوٹا ہو گیا تو اس کو ترکار کھدیا جب وہ سفافا سب سے ہم میں مدرس مولانا  
 تخلص قدیم مولوی سید غیاث الدین صاحب چشتی ابو العلیٰ رحمہ اللہ کو حسب طلب تخلص محترم حاجی  
 دینی تین جناب حاجی محمد لعل خان صاحب کلاتہ بھیجئے لگا اس وقت میں نے دعا کرکھا مولوی صاحب  
 موصوف کے نذر کر دیا جو مجھ سے دیئے پٹے تھے۔ اور ان کے ٹھیک لگیا۔ اس وقت ان کے بڑے  
 بھائی مولوی محمد لعل صاحب نے کہا کہ تم کو لیتا نہ چاہئے تھا۔ مگر مولوی صاحب موصوف نے جواب  
 دیا کہ وہ مولانا کے میرے تعلقات دوستانہ قدیم زمانہ طالب علمی کے ہیں ثانیاً اُنکر کھانا تاریخی  
 تبرک ہے یہ اعلیٰ حضرت کا عطیہ ہے یہ مولانا ظفر الدین صاحب کی محبت و غلوں ہے جو انہوں نے مجھے  
 عنایت فرمایا جو قیمتی ہونے کے علاوہ تبرک اور عزیزی مولوی محمد ابراہیم و قاضی حضرت مولانا  
 کی پیدائش کی یاد گاہ ہے۔

۱۳۳۰ھ میں جب میں مدینہ اسلامیہ شمس الہوی میں مدرس اول تھا رمضان شریف کی تعطیل میں  
 اعلیٰ حضرت کی قدم پوسی کے لئے حاضر ہوا اس زمانہ میں اعلیٰ حضرت علم ہیأت میں نیک کتاب تصنیف  
 فرما رہے تھے۔ ان میں اسے مات کر رہا تھا۔ ارادہ تھا کہ ماہ رمضان المبارک تمام کر کے بعد شش عید  
 کے حسب مدد سے کھلے گا۔ چند ماہیں ہوں گا۔ لیکن اوپر رمضان شریف میں جناب حاجی لعل خان صاحب  
 مرحوم کا خط پہنچا کہ یہاں ولی اللہ نامی ایک دہانی آیا ہوا ہے اور جگہ جگہ مناظرہ کا بیج دیا ہے۔ حضور  
 والا مولانا محمد ظفر الدین صاحب کو روانہ فرما دیں اس وقت وہ کتاب قریب ختم کے تھے اعلیٰ حضرت  
 نے دودن میں اس کو تمام کر دیا لیکن مجھے نقل کرنا اور صاف کیا بیت باقی تھا اس لئے حضرت نے  
 فرمایا کہ آپ اس کو اپنے ساتھ لیتے جائیے اور نقل کرنے کے بعد اصل اور نقل دونوں رنجری سے  
 واپس کر دیجئے گا۔ جب پہلے کا وقت ہوا اور اسٹیشن جانے کے لئے سواری آگئی اعلیٰ حضرت باہر  
 تشریف لائے اور دونوں دس دس روپے کے مجھے عنایت فرمائے اور ارشاد فرمایا کہ میرا ارادہ  
 تھا کہ اگر میں اس کو اپنے ساتھ لیتے جائیے اور نقل کرنے کے بعد اصل اور نقل دونوں رنجری سے

بنواؤں گا۔ لیکن دینی ضرورت سے آپ کلکتہ جاتے ہیں۔ اس لئے یہ روپے آپ کی زندگی میں۔ مجھے بہت شرح آئی کہ طالب علمی کا زمانہ تو ضرورت کا زمانہ تھا۔ اب تو میں نوکر ہوں میں پیر کی خدمت کیا کرتا اور ان کی نذر کرتا کہ اُنٹے پیر ہی سے روپے وصول کر دوں میں نے کچھ تامل کیا اعلیٰ حضرت نے باصرہ احسانیت فرمایا میں نے قدم بوسی کرتے ہوئے وہ روپے لے لئے اور کلکتہ روانہ ہوا۔ میرے پیچھے کی خبر تھی ہی سارا جوش ٹھنڈا ہو گیا اب کس میں مناظرہ کا دم ہے۔ اعلیٰ حضرت کی دعا کا اثر ہے۔

میرے ظفر کو اپنی ظفر دے اس سے شکستیں کھاتے یہ ہیں

اس کی مفصل کیفیت اسی زمانہ میں حاجی جلد گن مار واڑی کے نام سے رسالہ انجمنہ مناظرہ مرچب کر شائع ہو چکی ہے کلکتہ کے قیام میں میں نے اُس رسالہ مبارک کو جس کا نام تسہیل التعلیل ہے صاف کر کے اصل و نقل دونوں بنام اعلیٰ حضرت بصیفہ رحیمی روانہ کر دیا جس کی رسید بنام حاجی نعل خالصاحب رحمۃ اللہ علیہ اعلیٰ حضرت نے تحریر فرمائی۔

کرامت میں جناب سید محمد علی خالصاحب کا کسی ریفز کے زخم داپریش کی مفصل کیفیت بیان فرمانے پر مذکور ہے کہ اس کو سنتے ہی سید قناعت علی صاحب اپنی قلبی کوردی کی وجہ سے پیش ہو گئے اس وقت اُن کے ہوش میں لانے کی ترکیبیں کی گئیں مگر اُن کا اثر نہ ہوا جب اعلیٰ حضرت نے اُن کا سراپے زانوئے مبارک پر دھککا پنا دیا مال ڈالا فوراً ہوش ہو گیا آنکھیں کھولیں اعلیٰ حضرت کے زانوئے مبارک پر سر دیکھ کر جلد اٹھنا چاہا مگر ضعف کی وجہ سے نہ اٹھ سکے حضور نے ازراہ شفقت فرمایا لیٹے لیٹے رہے یہ شفقت علی الاصحاح کی بہترین مثال ہے۔

جناب مولانا مولوی مقبول احمد خالصاحب صدر مدرس و مہتمم مدرسہ حمیدیہ دہلی نے فرمایا کہ میرے طالب علمی کا زمانہ تھا میں ٹوٹک میں پڑھتا تھا۔ وہاں ایک بزرگ شریف لائے جن کی دعا اور تعویذات کا بہت ہی شہرہ اور حد سے زیادہ چرچا تھا۔ جس کو جس مقصد کے لئے تعویذ دیا تیر بہدت ثابت ہوا جو جس مقصد کے لئے تعویذ مانگتا کامیابی اُس کا قدم چرتی کامیاب ہونے کے بعد وہ نذر بھی کافی پیش کرتا ایک دن خود مجھ سے فرمایا کہ تم کوئی تعویذ نہیں مانگتے میں نے کہا کہ میرے پاس نذر دینے کو روپے کہاں ہیں کہ اس کی بہت کر دوں فرمایا تم سے کچھ نذر تھیں اُس کے بعد ایک نقش مجھے عطا فرمایا اور فرمایا کہ سونے کے پتھر شرف آفتاب میں کندہ کر کے انگوٹھی میں جڑا کر پہنا تسخیر و اکسیر ہوگی خدا کی



شان کندہ کرتے وائے بھی مل گئے اُس قدر سوئے کا بھی سامان ہو گیا۔ ہا شرف آفتاب معلوم کرنے کا مسئلہ  
 مجھے معلوم ہوا کہ اعلیٰ حضرت امام الہدٰی فاضل بریلوی مدظلہ اس فوج میں کمال میں پہنچا نچان کی خدمت میں  
 عرضینہ حاضر کیا۔ اور دریافت کیا کہ امسال شرف آفتاب کب ہے اور کس وقت سے اور کب تک ہے  
 گا۔ خدا کی شان کہ جس دن یہ عرضینہ وہاں پہنچا اُس کے دوسرے ہی دن شرف آفتاب تھا اور ظاہر ہے کہ اگر  
 واپسی ڈاک بھی اعلیٰ حضرت جواب تحریر فرماتے تو ہدیٰ سے ٹونگ شرف آفتاب ختم ہو جانے کے بعد  
 خط لقا اس وقت مجھے جو صدمہ ہوتا ہر عقل والا اندازہ کر سکتا ہے کہ بیان سے باہر ہوتا اور ایک سال کمال پھر  
 اس وقت کا انتظار کرنا پڑتا اعلیٰ حضرت نے ایک طالب علم کی اس تکلیف و صدمہ کا خیال فرماتے ہوئے  
 اپنے پاس سے تار پر جواب دیا کہ کل ونچے سے شروع ہو گا۔ اور ایک رات دن ہے گا۔ ٹھیک وقت  
 پر مجھے تار مل گیا۔ اور میں وقت مقررہ پر تعویذ کندہ کر سکا اس تعویذ کی انگوٹھی ہر وقت میرے ہاتھ  
 میں رہتی ہے جس وقت اُس انگوٹھی کو دیکھتا ہوں اعلیٰ حضرت کی اس شفقت اور احسان کو یاد کرتا  
 ہوں کہ ایک طالب علم کی ضرورت کا اُنہوں نے کس درجہ خیال کیا اور نہ اکثر لوگوں کی عادت ہوتی ہے  
 کہ معمولی غیر شمس آدھی چوہائی خط لکھتا ہے اُس کو جواب دینے کی زحمت برداشت نہیں کی جاتی  
 نہ کہ اپنے پاس سے تادیب اور یہ خیال کرنا کہ وقت گزر جانے کے بعد اگر جواب دیا گیا تو کس کام کا واقعی  
 بڑوں کی بڑی بات ہے۔

جناب ذکاء اللہ خاندان صاحب کا بیان ہے کہ سردی کا موسم تھا بعد مغرب اعلیٰ حضرت جب  
 کرم دستخاوت میں چھاٹک میں تشریف لائے سب لوگوں کو رخصت کر کے تھے خادم کو دیکھا کہ فرمایا  
 آپ کے پاس رزائی نہیں ہے خادم خاموش ہو گیا اس وقت چور زائی اعلیٰ حضرت اوڑھے تھے خادم کو اتار  
 کر دے دی اور فرمایا کہ اوڑھے لے جائے خادم نے بعد ادب قدم بڑوسی کی اور حضرت کے فرمان مبارک کی  
 تعمیل کی اور رزائی اوڑھ لی۔

انہیں کا بیان ہے کہ اعلیٰ حضرت نے جب رمضان میں مجھے حیات فرمائی اُس کے دو تین دن کے بعد  
 حضرت کی نئی رزائی تیار ہو کر اُنہی نئی رزائی اوڑھے ہوئے چند ہی روز گزرے تھے کہ مسجد میں  
 ایک مسافر صاحب راست کے وقت آئے اور اعلیٰ حضرت سے عرض کیا میرے پاس کچھ اوڑھنے کو  
 نہیں ہے اعلیٰ حضرت نے بھی نئی رزائی اُن مسافر صاحب کو عطا فرمادی۔

جناب سید ابوب علی صاحب کا بیان ہے میرے والد علیل تھے عسرت کی حالت تھی حضور  
نے دس روپے مجھے عطا فرمائے اور میری طبیعت کا اعزاء کرتے ہوئے فرمایا یہ میں آپ کو نہیں دیتا ہوں بلکہ اپنے  
خدمت کی دوا کے لئے دے رہا ہوں۔

ابنیں کا بیان ہے کہ موسم پر سات میں بعض اوقات مسجد کی حاضری بحالت تشریح ہوا کرتی تھی حاجی  
کفایت اللہ صاحب نے اس تکلیف کو محسوس کرتے ہوئے ایک چھتری خرید کر نذر کی اور اپنے ہی پاس  
رکھ لی کہ جب حضور کا شانہ اقدس سے باہر تشریف لاتے تو حاجی صاحب چھتری اٹھا کر مسجد تک لے  
جاتے ابھی کچھ ہی دن گزرے تھے کہ ایک حاجی جمنہ نے چھتری کا سوال کیا حضور نے فوراً وہ چھتری حاجی  
صاحب سے دلوا دی۔

ابنیں کا بیان ہے کہ موسم سرما میں ایک مرتبہ مجھے میاں صاحب دربارہ نور علی حضرت جناب مولانا مولانا  
خان صاحب اقدس سرور نے حضور کے واسطے خاص طور پر ایک فرو تیار کر کر کشش کی حضور کی مادت  
کر یہ تھی کہ ہر سال فروں تیار کر کے عزاکو تقسیم فرمایا کرتے تھے۔ اس سال کی سب تقسیم ہو چکی تھیں  
کہ ایک صاحب نے درخواست کی حضور نے بلانا خیر اپنی وہ فرو جو حضرت مجھے میاں صاحب نے تیار  
کر کے حاضر خدمت کی تھی اور اسی وقت اس کو اوڑھا تھا اُنار کر اُن کو دے دی۔

ابنیں کا بیان ہے کہ علامہ شیریں زبان واعظ خوش بیان مولانا مولوی حاجی قادی شاہ عبد العظیم  
صاحب صدیقی قادی رموی میر تقی حسین طیبین سے واپسی پر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے  
اور مندرجہ ذیل منقبت نہایت ہی خوش آوازی سے پڑھا کر سنائی۔

تہا ری شان میں جو کچھ کہوں اس سے سوا تم ہو	قیم جام عرفان اے شاہ احمد رضا تم ہو
غریب بحر الفت مست جام مادہ وحدت	عجب خاص نخلد حبیب کبریا تم ہو
جو مر کہ ہے شریعت کا مدار اہل طریقت کا	جو حور ہے حقیقت کا وہ قطب الدلالت تم ہو
یہاں اگر ملیں نہیں شریعت اور طریقت کی	ہے سینہ جمع البحرین ایسے رہنما تم ہو
حرم واولوں نے مانا تم کو اپنا قبلہ و کعبہ	جو قبلہ اہل قبلہ کا ہے وہ قبلہ ناسم تم ہو
مزمین جس سے ہے تاج فضیلت تاج والو کی	وہ لعل پر ضیا تم ہو وہ در سے بہا تم ہو
عرب میں جا کے ان آنکھوں کو دیکھا جی لوگو	عجم کے واسطے لاریب وہ قبلہ ناسم تم ہو



بین سیارہ صفت گردش کنال ہل طوالت یاں  
 حیاں ہے شان صدیقی تہاری شان نصی  
 جلال و ہیبت فاروق اعظم آپ سے ظاہر  
 اشدا و علی الکفار کے ہو سر بسر مظهر  
 تمہیں نے جمع فرمائے نکات مرتبہ کوئی  
 علوم لغنی خلق حق عزم حسنی میں  
 تمہیں پھیلا ہے عظم حق اکناف عالم میں  
 بیکاری تیرے در کا بیک کی جھولی ہے چھوٹا  
 سائل کا حق ٹھہرا  
 حلیم خستہ اک ادنیٰ گدا ہے ستانہ کا  
 کرم فرمائے شانے حال پر اس کے شہا تم ہو

جب مولانا اشعار پر طے چکے تو حضور نے ارشاد فرمایا مولانا میں آپ کی خدمت میں کیا پیش کھن  
 اپنے عمامہ کی طرت اشارہ فرماتے ہوئے جو بہت قیمتی تھا۔ فرمایا اگر اس عمامہ کو پیش کھن  
 تو آپ اس دیار پاک سے تشریف لائے ہیں یہ عمامہ آپ کے قدموں کے لائق بھی نہیں بلکہ میرے  
 کپڑوں کے بیش قیمت ایک جعبہ ہے وہ حاضر کئے دیتا ہوں اور کاشانہ اقدس سے سرخ  
 کاشانی قتل کا جہر ہمارا کہ لا کر عطا فرمادیا جو ڈیڑھ سو روپے سے کسی طرح کم قیمت کا نہ ہو گا مولانا  
 ممدوح نے سرود قد ٹھٹھے ہو کر دونوں ہاتھ پھیلا کر لے لیا آنکھوں سے لگایا لبوں سے جو ماسر  
 پر دکھائی دینے سے دیر تک لگائے رہے۔

انہیں کا بیان ہے کہ کاشانہ اقدس سے کبھی کوئی سائل خالی نہ پھرتا اس کے علاوہ بیوگان کی  
 امداد ضرورت مندوں کی حاجت روائی ناداروں کے تو کلام علی اللہ عینے مقرر تھے اور یہ اعانت  
 فقط مقامی ہی نہ تھی بلکہ بیرونجات میں بذریعہ منی آرڈر رقوم امداد روانہ فرمایا کرتے تھے ایک  
 مرتبہ ایک صاحب کی خدمت میں مدینہ طیبہ بچاس روپے روانہ کرنے تھے اتفاق وقت کہ حضور  
 کے پاس اس وقت کچھ نہ تھا حضور نے بارگاہ رسالت میں رجوع کیا کہ سرکار میں نے کچھ نہ ملان  
 خدا کے پیہنے حضور کے بھروسے پر اپنے ذمہ مقرر کر کے میں اگر کل منی آرڈر بچاس روپے

کاروان ہو جائے گا۔ تو ڈاک کے جہاز کے وقت پہنچ جائے گا۔ ورنہ تاخیر ہو جائے گی یہ رات حضور کو  
 اسی کرب دے جی میں گزری ملی الصباح ایک سیٹھ صاحب حاضر آستانہ ہوئے اور سیٹھ اکاؤنٹ لے دے  
 مولوی حسین رضا خان صاحب کے ذریعہ مکان میں بطور نذر حاضر خدمت کیا اس وقت حضور پر بہت وقت  
 طاری ہوئی اور مذکورہ بالا ضرورت کا انکشاف فرمایا ارشاد ہوا یہ یقیناً سرکاری عطیہ ہے اس لئے کہ اکاؤنٹ بچلے  
 مٹنے کے کوئی معنی نہیں سوائے اس کے کہ پچاس بھیجنے کے لئے غیس مٹی آرڈر بھی آدیا جائے چنانچہ اُسی  
 وقت مٹی آرڈر کا فارم بھرا گیا اور ڈاکخانہ کھلتے ہی مٹی آرڈر روانہ کر دیا گیا۔

انہیں کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ایک ضرورت مند صاحب حاضر خدمت ہوئے حضور نے ارشاد  
 فرمایا اس وقت میرے پاس صرف ساڑھے تین آنے پیسے ہیں اور وہ بھی بعض خطوط کے جوابات کے  
 لئے رکھے تھے اگر آپ فرمائیں تو حاضر کر دیتے جائیں حالانکہ آج کی ڈاک سے ایک مٹی آرڈر ڈھائی سو روپیہ  
 کا آیا تھا اور وہ سب تقسیم کر دیتے تھے پہلے سے آپ آجاتے تو آپ کو بھی مل جاتا۔ ان پہچانے آبدیدہ  
 ہو کر نظر نہ جی کر لی اور حضور نے وہ ساڑھے تین آنے ان کے حوالہ کر دیئے یہاں یہ بھی عرض کر دینا ضروری ہے  
 کہ حضور نے ڈھائی سو روپے کے آنے اور تقسیم ہو جانے کا ذکر کیوں فرمایا اس خیال سے کہ عوام پھر  
 جانیں نام نہود کا تو اس دربار عالی میں کوئی ذکر ہی نہ تھا حقیقت یہ بات تھی کہ ڈھائی سو روپے ہم مذہم کے  
 ملتے آئے تھے اسی لئے بعض لوگوں کے دوسرے دفع کرنے کو خلاف معمول یہ بیان فرمایا اور یہ کوئی نئی بات  
 نہ تھی بارہا دیکھا گیا کہ جس وقت کوئی رقم آئی بکوشش اپنے پاس سے خرچ کر دیا کرتے۔

انہیں کا بیان ہے کہ اعلیٰ حضرت اپنے پیر و مرشد اعلیٰ حضرت سیدنا شاہ آل رسول احمدی مادہر قس  
 سرہ العزیز کا عرس سراپا قدس ۱۱-۱۲-۱۸ ذی الحجۃ الحرام کو کرتے قل شریف کے بعد نذ کی رقم خدام  
 وغیرہ پر تقسیم ہونا شروع ہو جاتی اور اسی وجہ سے غلت اصغر حضرت مفتی اعظم مولانا محمد مصطفیٰ رضا  
 خان صاحب مدظلہ العالی فقیر سے تعجیل عداوت عرس کا سبب تیار کرنے کی تاکید فرمایا کرتے اور  
 خود فقیر بھی جلد تر قلیل ارشاد کرتا مگر پھر بھی کافی رقم تقسیم ہو جایا کرتی تھی اور بالآخر دست گردان قوم  
 کے مطالبات خود اپنے پاس سے ادا فرمایا کرتے ایک مرتبہ ایسی ہی موقع پر تقسیم کرتے ہوئے فرمایا  
 کہ کبھی میں نے ایک پیسہ زکوٰۃ کا نہیں دیا اور یہ بالکل صحیح ارشاد فرمایا کہ حضور پر زکوٰۃ فرض ہی نہیں  
 ہوتی مٹی زکوٰۃ فرض تو جب ہو کہ مقدار نصاب ان کے پاس سال تمام تک ہے اور یہاں تو خیال



تھا ایک طرف سے آیا دوسرے طرف گیا حج کیا جنوب سودا تھا ہے اس ہاتھ نے اس ہاتھ دے۔  
 جامع حالات فقیر ظفر الدین قادری رضوی غفرلہ کہتا ہے کہ میرے قیام پر بی شرعیہ کے زمانہ میں  
 ایک سید صاحب تشریف لائے اونہ تانہ و داز کے قریب جا کر آواز دی "دلاؤ سید کو اعلیٰ حضرت قبلہ  
 نے اپنی آمدنی سے اخراجات دینیہ کے لئے دو سو روپے مابواز مقرر فرمایا تھا۔ اُس مہینے کے پچھلے  
 اسی دن حضرت منجھلے میا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حاضر کئے تھے جس میں غلہ کے ٹوٹے ٹوٹے  
 روپے اٹھنیاں چوٹیاں دونیاں پیسے سب تھے۔ اُس زمانہ میں ایک روپیہ کا ٹوٹ نہ چلا تھا۔ نہ  
 الٹی کا رواج ہوا تھا اعلیٰ حضرت نے سید صاحب کی آواز سنتے ہی آفس بکس کا وہ حصہ جس میں یہ تھیں  
 تھیں لے کر باہر تشریف لائے اور اُن سید صاحب کی خدمت میں پیش کیے فرمایا حضور حاضر ہیں  
 سید صاحب اُس رقم کو دیر تک دیکھتے رہے جو ایک ایک خانہ میں ایک ایک رقم علیحدہ علیحدہ دکھی ہوئی  
 تھی اس کے بعد چوٹی کے خانہ میں سے ایک چوٹی اٹھالی اور فرمایا بس آپ لے جائیے اسی وقت اعلیٰ حضرت  
 نے اپنے خادم سے فرمایا جب سید صاحب کو دیکھو ایک چوٹی نذر کر دیا کہ دکان کو لنگھنے کی ضرورت  
 نہ پڑے حضرت حسن میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب نعتیہ شعر کہا ہے یہ اُسی کا تباہ ہے  
 کیوں اپنی گلی میں وہ روادار صدا ہو جو بھیک لئے راہ گرا دیکھ رہا ہو  
 وہ سید صاحب بھی واقعی سید تھے اور وقت ضرورت بقدر ضرورت ہی سوال کرتے تھے دین  
 اگر وہ چاہتے تو دس میں روپے کے ٹوٹ اٹھا لیتے بلکہ اعلیٰ حضرت نے میرے دیافت کرنے پر فرمایا  
 اس وقت سید صاحب اگر پورے دو سو روپے لے لیتے تو مجھے اصلاً غور نہ ہوتا میں تو اسی غرض سے  
 لایا ہی تھا میں نے وہ رقم ایک سائل کے سامنے نہیں پیش کی تھی بلکہ اولاد رسول کی خدمت میں حاضر  
 لایا تھا صلی اللہ تعالیٰ علیہ دعلی الہ وصحبہ وبارک وسلم۔

جناب مولانا شاہ عبدالعلیم صاحب مدنی میرٹھی کو جب عطا فرمانے پر ایک اتھ مجھے اپنا یہی  
 یاد آگیا جو حضور کے حمد و سنا اور اس فقیر پر نظر شفقت و مہربانی کی مین دلیل ہے ۱۳۲۲ھ ملک  
 میوات میں دہلیہ دیوبندیر نے بہت ادھم مچا رکھا تھا اور چچا لے سیدھے سائے میواتیوں کو اپنے  
 دام تیرہ دیر میں پھنسا تا چاہتے تھے کہ جناب مولانا صوفی رکن الدین صاحب لوری نے مولانا مولوی  
 احمد حسین خان صاحب راہپوری مقیم درگاہ محلی احمدیہ شریعت اندرون حجرہ نواب پورہ کو کسی عالم متاخر

کو لینے کے لئے بریلی شریف بھیجا مولوی صاحب موصوفہ بریلی حاضر ہوئے اور اعلیٰ حضرت سے  
 وہاں کے حالات عرض کیے اس وقت اعلیٰ حضرت نے مجھے یاد فرمایا اور حکم دیا کہ ملک میوہ تحصیل  
 نواح خیر و زور دھر کایں وہاں بیوں سے مناظرہ کرنا ہے آپ مولانا کے ساتھ تشریف لے جائیے اور  
 وہاں یہ کو شکست دیجئے میں نے عرض کیا تمیں ارشاد کو حاضر ہوں حضور کی دعا کی ضرورت ہے حضور  
 کی دعا شامل حال ہی تو انشاء اللہ تعالیٰ وہاں یہ کو ضرور شکست ہوگی اس وقت اعلیٰ حضرت مکان کے اندر  
 تشریف لے گئے اور ایک ادنیٰ جہ لاکر مجھے عنایت فرمایا اور ارشاد ہوا کہ یہ مدینہ طیبہ کلمہ میں سننے  
 سے دونوں ہاتھوں سے لے کر سر پر رکھا آنکھوں سے دھایا اور رکھ لیا اعلیٰ حضرت کی دعا اور اس  
 جہ مبارک کی برکت ہوئی کہ وہاں یہ کی طرف سے متعدد صاحبان مناظرہ کئے آئے تھے۔ ان میں ایک  
 صاحب ایسے بھی تھے جو بقول خود مکہ منکرہ میں تین چار سال قیام بھی کر چکے تھے اور اسی بنا پر بڑے  
 فخر سے دھجے کیا تھا کہ تقریریں سب عربی میں ہوں اور عربی کہا گیا کہ مولانا یہ نہیں مناظرہ ہے و طیل طرف کے عوام بقدر  
 شریک طلبہ نے میں عربی میں فریقین کی تقریر ہونے پر کیا کہنے لگے لیکن انہیں ماننے اور اسی پر اصرار کیا دو تین مرتبہ فریقین کی  
 تقریریں ہوئی تھیں کہ مولانا صاحب فتوہ تقریر کرتے کرتے بل اٹھے والناس فی غنمہ مولوی احمد حسین خان صاحب مہر سی  
 نے فوراً لو کا مولانا یہ تو فصیح عربی نہیں ہوئی فصیح عربی والناس علی سجدہ ہے کیا ایسی ہی عربی  
 مکہ معظمہ سے سکھ کر آئے ہیں اس پر زبردست تہقہہ پڑا اور مولوی صاحب کھیلنے سے ہو گئے  
 اُس کے بعد بقیہ تقریر اُردو میں کی پھر فریقین کی تقریریں عربی کی جگہ اُردو ہی میں ہونے لگیں  
 جب ابتدائی مباحث طے ہو گئے اور علمی سوالات کی نوبت آئی تو پہلے ہی سوال کے جواب میں  
 سبوں نے ایسی خاموشی اختیار کی کہ ایک لفظ بھی نہ بول سکے تعلقہ پر تعلقہ ہوتے مگر ان کا  
 سکوت نہ ٹوٹتا تین گھنٹے تک سب کے سب خاموش محض ہے آخر ثالث دھکم صاحب نے  
 کہا مولانا کچھ تو بولئے تاکہ ہم لوگوں کو کچھ کہنے کا موقع ملے اس پر بھی وہ لوگ خاموش محض ہے  
 آخر مجبوراً ان لوگوں نے بھی اعلان کیا صاحبو آپ لوگوں کے سامنے سب ابتدائی باتیں طے  
 ہوئیں جب علمی باتوں کی نوبت آئی مولانا ظفر الدین صاحب نے جو سوالات کئے ان کے جواب  
 میں ان تمام علمائے سکوت محض سے کام لیا اور بالکل خاموشی میں تین گھنٹہ وقت صرف  
 کر دیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے پاس ان سوالوں کا کوئی جواب نہیں ہے اور یہ لوگ



جواب سے قاضی میں وہ کس دن کے لئے اٹھا رکھتے ان لوگوں کا مذہب باطل اور مولوی شاہ رکن الدین صاحب و مولوی شاہ ارشاد علی صاحب مولانا مولوی ظفر الدین صاحب مولوی احمد حسین قاضی صاحب وغیرہ کا مذہب حق ہے آپ لوگ بتے وقت دو دو دانے سے الگ الگ داخل ہوتے تھے اب سب لوگ متفق ہو کر اس دروازے سے مولوی ظفر الدین صاحب کے ساتھ مناظرہ گاہ سے باہر تشریف لیجائے چنانچہ ان چند مولویوں کے علاوہ بقیہ سب لوگ علماء اہلسنت کے ساتھ ساتھ آئے والحمد للہ علی ذلک۔ جبہ وغیرہ وغیرہ کا میانی کے ساتھ ہم لوگ بریلی تشریف دہیں ہوئے اور اعلیٰ حضرت کو اس مناظرہ کی مدد و سنائی اور ان لوگوں کی خواہش کا اظہار کیا کہ میوات دے چاہتے ہیں کہ مناظرہ کے لئے حالات کئی شکل میں شائع کر دیئے جائیں وہ لوگ اس کی طباعت کے مصارف برداشت کرنے کو تیار ہیں۔ اعلیٰ حضرت نے بھی اسے پسند فرمایا اور اس رسالہ کا نام بھی نام کیے نجدیہ کا چپ مناظرہ لکھا اور جناب مولانا محسن رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا تاریخی نام شکستِ سفاہت رکھا چنانچہ یہ رسالہ اسی زمانہ میں چھپ کر تمام ملک میں شائع کر دیا گیا۔

جناب سید ابوب علی صاحب کا بیان ہے کہ موسم بارش میں شب کے وقت جناب سید محمود جان صاحب قادری برکاتی ذری علیہ الرحمہ ساکن محلہ گرجھی حاضر ہو کر عرض کرتے ہیں حضور جو ہیں باتوں محلہ فرمادیں ارشاد فرمایا یہ صاحب اگر میرے مکان میں ہوا تو ضرور حاضر کروں گا سید صاحب نے عرض کیا کہ حضور کے مکان میں ہے فرمایا تو مجھے کوئی عذر نہیں ہے فرمایا کیا درکار ہے سید صاحب نے عرض کیا صرف ۲۲ گز کپڑا کفن کے لئے چاہتا ہوں چنانچہ صبح بازار کھلتے ہی ۲۲ گز نین کلاتھ متلو اگر سید صاحب کے مذکر دیا۔

انہیں کا بیان ہے جو سلسلہ سفر جلیپور میں تحریر فرمایا کہ حضرت عبدالسلام جناب مولانا مولوی عبدالسلام صاحب مدظلہم الاقدس نے مبلغ ایک ہزار روپیہ سکہ بائج الوقت ایک سفید چینی کی بڑی قاب میں بھر کر بطور نذر حضور کی خدمت میں پیش کیا جسے قبول فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ مولانا یہی کیا کم تھا۔ جو آپ نے اس وقت تک صرف کیا اور حاجی کفایت اللہ صاحب سے فرمایا اسے رکھ لو اور میرے وظیفہ کی صندوقچی اٹھا لاؤ حاجی صاحب نے وہ روپے سامنے کر دیے رکھ دیئے اور وظیفہ کی ہشت پل صندوقچی پیش کی جس کا طول تخمیناً ایک فٹ ہو گا۔ اور جس میں ایک طویل

سفیر کپڑے پر سیاہ دوسرے کے حروف تھے یہ وظیفہ حضور کے اپنے شیخ سے ملا تھا جسے بعد نماز فجر پڑھا کرتے تھے اور یہ صندوقچہ مقفل رہا کرتا تھا جس کی کنجی حضور اپنے پاس رکھتے تھے اس صندوقچہ میں بحر وظیفہ کے اور کوئی چیز نہیں رہتی تھی اس لئے اس میں گنجائش تھی کہ دوسری شے رکھی جاتی اب حضور اس صندوقچہ کو اپنے سامنے رکھ کر کھولتے ہیں اور دھکتا بالکل نہیں کھولتے بلکہ تھوڑا سا اٹھا کر کھولتے ہاتھ سے جھبکا رکھتے اور سیدھا ہاتھ بار بار بغیر دیکھے اندر ڈالتے اور وہ یہ لکھتے اور فردا فردا مولانا کے ملازمین و ملازمہ و خدام و رضا کاران و غیر ہم پر نہایت فراخ دلی سے تقسیم فرماتے رہے تعجب ہوتا تھا کہ اس قدر روپے اس صندوقچہ میں کہاں سے آگئے اور اسی پر بس نہیں ہوا بلکہ مولانا عبد السلام صاحب کی بہو یعنی برہان میاں صاحب کی اہلیہ کو اور ان کی بچیوں کو طلاق زیورات بلکہ سب سے چھوٹے بچے کے لئے سلاخی کرتے تو پھر اسی صندوقچہ سے برآمد ہوا حالانکہ وظیفہ کی صندوقچہ اس دوران سفر میں ایسا اوقات وظیفہ پڑھنے میں دلچسپی لیتی تھی بحر وظیفہ کی کتاباں اور کچھ نظر نہیں پڑا۔

جامع حالات فقیر ظفر الدین قادری رضوی عمر لا کتب ہے کہ اس واقعہ کے بعد سے مولانا حسنین رضا خان صاحب نے اسی تعجب کے ساتھ بیان کیا تھا بلکہ انہوں نے یہ بھی کہا کہ شہر مولانا عبد السلام صاحب ہی کے محلہ کے لئے بلکہ خاص خاص سیٹھ صاحبوں کی بچیوں کے لئے بھی کافی طلاق زیورات اعلیٰ حضرت نے وظیفہ کی صندوقچہ میں سے نکال نکال کر عطا فرمائے یہاں تک کہ سیٹھ صاحبوں نے کہا کہ ہم لوگوں نے اعلیٰ حضرت کی کیا خدمت کی جو کچھ دعوتِ مہم طرہ عدالت میں مرت کیا اس سے کہیں زیادہ کے زیورات اعلیٰ حضرت نے ہم لوگوں کی بچیوں بہوؤں کے لئے عطا فرمائے مولوی حسنین رضا خان صاحب بہت ہی حیرت اور تعجب کے ساتھ یہ کہتے تھے کہ کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ زیورات کب اعلیٰ حضرت نے خریدے اور کب اس صندوقچہ میں رکھے اس کے علاوہ اس صندوقچہ میں تو وظیفہ کی کتابوں کے سوا کچھ جگہ بھی نہ تھی اتنے زیورات اس میں کہاں سے آگئے اور کیسے گنجائش ہوئی واقعی یہ قلعہ جس طرح اعلیٰ حضرت کی سیرت و شریعت کی دلیل ہے جو دوسرا کاوش برہان اسی طرح میں کرامت کا پرندہ و ثبوت ہے۔

مولوی محمد ابراہیم صاحب فریدی صدر مدرس مدرسہ شمس العلوم بدایوں کا بیان ہے کہ حضرت ہمدانی سن مینا صاحب سجادہ نشین سرکار کلان مارہرو شریعت نے فرمایا کہ میں نے اعلیٰ حضرت کے



پاس ایک خط بھیجا جس کا جواب بڑی تاخیر سے کیا والا نامہ میں مذکور کہ حضرت شاہزادہ صاحب ہو کر  
 میرے پاس محکمہ کے دام نہیں تھے اس لیے فخر معمولی تاخیر ہوئی میں نے خیال کیا کہ ان دنوں مولانا صاحب  
 کے پاس داموں کی کمی ہے لہذا کچھ فتوحات سے مسجدوں میں نے سو یاد و سوار صحیح مقدار یاد نہیں  
 کی رقم پندرہ لاکھ مئی آرڈر بھیج دی جسے مولانا صاحب نے وصول کر لیا اور رسید بھی لگائی کچھ دنوں کے بعد  
 اعلیٰ حضرت کا مئی آرڈر آیا جس میں میری بھیجی ہوئی رقم بھی شامل تھی والا نامہ میں مذکور تھا کہ فقیر کی عادت  
 ہے کہ اپنے ضروریات کے مطابق تھوڑے روپے رکھ لیٹے باقی تان خانے میں بھیج دیئے آپ  
 کے گرامی نامہ کی وصولی سے پہلے وہ روپے خرچ ہو چکے تھے اور گاڈوں سے رقم آتی نہیں ہوا  
 میں اپنی ضروریات کے لئے کسی سے طلب نہیں کرتا ہوں حضرت شاہزادہ صاحب یہاں جو کچھ  
 ہے وہ سب آپ ہی کے یہاں کا ہے اگر آپ مجھے کچھ دینا چاہتے ہیں تو حضرت میاں صاحب کے  
 بیاض سے شجرہ زر کا عمل نقل کر کے بھیج دیجئے چنانچہ میں نے بیاض سے نقل کر کے بھیج دیا۔ اس  
 کے بعد دلی جاتا ہوا اعلیٰ حضرت سے ملاقات ہوئی اعلیٰ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ مکہ معظمہ سے ایک  
 صاحب کا والا نامہ آیا کہ میری دو لاکھوں کی شادی سہاس کے ٹٹے آپ ملنا دیکھنے میں نے خیال  
 کیا کہ دونوں لاکھوں کے ٹٹے ایک ہزار کی رقم کافی ہوگی اسی مقصد کے لئے شجرہ زر کا عمل کیا مل  
 کا چالیسواں دن تھا کہ میں معمول سے فارغ ہو کر بیٹھا تھا کہ حامد فائزے اور ایک بندہ صاحب وہ مال  
 دیا اور کہا کہ ایک صاحب ٹٹے کی خاطر آئے تھے میں نے کہا اس وقت بلا عات پر معمول میں مشغول ہیں  
 دوسرے وقت تشریف لائیے گا۔ وہ صاحب یہ رو مال دے کہ ٹٹے گئے ہیں نے جب وہ رو مال کھو  
 اُس میں ایک ہزار سے زیادہ رقم تھی خیال کیا کہ زیادہ کیوں ہے معاذ ہن میں آیا کہ مکہ معظمہ تک  
 پہنچنے کے مصارف ہیں میں نے فوراً اُس عمل کو ہٹا دیا کہ اس سے توکل میں فرق آتا ہے۔

۱۳۳۲ھ کے سردی کا موسم ہے میں ایک دن مراد پور چھینٹ دیکھنے کے لئے گیا ایک دکان  
 پر سبز زین پر بہترین چھینٹ نظر پڑی اور ساتھ ہی ساتھ دوسرا تھان دیکھا جو پڑیا چھینٹ تھی  
 ان دونوں تھانوں کو دیکھ کر خیال ہوا کہ اس کپڑے کی دولائی خوانی جائے اور یہ بل اُس میں لگائی جائے  
 تو بہت بہتر دولائی ہو چند اصحاب ساتھ تھے انہوں نے بھی اس رائے کو بہت ہی پسند کیا اسی

ہے کہ بہتر ہی شخص کے لکھتے اور میں نے ارادہ مقسم کر لیا کہ تیار کر کے اعلیٰ حضرت کی خدمت میں بھیج دوں گا۔ احباب نے کہا کہ اسٹر کے لئے یکنگا ہی خرید لیجئے میں نے اپنا قصہ ظاہر کیا کہ اعلیٰ حضرت کے لئے منہ لی رنگ کا اسٹر مناسب ہے چنانچہ نقش ملل نے کر مولدوں کی میں منسلک تھے کو دے دیا۔

الغرض جیسا میں چاہتا تھا بہتر سے بہتر وہ دلائی ملکر تیار ہوئی میں نے پارسل سے اعلیٰ حضرت کی خدمت میں بمانہ کر دی اور اُس پر حضرت حن مینا صاحب مرحوم مغفور کا یہ مصرعہ لکھ دیا جو سرکار میں یہ نذر محقر قبول ہو

جناب مولوی امجد رضا صاحب عرف مامون مینا صاحب قبلہ کا بیان ہے کہ جس وقت وہ پارسل پہنچا اس وقت میں بھی سادہ خدمت تحصیل دھر جا کر نے کے بعد پارسل کھولا گیا اور دلائی بمانہ ہوئی اور حضرت اُس کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور جتنے لوگ اس وقت کاشانہ اقدس میں موجود تھے سب نے بہت پسند کیا اور بہت تعریف کی اور واقعی وہ دلائی ہر حیثیت سے قابل تعریف تھی اعلیٰ حضرت نے سب کے اصرار سے اُسے ادبیہ اور مسہری پر تشریف فرما ہوئے کہ میری زبان سے بے اختیار ہی میں یہ فقرہ نکلا واقعی بہت عمدہ دلائی ہے جو انوں کے لائق ہے یہ سنتے ہی اعلیٰ حضرت نے وہ دلائی مجھے عطا فرمادی کہ تم اسے ادھر دھو حالانکہ میں نے اس غرض سے یہ جملہ نہیں کہا تھا لیکن اعلیٰ حضرت نے باصرار مجھے عنایت فرمائی اور ادا فرمایا کہ میری خوشی اسی میں ہے یہ اعلیٰ حضرت کے جو دو نسخہ کا ادنیٰ نمونہ ہے۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کے جہاں دوسرے قلمی کارنامے حاصل سے قندوں ہیں ادبی لطیف بھی اپنی شان میں خاص جدت رکھتے ہیں اگر سب قلم بند ہو جاتے تو شاید یقین ادب کے لئے وہ مجموعہ ایک نایاب تحفہ ہوتا مگر جو کچھ یاد میں لکھے جاتے ہیں۔

کسی آئینہ نے اپنے ذہب کے متعلق ایک کتاب لکھی اور اُس کا نام آئینہ و حرم پہچان رکھا جب وہ کتاب چھپی تو مصنف نے ایک نسخہ اعلیٰ حضرت کی خدمت میں بھی ارسال کیا حضرت نے اس کتاب کو ملاحظہ فرما کر جگہ جگہ اس کا رد و حاشیہ پر لکھا اور اسی طرح مئی قلم سیاہ و دشانی سے ہر پارہ کے بعد حوت بر طحا دیا۔

ایک دفعہ نے اپنے ذہب کی حمایت میں ایک کتاب لکھی اور عربی ادب کا اپنے جانتے اُس میں بہت لحاظ کیا اور مسائل بدائع کو بھی ہاتھ سے جاننے دیا اور اسی وجہ سے اُس کا نام جناس

ادبی لطیف



ابو جاس رکھا اور ایک نسخہ علیحضرت کے پاس بھیجا حضرت نے ملاحظہ فرماتے کے بعد مجھے دیا کہ آج کی ڈاک سے یہ کتاب آئی ہے اب جو میں اُس کا نام پڑھتا ہوں تو اب جاس الخناس ہے حیرت میں پڑ گیا کہ مصنف نے یہ کیا نام رکھا جب غور سے دیکھا تو جاس کے اول انڈر پڑھا ہوا ہے اور جاس کو ملا کر نون کا خوشنائب ہو گیا دوسرے نقطے لاکر یہاں سے بھرو یا کہ بھول معلوم ہونے لگا۔ ج کے اوپر الھ پڑھا دیا اور اب جاس الخناس ہو گیا۔

مولوی خرم علی صاحب پلہوری مشہور دہلوی ہیں ان کی ایک کتاب مشہور مشرک گر ہے جس کا نام نصیحتہ المسلمین ہے لیکن باتیں وہی ہیں جو تقویت الایمان میں ہیں طبع دہلے نے مصنف کا نام اس طرح ملا کر لکھا خرم علی میں نے جس زمانہ میں حضرت کا کتب خانہ درست کرنا شروع کیا ایک کتاب دیکھی جس کا نام فیض المسلمین ہے اور مصنف کا نام خرم علی دیکھ کر سمجھا کہ کوئی کتاب مذاق کی ہے اس لئے نام بھی ایسا ہے اور مصنف کا نام بھی ویسا ہی ہے اب جو غور کر کے دیکھتا ہوں تو فیض کے نون کو سر سے کر ف بنا دیا گیا اور صا در نقطہ پڑھا ہوا ہے اور اس طرح اس کتاب کے نام کو مطابق مسمیٰ قرار دیا ہے اور مصنف کا نام کاتب نے بدلا لکھا خرم کی میم کو علی میں ملا کر علی کی شکل کا لکھا علیحضرت نے اس پر اعراب لگا دیا ہے۔

تقویت الایمان مولوی اسماعیل صاحب دہلوی کی محدث و مشہور کتاب ہے کہ شروع سے اخیر تک شرک و بدعت سے بھری ہوئی ہے اُس کے ق کے دو نقطوں کو اس طرح ملا دیا کہ ایک نقطہ معلوم ہونے لگا اور بجائے تقویت الایمان تقویت الایمان اسم با مسمیٰ ہو گیا۔ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین آمیز کتاب کا نام حفظ الایمان رکھا علیحضرت نے ف کو اس طرح بنا دیا کہ ب کا شوشہ معلوم ہو اور ح اور ب کا نقطہ دیکر اُس کا صحیح نام خط الایمان کر دیا۔

جب مسئلہ اذان ثانی مجلیں علیحضرت نے مرثیہ سنت کو زندہ کیا کہ یہ اذان حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین بلکہ ہشام کے زمانہ تک بیرون مسجد ہوا کرتی تھی۔ اور باوجود تصریحات قبائے کرام کہ اذان مسجد میں مکروہ ہے لوگ مسجد کے اندر خطبے سر پر دہن کے عادی ہو گئے ہیں اور خلافت مشرق رسم و رواج کی اصلاح چاہی بعض علمائے اہلسنت نے





کو بدل دینا خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عبادت کر کے بھی اور خلاف واقعہ بات سے کون سی بات بری ہوگی خلاف واقعہ نام بالکل اس مصرعہ کا مصداق ہے

کار شیطان می کند زانمش ولی

مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے اپنے خیالات کا آئینہ ایک رسالہ لکھا اور اس کا نام رکھا سبیل الرشاد غالباً مطبع مجتہبی میں طبع ہوا تھا اعلیٰ حضرت کی خدمت میں جب وہ رسالہ آیا اس کو علامہ قراقرظی صاحب کے نام کے ادھر بڑھا دیا حال فرحت ماہر یکم الاماوری دما اہدیکم الا تو سبیل مکر فرعون کا ستر لہ جو گیارہ سو نو سو میں ہے تھک فرعون ماہر یکم الاماوری دما اہدیکم الا سبیل فرعون بلاتین تو تہیں غرضی سو چلتا ہوں جو میری سوچ ہے اور تہیں نہیں دیکھتا ہوں مگر سبیل الرشاد

جس طرح برزخ عوالم اعلیٰ حضرت کے بزرگ اور مخالف تھے اسی طرح اہلسنت و جماعت حاضر جوابی

ابھی بالکلیہ حضرت کے محبت و اخلاص میں ڈوبے ہوئے تھے مولانا مولوی قادیان

صاحب سہرائی تو ایک بہت بڑے مشہور عالم اہل بدست و اعظم تھے ایک مرتبہ بلسلہ و غلط موضع رجبت خلیج گیا تشریف لے گئے یہ لبتی سادات کو ام کی ہے اس لبتی کے لوگ سجادہ نشیناں شہرام کے دستہ دار ہیں ادن کی شادیاں اس وقت تک رجبت ماور پھر دیکھی دینیوں ہو کر آئی ہیں رجبت ہی کے رہنے والے میرے دوست مولوی سید شاہ غلام الدین صاحب خشتی قادیان غرضی رجبتی پہاڑی اور پھر دیکھی کے رہنے والے میرے خلیفہ محترم مولانا مولوی سید احمد عالم صاحب

قادیان برکاتی رجبتی صدہ میں دوسرے قادیانہ بسرام پور شیر گھاٹی ہیں۔ یہاں کے باشندے پہلے سب کے سب اپنی منغی تھے تھوڑے دنوں سے کچھ دہابیت کا اثر ہو گیا ہے اور کچھ لوگ غیر مقلد ہو گئے ہیں ان لوگوں کی برادری کی وجہ سے سجادہ نشین صاحب سہرام کے یہاں آمد رفت ہے مگر اختلاف مذہب کی وجہ سے مسجد میں اعلان مذہب سے منع تھے تاکہ اختلاف و غفشار پیدا نہ ہو

وہ لوگ جب آتے کہ وہی پر نماز ادا کی کہتے تھے۔ ایک مرتبہ رجبت کے بچوں نے مولانا قادیان خشتی صاحب سہرائی کو رجبت و غلط کے لیے بلایا و غلط کے بعد کھانا کھانے کے لیے بیٹھے تو کسی نے پوچھا کہ مولانا سنی اور دہابی کی کیا پہچان ہے ایسی بات بتائیے جس کو ہر لوگ بھی کر سکیں

حمد و ادھر کا وہ آپ لوگوں کو بت دیتا ہوں کہ اس سے اچھا ملنا مشکل ہے آپ جب کسی کے بارے  
 میں مکتبہ ہوں کہ سنی ہے یا جہلی مذہب تو اس کے سامنے مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی کا  
 تذکرہ چھپو دیجئے اور اس کے چہرہ کو بنور دیکھئے اگر چہ وہ بد نشاستہ اور خوشی کے آثار دیکھئے تو  
 یقین جلتے کہ سنی ہے اور اگر چہ وہ بد پرہیز گردی اور کدورت دیکھئے تو سمجھئے کہ دہائی ہے اور اگر  
 دہائی نہیں جب بھی اس میں کسی قسم کی بے دینی ضرور ہے اس زمانہ میں لاجچہ الامومین  
 ولایہ فیضہ الہاتفین میں یہ منبریں مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی کی طرف پھرتی ہیں۔  
 اس لیے جتنے اہلسنت میں سب علیہم حضرت کے دارج بلکہ عاشق صادق محب مخلص ہیں اور ان  
 سب میں یا مخصوص یہ چند حضرات حضرت سیدنا سید شاہ ابوالحسن احمد لدھی میاں صاحب دہری  
 حضرت سیدنا سید شاہ اسماعیل حسن میاں صاحب دہری حضرت تاج الغول محب رسول مولانا شاہ  
 عبدالقادر صاحب دہلوی حضرت ابوالکلام مراد الدین شاہ سلامت اللہ صاحب رامپوری حضرت  
 اور سلازم مولانا شاہ احمد حسن صاحب کانپوری حضرت مولانا شاہ محمد حسین صاحب  
 التابادی حضرت مولانا شاہ محمد شفیع صاحب نامر دہری سہارنپوری حضرت مولانا شاہ محمدی احمد  
 صاحب محدث سورتی حضرت مولانا سید شاہ دیدار علی صاحب لدھی میاں صاحب جناب مولانا قاضی  
 عبدالوہید صاحب عظیم آبادی جناب حاجی محمد علی خاں صاحب مدراسی جناب مولانا مولوی محمد رحیم بخش  
 صاحب بانی مدرسہ فیض الغریب اردوی وغیرہم خصوصیت کے ساتھ اس بارے میں قابل ذکر  
 ہیں اور ان میں بھی انہیں ترس مخلص حضرت محدث سورتی ہیں رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین کہ اصول و  
 فروع کسی ایک مسئلہ میں بھی اعلیٰ حضرت سے خلاف نہیں صاحب ورع و تقویٰ عالم باعمل  
 حق گوئی کی یہ شان کہ ہر وقت ہر حال میں حق بات و دو ٹوک بلکہ فیصلہ کن  
 کہتے ہیں اس میں ویش نہ کیا اس لیے اعلیٰ حضرت جب کبھی اون کو خط تحریر فرماتے آداب و  
 التاب اس طرح لکھتے السلام والارشد والکرامۃ جبل الاستقامۃ ان کو اعلیٰ حضرت  
 سے نہ صرف محبت بلکہ عشق تھا اسی لئے شاید ہی کوئی مہینہ ایسا ہوتا کہ پہلی محبت سے بریلوی  
 تشریف لاکر اعلیٰ حضرت سے ملاقات نہ کرتے ہوں ان دونوں علم و عمل دین و دیانت رشد  
 و ہدایت کے شمس و قمر کے ملنے کا منظر بھی قابل دید ہوتا تھا۔ سب محبت سے اکثر محدث



سورتی صاحب صبح کی گاڑی سے تشریف لےتے کہ دن بھر قیام کر کے شام کے وقت واپس ہو جائیں گے  
اس کو اعلیٰ حضرت کی کرامت کہئے یا حضرت محدث صاحب کا جذب محبت اکثر ایسا ہی اتفاق ہوتا  
کہ جس وقت حضرت محدث صاحب تشریف لےتے کسی دکنی ضرورت سے اعلیٰ حضرت باہر ہی  
تشریف رکھتے اور اتنے ہی ملاکات ہو جاتی اور کبھی ایسا بھی ہوتا کہ حضرت باہر نہیں ہوتے تو  
اطلاع ہونے پر باہر تشریف لے آتے جس وقت ان دونوں کی تطریس و درچار ہوتی پہلے مصافحہ  
پھر مصافحہ فرماتے اس کے بعد ایک دوسرے کی دست بوسی کرتے پھر دونوں حضرات مائیں بائیں  
پر تشریف رکھتے پھر ایک دوسرے کی خیریت دریافت کرنے کے بعد ملی بائیں شروع ہوتی فوس  
کہ اس وقت ان کے منہ کا خیال نہ ہوتا ورنہ خدا جانے کیسے گرا نیا یہ مضامین اکٹھا ہو جاتے جس  
کی قدر علم کرتے عوام اس سے بے شمار فائدے اٹھاتے۔

ایک مرتبہ کسی ضروری فتویٰ کے لیے تشریف لائے اعلیٰ حضرت کی عادت کہ یہ بھی کہ تصنیف  
مایلین تحریر مضامین جو اب استثناء وغیرہ زمانہ مکان میں تحریر فرماتے حضرت محدث موصوفی صاحب  
بھی کی خصوصیت تھی کہ ان کے تشریف آوری کے وقت زمانہ قیام تک حضرت بھی باہر جاتے تشریف  
رکھتے اور جو کچھ تحریر فرماتا باہر ہی تحریر فرماتے چنانچہ اس استثناء کا جواب باہر ہی ملے  
لکھتے تھے کہ حقہ بھرنے کو خام گیا اس وقت حضرت نے لکھا چھوڑ دیا عادت کہ یہ بھی کہ  
جب تک لکھتے یا کتاب دیکھتے چشمہ لگائے رہتے جب لکھنا موقوف فرماتے جب تک کو پیشانی  
کے اوپر چڑھا لیتے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اعلیٰ حضرت کی نگاہ شوٹ سا دھنسی یعنی بعد کی نگاہ  
ایسی نزدیک کی کہ درہنسی جیسا کہ عام طور پر لوڑھے لوگوں کی نگاہ ہوا کرتی ہے اسی لیے لکھنے پڑھنے  
کے وقت چشمہ لگایا کرتے اور فارغ وقتوں میں وہ چشمہ خارج ہو جاتا اور چڑھا لیا کرتے تھے  
اسی عادت کی وجہ سے ایک مرتبہ بہت دقت ہوئی چشمہ حضرت نے پیشانی پر چڑھا لیا  
تھا کچھ دیر تک لوگوں سے باتوں میں مشغول رہے اس کے بعد کچھ لکھنا چاہا تو ذہن سے یہ بات  
ادر گئی کہ چشمہ اوپر چڑھا لیا ہے چشمہ کی تلاش شروع کی

مگر چشمہ نہ ملا۔۔۔۔۔ اتنے ہی میں اتفاقاً منہ  
پر ہاتھ پھیرا تو چشمہ پیشانی پر سے ٹھٹھک کر آنکھوں پر آ رہا غرض چشمہ پیشانی پر چڑھا کہ حضرت

فتویٰ اسی وقت تحریر فرمادیا مگر پہلی بحیثیت جانے کی اجازت نہ دی حضرت محدث صاحب اور اعلیٰ حضرت کے  
 اتفاق کو دیکھ کر ایک بار حضرت محدث صاحب کے آخری قلمزد مولانا سید محمد صاحب کچھ چھوڑی نے پوچھا کہ آپ کچھ  
 شرف بیعت حضرت مولانا شاہ فضل الرحمن صاحب کچھ مراد آبادی سے حاصل ہے لیکن میں دیکھتا ہوں کہ آپ کا شوق جو  
 اعلیٰ حضرت سے ہے وہ کسی سے نہیں۔ اعلیٰ حضرت کی یاد ان کا تذکرہ ان کے فضل و کمال کا خطبہ آپ کی زندگی کے لئے روم  
 کا مقام رکھتا ہے اس کی یاد ہے! تو فرمایا کہ سب سے بڑی دولت وہ علم نہیں ہے جو میں نے مولوی انجمن عثمانی بخاری  
 سے پائی اور وہ بیعت نہیں ہے جو کچھ مراد آبادی میں نصیب ہوئی بلکہ وہ ایمان جو دار بخاریت ہے میں نے حضرت اعلیٰ حضرت  
 سے پایا اور میرے سینہ میں پوری عظمت کے ساتھ مدینہ کا باسیوالا اعلیٰ حضرت ہیں اسی لئے ان کے تذکرہ سے میری مدد  
 میں پابندگی پیدا ہوتی ہے اور ان کے ایک ایک کلمہ کو اپنے لئے مشعل ہدایت جانتا ہوں پہلی بحیثیت میں ایک دعوت میں حضرت  
 محدث صاحب اور اعلیٰ حضرت قشریف فرما تھے دسترخوان چھانے سے پیشتر میزبان نے آداب و پشت کیا کہ ہاتھ دھلایا یا حضرت  
 محدث صاحب نے عام عرفی دستور کے مطابق میزبان کو اشارہ کیا کہ اعلیٰ حضرت کے ہاتھ پہلے دھلائے جائیں اعلیٰ حضرت نے  
 برحسب فرمایا کہ آپ محدث ہیں اور اعلیٰ حضرت میں آپ کو فیصلہ باطل حق اور آپ کی شان کے لائق ہے کیونکہ سنت یہ  
 ہے کہ اگر ایک میں ہزاروں کا ہو تو سب سے پہلے چھوٹے کا ہاتھ دھلایا جائے اور آخر میں بڑے کا ہاتھ دھلایا جائے تاکہ  
 بزرگ کو ہاتھ دھولے کے بعد دوسروں کے ہاتھ دھوئے کا استحضار نہ کرنا پڑے اور رکھا تا ختم ہو جانے کے بعد سب سے  
 پہلے بڑے کا ہاتھ دھلایا جائے میں شروع میں ابتدا کرتا ہوں لیکن کہا جیسے کہ بعد آپ کو ابتدا کرنی ہوگی مولانا سید محمد  
 محدث کچھ چھوڑی کا بیان ہے کہ اس دسترخوان پر میں بھی حاضر تھا اعلیٰ حضرت کے ارشاد پر حضرت محدث صاحب کا ہاتھ  
 بڑھا کر پشت کو اپنی طرف کھینچا کہ سب سے پہلے میرے ہاتھ دھلائیں جائیں اور اعلیٰ حضرت کا مسکراتے ہوئے چہرے سے  
 فرمایا کہ اپنے فیصلہ کے خلاف عمل نہ کرنا آپ کے شان کے خلاف ہے یہ دلچسپ اور خوشگوار نقشہ جب آنکھوں کے سامنے  
 آتا ہے تو مجھے بھی اس کا لطف تازہ ہو جاتا ہے۔

ایک مرتبہ بریلی شریف میں محفل اقدس میں ایک مچھولی شخص آیا اور ایک کتاب سامنے رکھی جس کا نام تھا آریہ دھرم  
 پر ہمارا اعلیٰ حضرت نے اسی وقت قلم اٹھا کر لفظ چار کے بعد لفظ حرف تھمبیا تو اب نام یہ ہوا کہ آریہ دھرم پر چار حرف اور  
 لائیے صاحب کو دیا اس نواری ذکاوت سے ساری محفل لطف اندوز ہوئی۔

ایک مرتبہ دیوبند سے ایک رسالہ کسی نے مسجد یا اس کا نام تھا اقام اعلیٰ حضرت نے قلم سے وہیں تھمبیا "محرم"  
 یہ فقہ شہر میں مشہور ہوا تو ایک بہت بڑے دیوبانی لے بڑے تاسف کے ساتھ کہا کہ رسالہ کا یہ نام کیوں رکھا گیا اور رکھا  
 گیا تھا۔ تو اعلیٰ حضرت تک کیوں پہنچا یا اسی۔ مولانا سید محمد صاحب کچھ چھوڑی کا بیان ہے کہ جب دارالافتاء میں کام



کرنے کے سلسلہ میں میرا یہی شریفیہ میں قیام تھا اترات دن لیے واقعات سامنے آتے تھے کہ اعلیٰ حضرت کا ماضی جوابی سے لڑکر  
حیران ہو جاتے ان حاضر جوابوں میں حیرت میں ڈال دینے والے واقعات وہ ملی حاضر جوابی تھی جس کی مثال سنی ہی نہیں  
گئی مثلاً استفتاء آیا دارالافتا میں کام کرنے والوں نے بڑھا۔ اور ایسا معلوم ہوا کہ نئے قسم کا حادوثہ دریافت کیا گیا اور  
جواب جزئی کی شکل میں نہ مل سکیگا۔ فقہاء کرام کے اصول عارضے استنباط کرنا پڑے گا۔ اعلیٰ حضرت کی خدمت میں حاضر رہنے  
مرض کیا وجہ سے قسم کے سوالات آرہے ہیں اب ہم لوگ کیا طریقہ اختیار کریں فرمایا یہ توڑ پرا نا سوال ہے ابن ہمام نے  
فتح القدیر کے فلاں صفحہ میں ابن عابدین نے رد مختار کی فلاں جلد اور فلاں صفحہ پر فتاویٰ شہید میں غیریہ میں یہ یہ عبارت مثلاً  
صاف موجود ہے اب جو کتابوں کو کھولا تو صفحہ سطر اور بتائی ہوئی عبارت میں ایک نقطہ کا فرق نہیں اس خدا و افضل و کمال  
نے علماء کو پیشہ حیرت میں رکھا۔

ایک مرتبہ پندرہ لیکن ہا منا سخر آیا چو کلا طہررت کی رات میں مولانا سید محمد صاحب نے من حساب کی تشکیل باقابطہ کی تھی اودھا نہ پائی  
صاحب باطل آسانی سے کرتے تھے لہذا ہر منا سخر انھیں کے ہر کیا گیا مولانا سید محمد صاحب کا بیان ہے کہ ان کا سارا دن اسی منا سخر کے مل کھنے  
میں لگ گیا شام کو اعلیٰ حضرت کی عادت کہ کچھ بھاپی جب بعد نماز عصر پانچ گھنٹہ ہوتی اور تادمی پیش کئے جاتے تھے تو میں نے بھی اپنا نام  
بند کیا ہوا جواب اس امید کیا تھے پیش کیا کہ آج اعلیٰ حضرت کی دادوں کا بیٹے استفتاء سنا یا فلاں مرا اور اسنے وارث چھوڑے اور پھر فلاں مرا  
اور اسنے چھوڑے غرض پندرہ موت واقع ہو چکے بعد زندوں پر ان کے حق شرعی کے مطابق ترک تہمیر کرنا تھا مرنے والے کو پندرہ ستر گھر  
زندہ وادعت کی تعداد چار سو سے اوپر تھی استفتاء ختم ہوا کہ اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ آپ نے فلاں کو اتنا فلاں کو اتنا وعدہ دیا اس وقت کا میرا  
حال دنیا کی کوئی نکتہ ظاہر نہیں کر سکتی۔ معلوم اور معاف کی یہ غیر معمولی حاضر جوابیاں جس کی کوئی مثال سننے میں نہیں آئی۔

اخلاق کریمہ میں نے علمائے زمام و مشائخ عظام کی جہانگیر کی امد محرزین دنیا و اوروں

کو دیکھا اکثر ایسا ہی پایا کہ ان کی تعریف کیجئے تو بہت خوش اور جہاں کسی بات پر  
اعتراف کیا اس درجہ خفا ہوئے کہ اس کی صورت بھی دیکھنی نہیں چاہتے ان میں سب سے اول نمبر  
جسے مستحق دیکھا وہ ذات گرامی صفات اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کی تھی ادا اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ آپ  
کے سب کام محض اللہ تعالیٰ کے لیے تھے نہ کسی کی تعریف سے مطلب نہ کسی کی لامنت کا خوف  
تھا حدیث شریف من احب الله والبغض لله واعطى الله ومنع الله فقد استكمل الایمان  
کے مصداق تھے آپ کسی سے محبت کرتے تو اللہ ہی کے لیے مخالفت کرتے تو اللہ ہی کے لیے

میں فرماتے ہیں۔

مرا نوش ز تحسین نہ مرا پیش ز طعن      نہ مرا ہوش بیدار نہ مرا گوش ز غم  
مستم و کنج خمولی کہ نہ منجد در دوسے      جزمین و چند کتابے و دوات و قلمے

مجددین و ملت اعلیٰ حضرت کا ہمیشہ معمول تھا کہ تصنیف و تالیف کتب بینی اور ادوار و اشغال کے خیال سے خلوت میں تشریف رکھتے پانچوں نمازوں کے وقت مسجد میں تشریف لاتے اور ہمیشہ نماز باجماعت ادا فرمایا کرتے اکثر مکان ہی سے وضو کر کے تشریف لاتے اور کبھی ایسا بھی ہوتا کہ مسجد میں آکر مٹی کے لوٹے سے اتر طرف کی نیسل پر بچھکر وضو فرماتے مسجد کے لوٹے مونا متوسط درجہ کے ہوا کرتے ہیں اور اعلیٰ حضرت وضو غسل میں بہت احتیاط فرمایا کرتے خاص طور پر خیال کر کے بلکہ اس کا سر تک خاص کر کے خیال فرما کرے ترک کیا کرتے اور وہ بھی اس طرح کہ ہر جگہ سے میان آب ہو جائے اسی لئے عموماً دو لوٹے پانی رکھا جاتا اور اگر کثرت منیوں کی وجہ سے لوٹے فارغ نہ ہوتے تو ایک لوٹے پانی سے وضو شروع فرماتے جب تک کوئی ٹوٹا خالی ہوتا پھر اس میں پانی لا کر وضو کے بعد سنت داخل قبلیہ مسجد ہی میں پڑھتے۔ وقت جماعت ہو جانے پر فرض نماز باجماعت پڑھنے کے بعد سنت بعدیہ مسجد ہی میں ادا کر کے مکان تشریف لے جایا کرتے سوائے عصر کے اس لیے کہ عصر کی نماز پڑھ کر پھاٹک میں چار پانی پر تشریف رکھتے اور چاروں طرف کرسیاں رکھ دی جاتیں دائرین تشریف لاتے کرسیوں پر بیٹھتے جب کرسیاں باوجود کثرت تعداد نا کافی ہوتیں تو چند بیچ و تخت سائیاں میں رہتے وہ صحن مکان میں کھینچ لیے ہاتھ لپیٹ کر اس پر بیٹھتے دائرین حاجتیں پیش کرتے ان کی حاجتیں پوری کی جاتیں حقہ پان سے ہر ایک کی تواضع کی جاتی پان کا طلقہ اعلیٰ حضرت کے کہاں ہم لوگوں کے پادری طریقہ کے بالکل خلاف تھا یہاں کھلی لگانے کا دستور ہے اور وہاں پان پر نصف میں چما اور دوسرے نصف میں کتھا لگاتے ہیں اور پھر اسے موڑ دیتے ہیں کہ چماتا اور کتھا علیحدہ علیحدہ رہتا ہے۔ چھالیا الگ ترشی ہوئی رہتی ہے۔ ہر ایک شخص ایک ایک پان اور چھالیا صاحب خواہش لے لیا کرتا اعلیٰ حضرت نسخہ نہیں استعمال فرماتے



سامنے نہیں بیا کرتے تھے البتہ بعض بوڑھے یا سات کرام حضرت کے سامنے بھی سجدہ نوش کرتے  
 ان کے سامنے حق پر حاد یا جایا کرتا تھا۔ اعلیٰ حضرت کو خطوط کے جواب کا بہت اہتمام تھا اس خیال  
 سے کہ خطوط ضائع نہ ہوں حاجی کفایت اللہ صاحب ماکن محمد پیرا پور خادم خاص اعلیٰ حضرت نے  
 دہر حضرت کے بہت ہی جلیق شاگرد غلام اور سفرد حضرت بھی اعلیٰ حضرت کو چھوڑنا پسند نہیں کرتے  
 ادھاب بعد وصال بھی مزد شریف پر برابر حاضر باش محض محبت شیخ ہیں ان کی دل تہ ہے کہ  
 بعد موت بھی اعلیٰ حضرت کے قدموں ہی میں رہیں اور اسی لئے صاحبزادگان والا شان و دیگر  
 غنصین و نجین و خلفاء و مریدین اعلیٰ حضرت سے اس قسم کی تحریکات حاصل کی ہیں جن کو ایک  
 کتاب کی شکل میں شائع بھی کر دیے۔ ایک خوبصورت کسٹن کا بنوا کر تنگ کر آویزاں کر دیا  
 تھا جس میں ڈاکیومنٹ خطوط پیکٹ وغیرہ ڈال دیا کرتا تھا۔ اس میں ہر اہم تالفاں لکھتا کہ  
 کوئی ایسے خطوط کو نکال نہ سکے کئی اس کی اعلیٰ حضرت کے پاس رہتی عصر کی نماز پڑھا کر جب  
 باہر آ کر تشریف رکھتے تو کئی مجھے عنایت فرماتے کس کھول کر اس بعد کی ڈاک سب لاکر حاضر کر دیتا  
 اور ایک ایک خطوط حاضر فرماتا کہ خط قصوت کے متعلق بتاتا اعلیٰ حضرت خود کو کہتے اور اس  
 کا جواب بنفس نفیس خود تحریر فرماتے تو نیات کے متعلق ہوتا تو میرے یا حضرت حمزہ الاسلام پلانا  
 شاہ محمد عابد رضا خان صاحب کے حوالہ کیا جاتا استفادہ تا حسب مراتب مولوی ابیاب مرزا صاحب  
 بریلوی مولوی سید شاہ غلام محمد صاحب بہاری راقم الحروف جامع حالات فقیر ظفر الدین  
 قادری رضوی مولوی حکیم سید عزیز غوث صاحب حضرت صدر الشریعہ مولانا ابجد علیہا کے حوالہ فرماتے  
 بہت سچیدہ اداہم ہوتا خود اعلیٰ حضرت ہی جواب تحریر فرماتے فرائض کا مسئلہ زیادہ تر حضرت  
 مولانا مولوی محمد رضا خان صاحب وقت نسخے میاں برادر اصغر اعلیٰ حضرت کے حوالہ ہوتا عدسہ کے  
 متعلق جو خط ہوا حضرت حمزہ الاسلام کے پاس بھیج دیا جاتا مطبع کے متعلق خطوط بھی میرے حوالہ  
 کیے جلتے غرض تو نیات و استفادہ حسب سدی اور مطبع کا سب کام میرے ذمہ تھا۔  
 ان سب قسموں کے علاوہ بعض مہذب حضرات نے بھی نام بھی بھیجے یہ اہل حضرات کے  
 فرزندان مدعی و خونی ہیں جنہوں نے باتباع شیطان رحیم اللہ رسول جل و علاء صلی اللہ تعالیٰ  
 علیہ وسلم کی توہین کر کے اپنا دین ایمان بگاڑا اور اپنے کو دائرہ اسلام سے الگ محدود

مسلمان سے جدا کر لیا ہے اور ان کے متعلق جب حکم شرعی خدا و رسول کا اعلیٰ حضرت نے ظاہر  
 فرمایا اور تقریباً دو خرماء اللہ کا اعلان کیا بات حق تھی انکار کرتے نہ بنی نہ کچھ جواب ہی ہو سکا  
 سوائے مکوت چارہ کار نہ تھا اذنا یہ ذریات نے اگرچہ بعد کو اس زخم کے المیال کی  
 کوشش کی مگر جو بات ان کے بزرگوں سے نہ بنی سکی اذنا یہ اسے کیا ہلتے آخر اسی  
 غم میں مار دم بریدہ کی طرح بیچ و تاب کھاتے دل ہی دل میں جلتے قل موذو بغیہ غلک  
 حبب غصۃ ثواب سے باہر ہو جاتا ایک دو گالی نامہ لکھ کر حضرت کی خدمت میں بند لیجہ ڈاک  
 بے سجدہ پاک تے اور بھتے کہ بہت بڑا کھڑیا یاں کیا غرض اسی قسم کا ایک خط گالیوں سے بھرا ہوا  
 کسی صاحب کا آیا میں نے چند سطریں پڑھ کر اس کو علیحدہ رکھ دیا اور عرض کیا کہ کسی دہائی نے  
 اپنی شرارت کا ثبوت دیا ہے ایک مرے صاحب نے جو نئے نئے حلقہ ارادت میں آئے تھے  
 اس خط کو اوٹھا لیا اور پڑھنے لگے اتفاق دقت کہ بھینے والے کا جو نام اور پتہ لکھا واقعی یا فرضی  
 وہ اور صاحب کے اطراف کے تھے اس لیے ان کو اور بھی بہت زیادہ مسخ ہوا۔ اس دقت  
 تو خاموش رہے لیکن جب اعلیٰ حضرت مغرب کی نماز کے بعد مکان تشریف لے جانے لگے حضرت  
 کو روک کر کہا اس دقت جو خط میں نے پڑھا جسے مولانا ظفر الدین صاحب نے ذرا سا پڑھ کر  
 چھوڑ دیا تھا کسی بدتمیز نے نہایت ہی کمینہ بن کر راہ دی ہے۔ اس میں گالیاں لکھ کر بھی ہیں۔  
 میری رائے ہے کہ اور پر مقدمہ کیا جائے ایسے لوگوں کو قرار واقعی سزا دلوائی جائے تاکہ  
 دوسروں کے لیے ذلیہ عبرت و نصیحت ہو ورنہ دوسروں کو بھی ایسی جرأت ہوگی اعلیٰ حضرت  
 نے فرمایا کہ تشریف رکھیے اور تشریف لے گئے اور دس پندرہ خطوط مبارک میں میرے  
 برائے تشریف لائے اور فرمایا کہ ان کو پڑھیے ہم لوگ متحیر تھے کہ کس قسم کے خطوط میں خال  
 ہو کہ شاید اسی قسم کے گالی نامے ہوں گے جن کے پڑھنے سے یہ مقصود ہو گا۔ اس قسم  
 کے خط آج کوئی نئی بات نہیں بلکہ زمانہ سے کہیں ہیں۔ میں اس کا عادی ہوں لیکن خط پڑھتے  
 جاتے تھے اور ان صاحب کا چہرہ خوشی سے دکھاتا تھا آخر جب سب خط پڑھ چکے تو  
 اعلیٰ حضرت نے فرمایا پہلے ان تعریف کرنے والوں بلکہ تعریف کا پل ہاندھنے والوں کو انعام  
 اکرام جاگیر و عطیات سے مالا مال کر دیجیے پھر گالی دینے والوں کو سزا دلوانے کی فکر کیجیے گا۔



انہوں نے اپنی مجبوری و معذرتی ظاہر کی اور کہا کہ جی تو یہی چاہتا ہے کہ ان سب کو اتنا انعام و  
 اکرام دیا جائے کہ نہ صرف ان کو بلکہ ان کے پشتا پشت کو کافی ہو مگر میری وسعت سے ماہر ہے  
 فرمایا جب آپ غلص کو نفع نہیں پہنچا سکتے تو محال کو نقصان بھی نہ پہنچائیں کئی امریٰ بعد  
 کسب رہیں فقیر ظفر الدین قادری رضوی غفرلہ عرض کرتا ہے کہ ایک زمانہ میں میرا خیال تھا  
 کہ اس قسم کے گالی نامے جاہل عوام بدتمیز لوگ لکھا کرتے ہیں کیونکہ بچا کے علم سے کورے ہیں جب  
 سنتے ہیں کہ ہمارے پیر کا فلان شخص نے رو کیا ہے اور ان کے وسائل و مسائل کا جواب  
 لکھتا ہے تو ہوش میں نہیں رہتے جامہ سے باہر ہو جاتے ہیں چونکہ علمی سرمایہ سے بے بہرہ ہیں  
 اس لیے وہ نہ دیکھ سکتے ہیں نہ سمجھ سکتے ہیں کہ بات کیسا ہے کون حق پر ہے کس کی زیادتی ہے  
 اور ان کے پاس علمی سرمایہ تو ہے نہیں جو علمی باتوں کا جواب دے سکیں اس لیے بچا کے جو پوچھی  
 رکھتے ہیں وہی پیش کرتے ہیں اور نگاہیوں میں مان بہن کی مغلظات تک دینے سے باز نہیں آتے  
 لیکن مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کا انتقال ہوا اور ادا ان کے معتقد خاص مولوی عاشق الہی  
 صاحب میرٹھی نے ایک کتاب دو حصوں میں بنام تذکرۃ الرشید چھاپی اس کتاب میں کیا ہونا  
 چاہیے موضوع کتاب تو نام ہی سے ظاہر ہے کہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے حالات  
 اس کتاب میں ہوں گے مگر ہے کیا۔ مولوی صاحب کے حالات تو چند صدقوں سے زیادہ نہیں  
 لیکن ان کے دادا میر اپنے بچپن لوگوں کی خوبیوں کا طوبار اور علماء اہل سنت و جماعت پر طعن و  
 تشنیع کی بوچھاڑ ہے اور خصوصاً سنی حضرات میں جنہوں نے تقریر یا تحریراً گنگوہی صاحب  
 کا رد کیا ہے اور حق کی حمایت کی ہے اور ان کی توہین و تذلیل میں تو کوئی دقیقہ اور مٹا نہیں رکھا  
 جھوٹے جھوٹے واقعات اور قصے گرا حکر سنیوں کی دل آزاری کی اور اپنے اوصاف باطنی  
 کا جلوہ دکھایا ہے۔ اس وقت معلوم ہوا کہ یہ گالی نامے جاہلوں کے کام نہ تھے بلکہ اس جام  
 میں سب ہنگے کا معجون ہے ان کے ہاں کے پڑھے لکھے عوام کے کان کرتے ہیں۔

(۱) تذکرۃ الرشید حصہ دوم ص ۱۰۰ پر محض جھوٹا واقعہ گراھا اور گنگوہی صاحب کے اخلاق  
 میں شمار کیا جس کو میں انہیں کے لفظوں میں لکھتا ہوں تاکہ لوگ ان کی دیانت اور صداقت  
 کو پرکھیں کہ اس میں کیسے کورے ہیں دشمن سے دشمن کے لیے بھی آپ نے کبھی بددعا نہیں

کی امداد اگر محاسب اللہ آپ کا دشمن کسی آفت سہادی میں مبتلا ہوا تو اس کو میں نے بھی آپ کو جس  
 نہیں ہوئے بدگوئی و غوائلات نویسی کی جتنی ایذا میں آپ کو مولوی احمد رضا خان صاحب ہمدانی  
 سے پہنچیں شاید اتنی نہ دوسرے کو مولوی احمد رضا صاحب نے پہنچائی ہوں اور نہ دوسرے سے  
 حضرت امام ربانی کو پہنچی ہوں مگر اللہ العظیم کہ حضرت کی زبان سے عمر بھر میں کبھی ایک کلمہ  
 بھی ایسا سننے میں نہیں آیا جس سے یہ بھی معلوم ہو کہ حضرت اولیٰ کو اپنا دشمن سمجھتے ہیں جس  
 زمانہ میں مولوی احمد رضا خان صاحب کے مرض جذام لاحق ہوا اور خون میں فساد آیا تو بعض لوگوں کو سرت  
 ہونے کہ سب دشتم کا ثمرہ دنیا ہی میں ظاہر ہوا مگر جس وقت کسی شخص نے حضرت سے عرض کیا  
 کہ بدیلوی مولوی کو لڑھی ہو گئے تو حضرت گھبرا اٹھے اور یہ الفاظ فرمائے کہ میں کسی کی مصیبت  
 پر خوش نہ ہونا چاہئے خدا جانے اپنی تقدیر میں کیا لکھا ہے اس مضمون کو اگر میں مولوی  
 عاشق الہی صاحب کی شاعری بھی جائے تو اس کی حقیقت خود ظاہر کر سکتا ہوں عوام بد دعا  
 کے موقع پر بولا کرتے ہیں خدا کرے اندھا ہو جائے خدا کرے کو لڑھی ہو جائے ذاق کا بھی فقرہ  
 مشہور ہے اللہ نے ملائی جوڑی ایک اندھا ایک کو لڑھی شاید اسی بنا پر جب اللہ تعالیٰ نے  
 مولوی رشید احمد صاحب کو اندھا بنا دیا تو ہوا خواہوں خصوصاً مولوی عاشق الہی صاحب جیسے  
 جاں نثاروں نے اعلیٰ حضرت کے متعلق جذامی کا افترا کیا۔ ہر عقلمند جانتا ہے کہ بڑے سے  
 بڑی ایذا اگر ہو سکتی ہے۔ تو مولوی صاحب کے الفاظ کفریہ تو ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ  
 علیہ وسلم و مکتوب خداوند جل و علا پر کفر کا فتویٰ جو اعلیٰ حضرت نے کتاب مستطاب المعتمد المستند  
 کے حاشیہ المعتمد المستند میں تحریر فرمایا جو ۱۲۳۵ھ کی تصنیف ہے اور ۱۲۳۶ھ میں مچھپ  
 کر شائع ہوا اس کے بعد مولوی لکھو ہی صاحب دو برس سے کم بھی بچے جمادی الاخریٰ ۱۲۳۶ھ  
 میں انتقال ہی کہ گئے ۱۲۳۶ھ سے ۱۲۳۷ھ تک میں خود بریلی شریف حاضر رہا اور بھولائے  
 لا یزال تعظیم شرعی کہتا ہوں کہ میں نے اعلیٰ حضرت کو بالکل صحیح سند دست دیکھا جذام کا کوئی شائبہ  
 نہ تھا یہ بہتانوں کا برا بہتان ہے اس کا جواب سوا اس کے اور کیا ہو سکتا ہے۔ میں پڑھوں  
 لعنة الله على الكذابين۔ اور تذکرۃ الرشید کے مصنف صاحب کہیں پیش باد پھر اس  
 فتوہ کفر کے متعلق یہ لکھا کہ شاید اتنی نہ دوسرے کو مولوی احمد رضا صاحب نے پہنچائی ہو



یہ بھی جھوٹ اور بالکل غلط ہے خود اسی کتاب میں اُسی در دوسرے منکرین ضروریات دین کی بھی  
 تکفیر ہے اس لیے کہ گنگوہی صاحب سے نہ کبھی کی عداوت نہ زندگی نہ دن کا قطعہ کہ اس عداوت کی  
 وجہ سے تکفیر کی گئی بلکہ یہ آؤ وعدہ الہیہ دہم ربانی واذا اخذنا اللہ بیقات الذین اودقوا الکتاب لنبقی  
 للناس ولا تکتفونہ کی تعمیل و تکمیل ہے جب انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی  
 تائید اور اللہ جل جلالہ کی تکذیب کی تو اذن کی تکفیر کی گئی پھر دوسرے منکرین ضروریات دین  
 کی پاسداری کیوں کی جاتی نیز دوسرا فقرہ بھی بالکل غلط ہے نہ دوسرے سے امام ربانی کو پہنچی ہوں  
 یہ بھی بالکل خلاف واقع ہے کیا مولوی عاشق الہی صاحب کو یاد نہیں کہ دفعہ کذب باری تعالیٰ منسے  
 پر اعلیٰ حضرت سے بہت پہلے جناب مولانا ندیر احمد خان صاحب رامپوری غم احمد آبادی نے کفر کا  
 فتویٰ دیا جو مسئلہ میں مطیع خیر المطلق میرٹھ میں چھپ کر شائع ہوا نیز اعلیٰ حضرت کے فتویٰ کی  
 تصدیق بے شمار علماء حرمین شریفین دہلی ہند نے فرمائی سب مسئلہ تکفیریں اعلیٰ حضرت کے ہم خیال  
 ہیں تو یہ کہنا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے نہ دوسرے سے امام ربانی کو پہنچی ہوں پھر یہ جملہ بھی کس قدر  
 جھوٹے ہیں کہہ کہ مرہر کبھی ایک کلمہ بھی ایسا سننے میں نہیں آیا جس سے معلوم ہو کہ حضرت  
 اذن کو اپنا دشمن سمجھتے تھے اولاً کیا مولوی صاحب یوم ولادت بالیوم تکلم سے مرتے دم تک  
 گنگوہی صاحب کے ماقبلے جو سننے کی نفی سے واقعہ کا انکار کرتے ہیں ثانیاً ایسا بھی یہی کتاب  
 نے عمر بھر نہ سنا اس سے یہ کیسے معلوم ہوا کہ انہوں نے کبھی نہ کہا تھا یہ بھی مان لیا کہ انہوں نے  
 عمر بھر نہ کہا تو اس میں دشمن سمجھنے کی کیا بات ہے نہ اعلیٰ حضرت مولوی رشید احمد صاحب کو اپنا دشمن  
 جانتے تھے نہ گنگوہی صاحب اعلیٰ حضرت کو اپنا دشمن سمجھتے تھے یہ اختلافات مذہبی تھے جو خیالات  
 و اعتقادات اعلیٰ حضرت کے تھے گنگوہی صاحب کی نزدیک بدعت یا کفر و شرک تھے اس پر  
 وہ بے محابا کفر و شرک کے فتویٰ دیتے تھے اپنی اپنی تحقیق تھی اس میں دشمنی و عداوت کی کیا  
 بات تھی جو آپ نے نہیں سنا یا گنگوہی صاحب نے کہا کہ دشمن نہ جانا تو بہت تیرا نیز اس کذاب فحری  
 کے اس مرتجح جھوٹ سے گھبراؤ گھنا بھی عجیب الٹی اور اونکی بزرگی و کرامت کا اظہار ہے مگر درحقیقت کہ اس کا  
 صفایا ہے جس طرح کہ اس میں گراھا تو یہ کہ موت تک کسی خیر کو معلوم تھی کہ کہہ دیا کہ تم نہیں مرے گا اور دے گئے  
 تو میرے بعد مر دے اتفاقہ یہ تھا کہ پاس کی چیز بھی نہیں سوچھائی دیتی تھی کہ دلہے یا دہلائی اور غلام

شخص صحیح ہے یا مریض اگر کچھ بھی کھشت و کراست ہوئی تو فوراً کہتا تھا کیوں جھوٹ بول کر اپنی عاقبت  
بگاڑتے ہو خدا کی لعنت کے حوالہ دیتے ہو۔ کب انھیں جہاد ہوا وہ تو بٹے کٹے بریلی میں ڈٹے ہوئے  
ہیں مگر یہ کہ ع۔

پیراں نمی ہند مریدان می بہا شد پیر من خن است اعتقاد من بس ست  
تو جھوٹی باتیں گڑھنی ہی ہو گئی۔

(۲) دوسرا واقعہ حضرت شیر پیشہ سنت سعید اللہ الملول مولانا بیات الرسول صاحب قلعہ  
برکاتی لوری رفتوی رحمۃ اللہ علیہ کا گڑھا اور اعلان ہوا تھا کہ ہاتھ لگایا بہتان اڑھایا ملاحظہ ہوتا کہ  
الرشید حصہ دوم ص ۸۳ ایک دن آپ ڈاک میں آئے ہوئے خطوط سننے بیٹھے سب سے پہلا  
خط جو پڑھا گیا بیٹی سے آیا ہوا کاڑھ تھا جس میں لکھا ہوا تھا کہ مولوی بیات الرسول کو ایک منکوحہ  
عورت سے نکاح کرنے کے جرم میں عدالت سے سزائے قید کا حکم سنایا گیا۔ بعض مامعین  
کو تو مسرت ہوئی کہ یہ حضرت کے بڑے مخالف تھے مگر آپ کی زبان سے مباحثہ لکھا تا دین  
و اما ادیہ راجحہ یہ واقعہ بھی بالکل جھوٹ اور سسے پانگ افتراء بہتان ہے۔ اس  
میں شک نہیں کہ حضرت شیر پیشہ سنت کو محض حق گوئی اور گورنٹ برطانیہ کے خلاف ہونے  
کی وجہ سے سزائے قید ہوئی۔ مگر کسی شوہر اور عورت سے نکاح کرنے کے الزام میں  
بیرگز اور نفیس سزا نہ ہوئی یہ بھی بے سرو پا بالکل جھوٹ بہتان محض ہے جس کی علت یہی ہے  
کہ یہ حضرت کے بڑے مخالف تھے۔ تو جو حضرت کا مخالف ہو امور الزام بنا۔

(۳) حضرت سید الفخول عاشق رسول مولانا فضل رسول صاحب بدایونی قدس سرہ نے  
حق کی حمایت میں تقریر و تحریر کا پورا زور صرف فرمایا اور مولوی اسماعیل مہٹوی کا ناطقہ بند کر دیا اسی  
وجہ سے ان کے متعلق بھی ایک مضحکہ خیز قصہ گڑھا اور اس پر اپنی علمی تقلید سے حاشیہ بھی  
چڑھایا ملاحظہ یہ سب مولوی عاشق الہی صاحب کی بے علمی و کم فہمی ہے۔ اگر انہوں نے  
ایسا وعظ کیا تو ٹھیک کہا اور بالکل درست فرمایا ان کی تجلیل میرٹھی صاحب کی نادانی و حماقت  
ہے ملاحظہ ہوتا کہ الرشید حصہ اول ص ۲۶ مولوی گنگوہی صاحب کی طالب علمی کا تذکرہ کرتے  
ہوئے لکھتے ہیں ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ طالب علمی کے زمانہ میں مولوی فضل رسول صاحب پیشانی



آئے اذن کے وعظ میں ہم بھی گئے وہ بیان کر رہے تھے کہ لوگ ہندوؤں کے نام کے جانوروں کو حرام کہتے ہیں بھلا اس فعل سے اس جانور کی جنس یا نسل کو نفی چیز بدل گئی جس کی وجہ سے اس کی ماہیت میں فرق آگیا اور مغرب بغیر اللہ کے نام سے نام زد ہونے سے حرام ہوتا ہے تو جس کی عبادت کی جائے وہ تو بدعتِ اولیٰ حرام ہو جانا چاہئے سو اب گنگا کا پانی حرام ہونا چاہئے حضرت مولانا نے فرمایا میں تو یہ باتیں اور دلیلیں سن کر اذن کی تقریر سے نفرت ہو گئی اٹھ کر چلے گئے اور پھر کبھی اذن کے پاس نہیں گئے مولوی رشید احمد صاحب نے بیٹک بیچ کہا فرمودہ حضرت مولانا شاہ فضل رسول صاحب کی تقریر سن کر اذن کو نفرت ہو گئی ہوگی اور بڑھ کر چلے گئے ہوں گے اور پھر کبھی اذن کے پاس نہیں گئے ہوں گے عمر اس میں حضرت مولانا فضل رسول صاحب یا اذن کی تقریر کا قصور نہیں بلکہ گنگوہی صاحب کے مرض قلبی و ہاربت کے سبب ایسا ہوا

فی قلوبہم مرض فزادہم اللہ موعظا کسی عربی شاعر نے خوب کہا ہے ۔

قد تنكر العين خذو النفس من قعر  
 ونكر الظم طعم الماء من سقم  
 دکھتی ہوئی آنکھوں کو برا لگتا ہے سورج  
 بیمار زباؤں کو برا لگتا ہے پانی  
 جب دکھتی ہوئی آنکھوں کی یہ حالت ہے تو آنکھوں کا اندھا سورج کو کیا دیکھ سکتا ہے  
 اور بیمار زبان کی برب یہ کیفیت ہے تو بیمار دل اگر آپ حیات و عطا ہایت و نجات کو برا  
 جانے کی عجب مولوی عاشق الہی صاحب نے اس واقعہ کو نقل کر کے تین جگہ حاشیہ پر دھایا ہے  
 اس کو نقل کر کے اس کی اصلاح مناسب جانتا ہوں سب سے پہلے لفظ لوگ پر سہ حاشیہ لکھا  
 بندہ خدا سے کوئی پوچھے کہ ما اهل ثیہ لغیر اللہ کس لوگ کا کہا ہوا ہے لا منہ مولوی صاحب  
 نے قیوں حاشیہ لکھ کر منہ لکھا ہے مولوی صاحب کو اس کی بھی خبر نہیں کہ منہ کس موقع پر لکھتے ہیں  
 اور اس کا کیا مطلب ہوتا ہے منہ اس جگہ لکھتے ہیں کہ وہ حاشیہ اسی شخص کا جو جس کی عبارت  
 و متن ہے اس کو تنبیہ کہا کہ تے ہیں یہ عبادت تو اذن کے اذعان کے مطابق حضرت مولانا فضل رسول  
 صاحب کی ہے تو کیا یہ حاشیہ بھی انہیں کا ہے جو اس پر منہ لکھا اور جب ایسا نہیں اور یقیناً نہیں  
 تو اب اس پر منہ لکھنا غلط اور دوسرے نمبر پر باعتبار نقل یہ عبارت گنگوہی صاحب کی ہو سکتی ہے۔  
 کہ مفہوم حضرت مولانا فضل رسول صاحب کا ہے اور عبارت گنگوہی صاحب کی پھر بھی اس پر

منہ گفتا صحیح نہیں کہ یہ مائشہ ہرگز کفار ہی صاحب کائیں اور اگر بالفرض مائشہ بھی انہیں کا ہے  
 تو بندہ غلط سے کوئی اور کہیں پوچھتا آپ ہی جلسہ میں موجود تھے بلکہ چھپتے تودہ آپ کو تفسیر کی کتابیں  
 پڑھنے کی ہدایت فرماتے کہ مفسرین ما اهل به لغیر اللہ کے معنی ما ذبح لغیر اللہ فرماتے ہیں  
 الاحلال کے لغوی معنی ہرگز یہاں مراد نہیں بلکہ جو جانور کہ غیر خدا کے نام پر ذبح کیا گیا تودہ  
 حرام ہے ورنہ دنیا بھر کے سب حلال جانور حرام ہو جائیں گے کہ یہ ذید کی بکری یہ عمرو کی  
 گائے ہے یہ بکر کا اونٹ ہے عام طور پر شرقاً غرباً اسی طرح مردح ہے اور ہر ایک کے زبان  
 ہے کہ بولتے ہیں سب ما اهل به لغیر اللہ میں داخل ہوں اور سب کا کھانا حرام ہو جائے گا  
 آفرین ہے اس ذکا و فہم پر

وما اهل به لغیر اللہ ای ذبح الاضام تفسیر مارک سورہ بقرہ وما اهل به لغیر  
 اللہ ای ما ذکر علیہ خیر اللہ و هو ما کان ید بح لاجل الاضام ما صح المصنوع  
 ومقررات راغب اصفہانی وما اهل لغیر اللہ بہ هو ما ذبح الالهة لسان العرب و  
 حرم ما اهل به لغیر اللہ ای ما سبی غیر اللہ عند ذبحہ مصباح قوله وما اهل  
 به لغیر اللہ هو الذبح لغیر اللہ فتح الرحمن بکثرت ما یس فی القرآن وما اهل لغیر  
 اللہ بہ ای رفع المصنوع لغیر اللہ بہ و هو قد یس باسم اللات والعزی عند  
 ذبحہ تفسیر کثرت وما اهل به لغیر اللہ ای رفع بہ الصوت عند ذبحہ للصنم  
 یمشادی و رفع الصوت للصنم ان یدکر اسہ عند الذبح علی مانی الکواشی قاجار  
 البیہقی وغیرہا عاشیہ عبد الحکیم قوله ای رفع بہ الصوت عند ذبحہ للصنم هذا  
 اصلہ ثم جعل عبارة عما ذبح لغیر اللہ مائشہ قوی فمعنی قوله وما اهل به لغیر  
 اللہ ما ذبح للاضام والطواغیت شیخ زادہ وما اهل به لغیر اللہ یعنی ما ذبح للاضام  
 والطواغیت خازن و فسقا اهل لغیر اللہ یہ امی ما ذبح علی غیر اسم اللہ خازن  
 تفسیر سورہ النعام وما اهل لغیر اللہ بہ ای ما ذبح لہا یہ ای بذبحہ الصوت لغیر  
 اللہ روح المعانی وما اهل لغیر اللہ بہ کا قولہ لعل عند الذبح ما سبم اللات لغیر  
 فحرم اللہ تعالیٰ ذلک تفسیر کبیر وما اهل به لغیر اللہ ای رفع بہ الصوت عند ذبحہ للصنم



للعظم <sup>۱۰</sup> و ما اهل لغیر اللہ بہ ای ما ذکر علی ذبحہ علی غیر اسم اللہ تفسیر لغوی و ما اهل  
 بہ لغیر اللہ حمد المادۃ سواہ و المراد بخط لک ما ہست سوا طبع الالہام و ما اهل بہ لغیر اللہ  
 ما ذبح لغیر اسم اللہ عند الاضام <sup>۱۱</sup> توفیر المقیاس و ما اهل بہ لغیر اللہ ای ذبح علی اسم  
 غیرہ تعالٰی عنہ و الیہ بعض فی دلائل من حدیث معضات ای فی ذبحہ لان المعنی و ما صلیہ  
 فی ذبحہ لغیر اللہ حاشیہ حمل اهل ای صوت فیہ باسم لغیر اللہ بہ بسبب ذبحہ تجسمہ و اقول  
 و ما اهل بہ ای حریم ما ذکر علیہ بذبحہ اسم لغیر اللہ عیون التفسیر و ما اهل بہ بذبحہ  
 ای رقم فیہ الصوت بذکر غیر اللہ و هو ما ذبحہ للاضام تفسیر علامہ نسفی و ما اهل بہ  
 لغیر اللہ ای ذبح علی اسم غیرہ کما تخرج منہ و ما اهل بہ لغیر اللہ قال الربیع بن انس یحیی  
 ما ذکر عند ذبحہ اسم غیرہ اللہ تفسیر مظہری و ما اهل بہ لغیر اللہ ای رقم بذبحہ الصوت  
 عند ذبحہ لغیر اللہ صفاً کان و نادا و غیر ذلک تفسیر بن کمال باشا و ما اهل بہ لغیر  
 اللہ و آنچه آواز بلند کردہ شود و ذبح بغیر خدا فتح الرحمن شاہ ولی اللہ دہلوی و ما اهل بہ و آنچه  
 بلسل کردہ شدہ است بر اسم غیر خدا تفسیر توضیح و ما اهل بہ و حرام کردہ آنچه آواز بلند کردہ  
 بوقت ذبح لغیر اللہ ای غیر خدا بنام جان یا باسم غیرہ ان یکشدہ اخرج ابن المنذر عن ابن عباس  
 فی قولہ تعالٰی و ما اهل ذبح ذبح منشور و فتح القدر و ما اهل لغیر اللہ بہ ای علی غیر اسم  
 اللہ تفسیر ابن کثیر و ما اهل بہ لغیر اللہ ای حریم ما رقم بذبحہ الصوت عند ذبحہ  
 لنصنم روح البیان و ما اهل بہ لغیر اللہ معانہ ذبح بہ لا اسم غیر اللہ تفسیرات  
 الاحمدیہ و ما اهل بہ لغیر اللہ ای رقم الصوت بذبحہ لغیر اللہ تفسیر فامت و اللہ  
 بن العربی رحمہ اللہ سردست جفیس تفسیر کی کتابوں کی یہ عبادتیں حاضریں اور آیت کریمہ جہاں  
 جہاں آتی ہے ہر جگہ دیکھیے تو عبادتیں میثاق ہو جائیں گی اور دین و دیانت والے کے لئے چند  
 عبادتیں بھی کافی ہیں کہ اس آیت کریمہ کا کیا مطلب علماء کے نزدیک ہے پھر اس عبادت کا پیش  
 کرنا اپنی جہالت کا پردہ فاش کرنا ہے۔

دوسرا حاشیہ کون سی چیز بدل گئی پر لکھا اے گردن مروڑی مرغی شاید آپ کے نزدیک  
 حلال ہو کیونکہ اس کی جنس و فصل نہیں بدلتی ۱۲ اسے مولوی عاشق الہی صاحب نے منقول کی

کوئی ایک کتاب بھی پڑھی ہے یا بدعت سمجھ کر بالکل کنارہ کش ہی ہے یہ خیال میں اگر لیا غوی  
 ہی پڑھے ہوتے تو گردن مرد ڈی مرغی کے باپے میں ایسا سوال نہ کرتے اور جان لیتے  
 کہ جس معنی کو اللہ کے نام پر ذبح کر کے کھا نا جائز ہے وہ جو ہر جسم نامی حاس متحرک بالارادہ نفسی  
 اور عظام و دینے کے بعد نہ وہ جسم نامی ہے نہ حاس نہ متحرک بالارادہ مرغی کی نہ جنس میں داخل نہ  
 فصل میں شامل بلکہ اب سوا جو ہر جسم کے اجناس لیبیدہ میں بھی اشتراک ندارد واقعی کسی نے سچ کہا  
 ہے کہ دبا بیت اور عقل میں تباہی کی نسبت ہے کبھی دو دنوں ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتیں۔

تیسرا حاشیہ وہ تو بدرجہ اولیٰ پر لکھا تھا کیا عجیب قیاس ہے اس قاعدے کے موافق تو  
 جس خون کے قطرے نمازی کے اور کتوتیں کا منوں پانی ناپاک ہو جائے تو بھل جس میں اس کے  
 سینکڑوں قطرے بھرے ہیں بدرجہ اولیٰ ناپاک ہوا اور نہانے کے قابل نہیں چلو نماز سے چھٹی گرا تھ  
 اس کے وہ جانور جس کا گوشت خون سے بنا ہے ذبح کے بعد بھی نجس ہے گوشت بھی حرام ہوا  
 ۱۲ منہ اس حاشیہ کو بھی منہ لکھا اور حضرت مولانا شاہ فضل رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر افترا  
 کیا حالانکہ اس قسم کی لغویات سے اُن کی شان ارفع واعلیٰ ہے یہ مولوی صاحب کی نقد دانی مناظرہ  
 دانی ہے حضرت مولانا کی تقریر بہت واضح اور صاف ہے کہ اگر دہا بوں کے اعتقاد کے مطابق  
 حلال بعض غیر خدا کا نام لگ جلنے سے حرام ہو جائے تو جس حلال چیز کی پریش و عبادت کی جاتی  
 ہو جیسے گھٹا کا پانی وہ تو بدرجہ اولیٰ حرام ہو گا۔ اس پر مولوی صاحب پُر اعتراض کرتے ہیں کہ  
 ایک قطرہ خون سے کو آں ناپاک ہو جائے تو بدن جس میں سینکڑوں قطرے خون بھرے  
 ہوئے ہیں بدرجہ اولیٰ ناپاک ہو گا۔ قرآن چلیے آپ کی علیٰ لیاقت اور فقہی قابلیت کے  
 کیا بہترین قیاس فرمایا ہے کیوں جناب کیا خون کی بھی کوئی عبادت کرتا ہے۔ جو آپ  
 فرماتے ہیں اس قاعدہ کے موافق الخ علاوہ بریں اس مواد مذہب سے اسے کیا نسبت فقہی  
 حیثیت سے بھی یہ قیاس غلط ہے اس لئے کہ کتوتیں میں دم مسفوح پڑنے سے ناپاک  
 ہو جاتا ہے تو اسی طرح جب بدن پر بھی دم مسفوح کہیں سے پڑے گا ضرور بدن ناپاک  
 ہو جائے گا خون جب تک اپنے محل میں جسم کے اندر ہے مسفوح کب ہے جو اس کی ناپاکی  
 کا حکم دیا جائے نیز فقہاء کرام خردوج دم کو ناقض دھو لکھتے ہیں نہ وجود دم کو اور یہ مسئلہ تو



شاید جناب کے دشمنوں ہی کو معلوم ہو کہ نجاست جب تک اپنی جگہ پر رہتی ہے ناپاکی کا حکم اس  
 پر شرعاً نہیں اور نہ پیٹ میں غلیظ شائد میں پیشاب رہنے کی وجہ سے انسان کو ہر وقت ناپاک  
 ہونا چاہئے اور آپ کے قاعدہ سے نمانہ کے قابل نہیں جیسے چٹھی ہوتی خوب ہی قلعہ کا مسئلہ  
 گر لھا کہ نماز سے ہمیشہ کے لئے فرصت ہو گئی اس کے ساتھ ساتھ دوسرا قیاس کہ جالور چونکہ  
 خون سے بے ہے اس لئے بعد ذبح بھی ناپاک ہو تا چاہئے اس نے تو قابلیت میں چار چاند  
 لگا دیئے کی استحالہ کے بعد بھی شے کا وہی حکم رہتا ہے۔ جو پہلے تھا آپ کو معلوم ہے کہ  
 گو بڑا کا اوپلا ناپاک ہے جل کر جب راکھ ہو گیا کیا اب بھی ناپاک رہا یا پاک ہو گیا شراب ناپاک  
 و حرام ہے جب سرکہ بن گئی اور شراب نہ رہی تو کیا سرکہ ہونے کے بعد بھی ناپاک و حرام ہی  
 رہے گا۔ تو جب دم مسروح بعد استحالہ حیوان کے بدن میں گوشت ہو گیا اس کی نجاست و حرمت  
 کیسے باقی رہے گی مگر یہ کہ حامی دین و ملت حامی دہا بیت حضرت مولانا شاہ فضل رسول صاحب  
 رحمۃ اللہ علیہ کی مخالفت نے آپ کے عقل و علم سب پر پانی پھیر دیا ہے

جوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد میلش اندر طعنے پا کاں ہرد۔

(۴) حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ نہ شاہ دلی اللہ صاحب کی طرح است  
 بادیۃ السنت تھے کہ ہر طرح کی کہا کرتے نہ معاذ اللہ مولوی اسماعیل دہلوی کی طرح وہ دیدہ دہن بد  
 زبان کہ جو جی میں آیا کہہ دیا نہ بزرگوں کا خیال نہ بڑوں کا ادب بلکہ متبع سنت حامی ملت دینی  
 عالم و ملت الانبیاء رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دین کے سچے ناشر کو جیسا ہونا چاہئے  
 ان تمام خوبیوں کے جامع تھے اسی لیے دہا بیہ ادن سے خوش تھیں مگر صاف طور پر ادن کو  
 بُرا بھی نہیں کہہ سکتے کہ مولوی اسماعیل صاحب کے چچا۔ استاد۔ دادا پیر تھے نہ ادن کے  
 نسب پر طعن کرتے بنتی نہ علم پر نہ مرتبہ ولایت پر لا جرم دل ہی دل میں کڑھتے اور موقع بہ موقع  
 گول مول شادیا کرتے ہیں تذکرۃ الرشید جلد ۲ ص ۲۴۱ ایک دن مولانا ولایت حسین صاحب نے  
 دریافت کیا اس کی کیا وجہ ہے کہ شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو سب لوگ اچھا کہتے ہیں اور  
 کہتے ہیں مگر اسی خاندان کے دوسرے حضرات کو برا کہتے ہیں حضرت امام ربانی نے ارشاد  
 فرمایا میں کہوں گا تو تمہیں بھی بُری لگے گی اور مجھے بھی اتنی یہ ہے کہ شاہ دلی اللہ صاحب رحمۃ

علیہ پر بعض لوگوں کے اعتراضات تھے شاہ عبدالعزیز صاحب ادن کو رفع کرنا چاہتے تھے۔ اس  
 وجہ سے کہ بات لگا کر کہتے تھے ایک مرتبہ شاہ صاحب سے دعوت کے بعد کسی شخص نے پوچھا حضرت  
 بڑے پیر صاحب کا درجہ پڑھنا کیسا ہے شاہ صاحب نے فرمایا جہلی حدیث میں تو کہیں نہیں  
 آیا ہے ہاں فعل مشائخ ہے میرے محبوب علی صاحب دہاں موجود تھے کہنے لگے سائل حدیث اور فعل  
 مشائخ کو نہیں پوچھتا تو یہ از عدم ہوا تو دریافت کرتا ہے شاہ صاحب نے پھر وہی فرمایا اس پر  
 محبوب علی صاحب نے کہا صاف فرمائیے جائز ہے یا ناجائز تب تو سائل بھی کہنے لگا جی ہاں میری  
 غرض یہی ہے شاہ عبدالعزیز صاحب نے میرے محبوب علی کو ڈانٹ کر کہا تو مجھے لوگوں سے گایاں نہونی  
 چاہتا ہے ایک مرتبہ ماہل کا مسئلہ کھاتا تو اب تک گایاں سن رہا ہوں اس وقت میرے محبوب علی  
 صاحب نے مسائل سے کہا سن و حضرت اس نماز کو ناجائز فرماتے ہیں مگر گالیوں کی ڈور سے  
 صاف جواب نہیں دیتے اس قصہ کے بعد نام رہا تو نے فرمایا کہ بات لگا کر کہنے سے کوئی نفع  
 نہیں ہوتا بری بات چھوٹی نہیں شاہ الحق اور مولوی اسماعیل صاحب ان سب حضرات کا ایک  
 ہی مشرب تھا۔ مگر شاہ الحق صاحب نے شقوق نکال کر کہا کچھ فائدہ ذیہ ابو لوی اسماعیل صاحب  
 نے صاف منع کیا پھر سے ان گئے اپنے آپ نے دیکھا کیسے منہ میں شاہ عبدالعزیز صاحب  
 کو بنا لیا ہے ابتدا میں کہا کہ وہ بات لگا کر کہا کرتے تھے اخیر میں کہا بات لگا کر کہنے سے کوئی  
 نفع نہیں ہوتا عرض یہ کہ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کے علم و فتویٰ سے کچھ نفع نہیں ہوا (شاید  
 اس لیے کہ وہ مولوی اسماعیل دہلوی کی طرح بات بات پر لوگوں کو مشرک نہیں کہا کرتے تھے )  
 پھر حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب قدس سرہ کے متعلق یہ خیال کہ وہ گالیوں کے ڈور  
 سے حق چھپاتے تھے اور صاف نہیں کہتے تھے کس درجہ ادنیٰ کی گئی تو جین ہے اور ماہل کے  
 مسئلہ کو ثبوت میں پیش کرنا اولیٰ آیتیں گلے میں ڈالنا ہے اس لیے کہ حضرت مولانا شاہ  
 عبدالعزیز صاحب کا مسلک ماہل میں بھی الحق کے مطابق و موافق ہے جیسا کہ رسالہ  
 حمدۃ النصارا غنی مسئلۃ الذمات سے واضح تو اس بارے میں اگر گایاں دی ہوں گی  
 تو دبا بیہ مولوی اسماعیل کے متبعین ہی نے دی ہوں گی۔ پھر میرے محبوب علی صاحب کا یہ کہنا کہ  
 حضرت نماز کو ناجائز سمجھتے ہیں مگر گالیوں کے ڈور سے صاف جواب نہیں کہتے عجیب روش تھی



ہے بلکہ اگر یہ واقعہ واقعی حق ہے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ میرے نزدیک یہ نماز جائز ہے فعل  
 مشائخ سے ثابت ہے حدیث میں اس کا حکم نہیں تو مخالفت بھی نہیں لیکن صراحتہ جواز کا فتویٰ  
 دلوں تو دہائی حضرات گالیاں دینی شروع کر دیں گے جس طرح دما اہل کے مسئلہ میں رسالہ لکھا  
 تو ان لوگوں نے گالیاں دیں حالانکہ یہ ہی جناب شاہ عید العزیز صاحب کی تفسیر کے لیے  
 گڑھا وہ حق کہنے میں کبھی لومہ لائیم کی پودا نہ کرتے تھے جو بات حق ہوتی اس کو بیان  
 فرماتے اور اگر تفصیل طلب ہوتی تو تفصیل کے ساتھ بیان فرماتے تھے اگر عالمیوں کے ذریعے  
 حق چھپانے والے ہوتے تو اتنی بڑی ضخیم کتاب تھوڑا سا عشریہ تحریر فرماتے بات نکال کر  
 کہنے کی ادبیں ضرورت کیا تھی اس مسئلہ میں بھی صاف فرمایا کہ حدیث سے ثابت نہیں اس  
 لیے تم اپنے کو اگر اہل حدیث سمجھتے ہو اور جو بات حدیث سے ثابت ہو صرف وہی کرتا  
 چاہتے ہو تو تم مست بڑھو اعمال مشائخ سے ثابت ہے جو سنی حضرات مشائخ کے لئے لائے  
 ہیں اور ان کو چاہئے کہ بڑھیں کس قدر صاف اور سیدھی بات تفصیل کے ساتھ جواب ہے  
 اس کو برے لفظوں سے تعبیر کیا اور بات نکال کر جواب دینا تباہی بات دی ہے کہ شاہ عبد العزیز  
 صاحب شرک فروش شرک گرنے تھے اس لئے باوجود اساتذہ الائمہ ہونے کے ان پر بھی  
 چوٹ کر رہی دی اور ان کو کتمان حق کرنے والا ملامت فی السین وغیرہ بنا دیا نا خدا خدا  
 الیہ راجعون ۵

۵۱ جناب مفتی صد الدین صاحب مولوی عبد الغنی صاحب و حضرت شاہ احمد مدنی صاحب  
 یہ تین حضرات مولوی لنگو ہی صاحب کے استاد تھے لیکن مولوی عبد الغنی صاحب کے لیے  
 خیالات ان دونوں حضرات کے نہ تھے اس لیے ان دونوں کو طرح طرح سے بنایا ہے  
 ایک واقعہ لکھا ہے حضرت مولانا رشید احمد اول ص ۲۱ اس زمانہ میں دہلی کے امیر مولود کے  
 بڑے بھگٹے بڑے تھے انہیں دونوں جناب مفتی صد الدین صاحب مرحوم ایک معنوں پر تیار  
 قیام کا لکھ کر شاہ احمد سعید صاحب کی خدمت میں لئے اور بڑھ کر سنایا شاہ صاحب نے  
 فرمایا ہاں ٹھیک ہے اتفاق سے جلسہ میں شاہ عبد الغنی صاحب بھی موجود تھے مفتی صاحب  
 ان کی طرف مخاطب ہوئے گویا ان سے بھی داد لینا چاہتے تھے تب شاہ عبد الغنی صاحب نے

فرمایا کہ ابن باتوں کو کون منہ کر رہا ہے کہ ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر نہیں جائز ہے لہذا  
 تو اس پہلے کہ قیام سے تعظیم و نظر ہے تو پھر اس کی کیا وجہ کہ فقط ذکر ولادت شریف کے وقت  
 قیام ہو اور وقت نہ ہو بلکہ ذکر ولادت شریف بھی اگر مجلس مولود کے علاوہ دوسری جگہ ہو تو کوئی  
 کھڑا نہ ہو آپ ابن باتوں کی دلیل لکھیں جن کا انکار ہے اس تقریر پر شاہ احمد سعید صاحب نے  
 بھی فرمایا کہ ہاں ٹھیک تو کہتے ہیں آخر مفتی صاحب ہکا بیکار مٹھے اور اپنی تحریر لے کر چلے  
 گئے اس کے بعد مولانا نے فرمایا میں و دون صاحبوں شاہ احمد سعید صاحب اور مفتی صاحب کا  
 شاگرد ہوں مفتی صاحب نے اس تحریر کو دیا بند کر کے رکھا کہ ہر کبھی خلافت کیا اس واقعہ میں  
 مفتی عبداللہ صاحب کے ساتھ شاہ احمد سعید صاحب کو بھی نے ڈالا کہ ادن کی بات کا کوئی  
 وزن نہ تھا ادن کی تصدیق کی کوئی دقت نہ تھی پہلے مفتی صاحب کے فتویٰ کی تصدیق کی پھر  
 شاہ عبداللہ صاحب کی بات کو ٹھیک کہا حالانکہ یہ سب بالکل گپ اور غلطی پالیے سے گری ہوئی بات  
 ہے اس لئے کہ جب قیام سے انکار نہیں تو اعتراض اس پر کرتا چاہئے کہ اول وقت کیوں نہیں  
 کرتے ہیں نہ کہ اس وقت خاص میں کہنے پر کیا کوئی جائز مباح مقبہ کام اگر کسی وقت کریں اور  
 دوسرے وقت نہ کریں تو ذکر کرنے پر اعتراض ہوتا چاہئے نہ کہ کرنے پر اور جب کرنے پر اعتراض  
 ہے تو معلوم ہوا کہ اس کو جائز سمجھنے کا دعویٰ زبانی ہے اس کو اس طرح خیال کرنا چاہئے کہ کوئی  
 شخص خلافت فجر کی نماز پڑھا کرے اور وقت کی نہ پڑھے تو اس کو یوں کہنا چاہئے کہ اور  
 وقتوں کی نماز کیوں نہیں پڑھتے ہو نہ کہ تم فجر کی نماز کیوں پڑھتے ہو یہی شاہ عبداللہ صاحب  
 کا پہلا اعتراض تھا جس کو سن کر بقول ان کے مفتی صاحب ہکا بیکار مٹھے نیز تھام ملنے  
 کرام و صوفیائے عظام جو قیام و وقت ذکر ولادت باسعادت کو مستحسن سمجھتے ہیں وہ ان ٹکٹوں ہی صاحب  
 یا ان کے استاد شاہ عبداللہ صاحب اتنا ہی علم نہیں رکھتے ہیں اگر ہے یہ کہ عیب کرنے  
 کو بھی منہ چاہئے اب میں بعض علمائے کرام کے اسماء کرام لکھتا ہوں جو قیام میلاد شریف کو مستحسن  
 فرماتے ہیں تاکہ عام لوگوں پر ان حضرات کی حقیقت کھل جائے۔ (۱) علامہ علی بن برہان الدین  
 معلی صاحب سیرت مبارکہ انسان العیون۔ (۲) علامہ مفتی الدین سبکی (۳) علامہ سید جعفر ربیع  
 صاحب رسالہ عقد الجہر دس مولانا رفیع الدین صاحب تاریخ الحرمین (۴) فاضل اجل جعفر بن



اسماعیل علوی مدنی صاحب الکواکب الازہری علی فقہ الجوزہ (۱۹) فقہ محدث مفتی ابن حسن دہلوی صاحب سالہ  
 اثبات القیام جنہوں نے تصریح فرمائی قد اجتمعت الامۃ المحدثہ من اہل السنۃ و  
 الجماعة علی استحقاق القیام المقدس و قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا تجتمع امتی علی غلطۃ  
 یعنی بیشک امت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اہلسنت و جماعت کا اجتماع و اتفاق  
 ہے کہ یہ قیام ستمن ہے اور بیشک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں میری امت گمراہی پر جمع نہیں  
 ہوتی (۷) علامہ مد القی رحمہ اللہ (۸) علامہ ابو زید مصنف رسالہ میلاد (۹) حضرت زین المحرمین اکرم  
 مولانا سید احمد بن زین و علان کی مصنف کتاب مستطاب الدر السنیۃ الروایۃ (۱۰) علامہ جمال  
 بن عبد اللہ بن عمر کی مفتی حنفیہ مکہ معظمہ (۱۱) علامہ ابن ابی مصنف حورہ انطمان (۱۲) مولانا جمال عمر -  
 (۱۳) مولانا صدیق بن عبد الرحمن کمال (۱۴) مولانا محمد بن محمد کتبی کی - (۱۵) مولانا حسین بن ابوالاسیم کی مالکی  
 (۱۶) مولانا محمد بن یحییٰ حنبلی مفتی خاں (۱۷) مولانا عبد اللہ بن محمد مفتی حنفیہ (۱۸) سراج العلماء مولانا  
 عبد اللہ سراج کی مفتی حنفیہ (۱۹) مولانا عمر بن ابی بکر شافعی (۲۰) مولانا محمد بن حسین کتبی حنفی (۲۱) مولانا  
 محمد بن محمد عرب شافعی (۲۲) مولانا عبد الکریم بن عبد الحکیم حنفی مدنی (۲۳) مولانا عبد الجبار حنبلی بصری  
 نزہل مدینہ منورہ (۲۴) مولانا ابوالاسیم بن محمد خیار حسینی شافعی مدنی (۲۵) مولانا ناصر بن علی بن احمد -  
 (۲۶) مولانا عباس بن جعفر بن صدیق (۲۷) مولانا احمد فلاح (۲۸) مولانا محمد بن سلیم (۲۹) مولانا  
 محمد مجلس (۳۰) مولانا محمد صالح (۳۱) مولانا یحییٰ بن کرم (۳۲) مولانا علی شامی (۳۳) مولانا علی بن  
 عبد اللہ (۳۴) مولانا علی طحان (۳۵) مولانا محمد بن داؤد بن عبد الرحمن (۳۶) مولانا محمد بن عبد اللہ  
 (۳۷) مولانا احمد بن محمد خلیل (۳۸) مولانا عبد الرحمن بن علی حضرمی ابن تمام ملکی حبارت بن جن کو دیکھیں  
 اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجددات حاضرہ مؤید ملت طاہرہ فاضل بریلوی قدس سرہ کا رسالہ مبارکہ  
 اقامۃ القیامہ علی طاعن القیام لنبی قادمہ مطالعہ کر کے اس کے علاوہ علمائے مدینہ منورہ نے  
 استحباب و استحسان قیام وقت ذکر و تلاوت شریف کے بارے میں فتویٰ دیا جس پر قس علمائے  
 کرام کی مہر میں ہیں نیز علمائے مکہ معظمہ نے بھی میلاد و قیام کے استحباب کا فتویٰ دیا جس میں  
 فرمایا فالمتکثر منہا معتاد بداعیۃ سنۃ مذمومۃ لا تکالیف علی شیء حسن عند اللہ  
 معتاد المسند یعنی قیام کو عجلہ رسالہ مبارکہ رحمت سرور عالم کے بعد سے مستحب و معتاد

اوس نے ایسی چیز کا انکار کیا جو خداوند ملاؤں کے نزدیک نیک تھی اس پر بتالیس علمائے  
کرام کی موافقت و تصدیقات ہیں ان کے علاوہ رسالہ غایت المرام میں علمائے ہند کے بھی عجیبے ہیں  
جن پر وہ پاس سے نہ اندھ مہر دوں گے اب منصف انصاف کرے آیا اس قدر علمائے مکہ معظمہ  
مدینہ منورہ۔ جندہ۔ حیدرہ۔ روم۔ دہلی۔ مشرق و دیار میں دریدہ بصرہ و حضور مہربان  
و عیش۔ ہندو۔ دہلی۔ کرد و افغانستان۔ اندلس و ہند کا اتفاق قابل قبول ارباب عقول ہے  
یا چند دہائیہ ہند مذہب اور ان کے بھجوال مولویوں کا قول بلا دلیل۔ کہ یہ کہ وقت ذکر  
طاعت شریف کے کیوں قیام ہوتا ہے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت فرماتے ہیں اس کی وجہ نہایت  
روشن اولا صد سال سے علماء کرام و بلاد دارالاسلام میں یوہن معمول ثانیاً ائمہ دین تصریح  
فرماتے ہیں کہ ذکر پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم مثل ذات اقدس کے  
ہے اور حضور تعظیم سے ایک صورت قیام بھی ہے اور یہ صورت وقت قدم معظم بحال الائی باقی  
ہے اور ذکر ولادت حضور سید العظیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عالم دنیا میں تشریف لے دی  
کا ذکر ہے تو یہ تعظیم اسی ذکر کے ساتھ مناسب ہوئی واللہ اعلم۔

(۶) پھر اسی کتاب کے صفحہ ۲ پر مفتی صدر الدین صاحب سے لٹنے اور ادن کی دعوت  
کرنے کا حال لکھا کہ ان باتوں کے بعد نہایت محبت سے فرمانے لگے میاں رشید یہ بھی ہو سکتا  
ہے کہ ہم اور تم کھانا ایک جگہ کھا دیں حضرت مولانا نے مناسب طرز پر جواب دیا اور آخر مفتی  
صاحب کے اصرار سے کھانا اقلیٰ تامل فرمایا مفتی صاحب نے فرمایا میاں رشید تم ہی اچھے ہو کہ  
تارک دنیا ہو گئے ہمارے تو کوری جائز نہیں مگر ہم خوب سمجھتے تھے کہ جائز نہیں ہے مگر بعد علم اس کو جائز  
کہتے تھے واللہ اللہ منہا افترا کسی آدمی پر کرے تو ایسا ہی جیتا افترا جس میں ایک لفظ بھی صحیح نہ ہو  
کیاں حضرت مفتی صاحب صدر الصدقات کہاں یہ میاں رشید شاگرد رشید اللہ ان سے بجا حجت  
سے یہ فرمایا کہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہم تم کھانا ایک جگہ کھائیں گپ کی بھی حد ہو گئی مفتی صاحب کا  
فرمانا ان کے بے کافی تھا کہ کل تم میرے یہاں کھانا کھانا اللہ ان کی سعادت دندی تھی اوس کو  
قبول کرنا دوسری گپ جناب مفتی صاحب کا یہ فرمانا کہ تم ہی اچھے ہے کہ تارک الدنیا ہو گئے ہو کھانا



انہوں نے دنیا کلمہ کا قدیم پیری مریدی قرار دیا تھا مریدوں کے نذر و بدلہ سے دنیا چلتی تھی تاکہ دنیا  
 ہونے کی بھی خوب رہی مجھے یاد آتا ہے کہ جب ۱۳۲۳ھ گنگو بھی صاحب کا انتقال ہوا تو ایک  
 شخص نے جو غالباً مرید دہشتہ متفقہ فرد تھے فخریہ بیان کیا تھا کہ حضرت کے یہاں نہ دھن نہ نقد  
 کی اس قدر کثرت تھی کہ جب آدن کا انتقال ہوا تو بائیس سو سے زیادہ گھڑیاں تھیں۔ جو  
 لوگوں نے نہ دھن نہ نقدیں ادا انتقال سے بھڑکے ہی دونوں کے بعد آدن کے صاحبزادہ نے  
 اعلان کیا تھا کہ اگر سرسبز کی جائداد ایک جانی کہیں فروخت ہوتی ہو تو میں لوں گا اور پھر تیار کیا  
 تھے اور جناب مفتی صاحب معاذ اللہ دنیا دار جن کو حلال حرام کی بھی تمیز نہ تھی بلکہ جاں بوجھ کر  
 حرام کو حلال جانتے حلال کہتے تھے۔

(۷) اسی کتاب کے مؤلف پر شاہ عبدالغنی صاحب کی تعریف کر کے مفتی صدر الدین صاحب  
 کو اس طرح بتایا ہے: "حضرت شاہ صاحب کے احتیاط و تقویٰ کا یہ حال تھا کہ ایک مفتی صدر الدین  
 صاحب نے ایک کتاب شاہ صاحب کے یہاں سے منگوائی اور چونکہ اس کتاب کی جلد پہنکی  
 کے باعث خراب ہو گئی تھی اس لیے مفتی صدر الدین صاحب نے اس کی نئی جلد بندھا کر شاہ  
 صاحب کے پاس اس کتاب کو واپس کیا اور لے جانے والے سے کہہ دیا کہ شاہ صاحب  
 سے عرض کر دینا کہ موردی دکانوں کے کرایے سے جلد بندی کی اجرت دی گئی ہے تنخواہ سے  
 نہیں دی گئی (مفتی صدر الدین صاحب سرکاری ملازم لیجندہ صدر الصدور مامور تھے اور  
 اس کی تنخواہ نقد سے ناجائز ہے) اس وقت تو شاہ عبدالغنی صاحب نے کتاب رکھ لی مگر  
 دن جلد توڑ کر علیحدہ کر دی "کیوں جناب یہ کہاں کی فقہ دانی و دیانت ہے فقہ کا کونسا جرح  
 ہے جس سے سرکاری نوکری حرام ہے اور اس کی تنخواہ ناجائز اور اگر بالفرض یوہیں بھی تو  
 جناب مفتی صاحب نے کہہ دیا صحیح تھا کہ موردی دکانوں کے کرایے سے جلد بندی کی اجرت  
 دی گئی ہے اس کے ماننے میں شاہ صاحب کو کیا عذر تھا اور ان کی تکذیب کی کیا وجہ  
 کیا جو شخص سرکاری ملازم ہو اس کی موردی چیزیں ناجائز و حرام ہو جاتی ہیں علاوہ بریں  
 جلد توڑ کر امتاعت مال یہ کہاں کا مسئلہ ہے بہت احتیاط تھی تو اس کی اجرت اپنے پاس

کے شیخ الہند کے والد ماجد مولوی ذوالفقار علی صاحب بھی آسرا کی ملازم تھے اور ان کی تنخواہ بھی  
سے شیخ الہند اور والدین کے اعزہ کا گوشت پوست پلا جائز تھی یا حرام مہربانی کو کے مولوی شیخ الہی  
صاحب اس پر روشنی ڈالیں گے۔

(۸) اسی صفحہ پر ایک اور واقعہ لکھا ایک دن حضرت مولانا مفتی عبدالرحیم صاحب کا  
تذکرہ فرمایا کہ مرض الموت میں جب مفتی صاحب پر فاجہ گرا تو خوف الہی اس قضا غالب ہوا کہ  
براہر دیا کرتے تھے اور جب کوئی شخص عیادت کے لیے پاس جاتا تو فرمایا کرتے تھے کہ بھائی  
تمام عمر میری حرام خوردی میں گزری اگرچہ میں علم کے درجے لوگوں کو منادیتا تھا بھلا پھر نکات  
کی صورت کہاں یہ الفاظ فرماتے اور بے اختیار دیا کرتے اھ صدہ الصدور کی نوکری نہ فقہ  
کے دوسے ناجائز نہ ہرگز جناب مفتی عبدالرحیم صاحب نے یہ فرمایا ہو گا کہ تمام عمر میری حرام  
میں گزری میں علم کے درجے لوگوں کو منادیتا تھا معاذ اللہ معاذ اللہ ایک عالم دین ایسا کہے۔  
جان بوجھ کر دید و دانستہ ناجائز حرام کمائی کلمے ال خوف الہی سے رقا یہ دن کے مرتبہ  
علیا کی دلیل ہے جن کے سبب ہیں سوا اعلان کو سوا مشکل ہے

کا مضمون ہے جناب مفتی صاحب کا جو مرتبہ تھا اس مرتبہ کے لحاظ سے فتویٰ کے اعتبار  
سے تقویٰ کا خیال زیادہ ہو گا اور بات بات میں خوف و خشیت الہی کا لحاظ رکھتے ہوں مگر یہ  
نا ممکن ہے کہ حرام جان کر پھر بھی اس کو کرے ہوں مگر جناب مفتی عبدالرحیم صاحب متناہد  
علیہ سنی صحیح العقیدہ تھے میلاد شریف وغیرہ کو جائز جانتے تھے مولوی اسماعیل دہلوی کا رد کیا  
تھا اس لیے دن کی توہین و بوج کی جا رہی ہے۔ (الاعتقاد اللہ علی الظالمین)۔

۹۱ حضرت شاہ احمد سعید صاحب سے مولوی رشید احمد صاحب کو شرف تلمذ تھا لیکن  
چونکہ شاہ صاحب بھی سنی صحیح العقیدہ تھے اور مولوی اسحق صاحب دہلوی کی کتاب کا حجت  
لکھا تھا اس لئے مولوی صاحب نے دن کی بھی بھوک ڈالی کہ میں ہے ایک مرتبہ مولوی  
دلائی علی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت شاہ احمد سعید صاحب نے مانع مسائل مولانا اسحق  
صاحب کا رد کیا ہے اور وہ چھپ بھی گیا ہے۔ اس پر حضرت نے فرمایا کہ شاہ صاحب



سے ان کو خلافت ہو مگر یہ کہ سب سے خلافت ہو اور مدد لکھیں سمجھ میں نہیں آتا نہ مسائل کا جواب  
 ادوں کی تصنیف سے موجود پھر اس میں سمجھ میں نہ آنے کی کیا بات ہے اور رد کرنے کے  
 لیے سب مسئلے سے خلافت ہو نا گیا مگر وہ آپ نے انوار ساطعہ کا رد براہین قاطعہ لکھا اور  
 اپنے شاگرد مولوی ظلیل احمد صاحب کے نام سے چھپوایا تو کیا آپ کو اس کے سب مضامین  
 سے اختلاف تھا غرض اس کے بعد شاہ صاحب کے دو تین واقعے البتہ کے بیان کیے  
 جن کو لفظ استغراق سے چھپایا ہے استغراق اور شے ہے حماقت چیزے دیگرے لکھتے  
 ہیں کہ استغراق کا یہ حال تھا کہ ایک شخص ماشاء اللہ داڑھی منڈھا آدمی ہمیشہ سے ادوں کے  
 ساتھ رہا ادوں کی مجلس میں حاضر ہوا کرتا تھا مگر داڑھی منڈی رکھتا تھا کسی شخص نے حضرت  
 شاہ صاحب سے عرض کیا کہ ماشاء اللہ داڑھی منڈھا ہے اور برابر آپ کی مجلس میں آیا کرتا  
 ہے شاہ صاحب نے تعجب سے فرمایا کہ اچھا وہ ایسا کرتے ہیں اب آئیں گے تو منہ کروں گا مولوی  
 دیر کے بعد خان صاحب جو حاضر ہوئے تو شاہ صاحب نے ادوں سے پوچھا کہ کیا خان صاحب تم داڑھی  
 منڈھاتے ہو خان صاحب نے جواب دیا کہ حضرت ابھی میری داڑھی نکلی کہاں ہے شاہ صاحب کو فوراً  
 یقین آگیا اور فرمایا ہاں سچ ہے اور شکایت کرنے والوں سے کہا کہ میں ابھی ادوں کی داڑھی نکلی  
 کہاں ہے مولوی کا نام استغراق ہے تو مولوی رشید احمد صاحب کا استغراق جناب شاہ احمد صاحب سے  
 بڑھا ہوا ہے اس لیے کہ مغل کہ ایک صوفی صافی دوسرے کے جواب کی طرف خیال نہ کرے اور ایک مسلمان کو  
 سہا جان کر بڑے شخص کے کہنے پر یقین کرے کہ اس کی داڑھی نہیں نکلی ہے اس لیے کہ جس کے مزاج میں ہوش  
 غالب ہے تو بے ادوں کی داڑھی عام ہر دوں کھلیج نہیں نکلتی ہے لیکن مولوی رشید احمد صاحب کا یہ استغراق بہت بڑھا  
 ہوا ہے کہ مولوی صاحب جناب شاہ احمد سعید صاحب کے شاگرد ہیں لیکن استغراق کی وجہ سے  
 کچھ خبر نہیں کہ شاہ صاحب نے مولوی باطن صاحب کے مسائل کا جواب لکھایا مسائل العین  
 کا رد کیا ہے نیز یہ ذیل استغراق ہے کہ مسائل صاحب کہہ رہے ہیں کہ وہ مدد چھپ گیا ہے پھر  
 بھی آپ فرماتے ہیں کہ شاہ صاحب سے بعید معلوم ہوتا ہے۔ اور یہ استغراق بالائے استغراق  
 ہے کہ روئے کے معنی یہ ہیں کہ پوری کتاب کا جواب لکھا جائے اور کیا جائے یوں تو حضرت یزید علی  
 علیہ السلام و افضل رسول صاحب نے بھی بار بار مسائل کا جواب نہیں تحریر فرمایا ہو گا۔ اس لیے کہ

ماتہ المسائل میں جو مسائل ملک حق کے خلاف ہیں تصحیح المسائل میں یاد نہیں کیا تو جواب لکھا ہے ذکر ایک ایک کر کے تمام مسائل کا اوردی مولوی ولایت حسین صاحب دیواری شاگرد مولوی رشید احمد صاحب کا بھی استفراق میں استفراق بھی کچھ کم تہیں حضرت شاہ احمد سعید صاحب نے ماتہ مسائل کا جواب کہاں اور کب لکھا ہے اوردی کس مصلح میں چھپا ہے شاہ صاحب نے مسائل اربعین کا رد لکھا ماتہ مسائل کا رد جناب مولانا فضل رسول صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے مگر ہے یہ کہ حق میں فائدہ تمام اقبالیت۔

۱۱۱ ادبی غصہ کے صلیب پر ہے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا شاہ احمد سعید صاحب کے یہاں جیسا کہ صوفیوں کا حال ہے کبھی یہی سب طرح کی باقی بقیہ ادبی کے صلیب پر ہے شاہ احمد سعید صاحب تو کسی کو رنجیدہ کرنا جانتے ہی نہ تھے جو کسی نے کہا ہاں "سو اگر کسی نے کچھ لکھ کر پیش کر دیا ہو ادب آپ کا نام اوس پر درج کرنے کو کہا ہو اصحاب نے ہاں کر لیا ہو اور پھر تحریر حضرت کے نام سے مشہور کر دی گئی ہو تو عجب نہیں انا للہ وانا الیہ راجعون استاد کی تہلیل و تحقیق کی حد ہو گئی ادبی صلیب پر ہے شاہ احمد سعید صاحب پر ایک طالت کا غلبہ تھا جس میں شاہ صاحب مندو تھے حق ظن دلہا ہی مروت اور سب سے زیادہ استفراق و تحمیت اس درجہ بڑھی ہوئی تھی کہ مبتدعین کو بھی فی الجملہ اپنی کار براری کا موقع مل جاتا "تاثرین انصاف فرمائیں کہ ایک عالم متقی پاکباز صوفی شرعی ذمہ دار شخص کی کیا یہ دافعی تعریف ہے یا سنی صحیح العقیدہ راہ دہا بیہ ہونے کی وجہ سے ہجو مصلح۔ تو جب ان سعادت مندوں کی زبان و قلم سے ان کے سنی اساتذہ بھی محفوظ نہ رہے تو ایک معاصر اور وہ بھی شیر بیشہ حق و دیانت جو ہمیشہ ان کی اصلاح کے درپے ان کی غلطیوں کو درست کرتا۔ باہر ان کی کتابوں مسئلوں کا دندان شکن جواب تحریر کرتا رہا تو جس برداشت پسند اور خاموش ہو رہنے کے سوا مرتے دم تک کسی تحریر کے جواب دینے کی ہمت نہ پڑی ہو اوس کے خلاف وہ اور ان کی ذریات جس درجہ دیدہ دہنی بد زبان کر رہا بہت قصور ہے مگر یقین کرنا چاہیے کہ قیامت کے دن ان چھوٹوں کا پردہ چاک ہو گا اور اپنے کیے کی سزا پائیں گے اللہ لعنہ اللہ علی المظلمین اللہ لعنہ اللہ علی الکفارین



خیر ان لوگوں کی ہرزہ سراہیوں ٹاڑ خانوں کا کہاں تک ذکر کیا جائے اب فقیر اس بحث کو اس پر  
چھوڑ کر اصل مقصد و عنوان یعنی اخلاق کریمہ پر ملاحظہ فرماتے ہیں کہ ایک کمسن صاحب زادے نہایت ہی

بنیاد میں ملا بلی صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ ایک کمسن صاحب زادے نہایت ہی  
ہلے تکلفانہ انداز میں سب لوگوں کے ساتھ حاضر خدمت ہونے اور عرض کی میری بوا یعنی  
خالہ نے تمہاری دعوت کی ہے کل صبح کو بلایا ہے حضور نے ادن سے دریافت فرمایا  
مجھے دعوت میں کیا کھائے گا اوس بہ ادن صاحب زادے نے اپنے کونے کا دامن جو دھن  
بائوں سے پکڑے ہوئے تھے بھلا دیا جس میں ماش کی دال اور دو چار مرچیں پڑی ہوئی تھیں  
کہنے لگے دیکھئے تائیہ دال لایا ہوں حضور نے ادن کے سر پر دست شفقت پھیرتے ہوئے  
فرمایا اچھا میں اور یہ حاجی کفایت اندر صاحب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کل دس بجے  
دن کے آئیں گے اور حاجی صاحب سے فرمایا مکان کا پتہ دریافت کر لیجئے عرض صاحب زادے  
مکان کا پتہ بتا کر خوش خوش چلے گئے یہ ہے حدیث شریفہ لودعیت الیٰ کرباع لاحتبہ  
کی تعمیل دوسرے دن وقت معین پر حضور عسلے مبارک ہاتھ میں لیے ہوئے باہر تشریف  
لائے اور حاجی صاحب سے فرمایا چلیے ادھوں نے عرض کیا کہاں فرمایا ادن صاحب زادے  
کہہ ہاں دعوت کا وعدہ جو کیا ہے آپ کو مکان کا پتہ معلوم ہو گیا ہے۔ انہیں عرض کیا ہاں  
حضور کو کپورس ہے اور ساتھ ہو لیے جس وقت مکان پر پہنچے تو وہ صاحب زادے دروازہ  
پر کھڑے انتظار میں تھے۔ حضور کو دیکھتے ہی بھلا گئے ہوئے یہ کہتے ہوئے۔ اسے بوا  
مولوی صاحب آگئے اندر مکان کے چلے گئے دروازہ میں ایک چھپر بڑا تھا وہاں کھڑے  
ہو کر حضور انتظار فرماتے تھے کچھ دیر بعد ایک بوسیدہ چٹائی آئی اور دھلیاں موٹی موٹی باجرہ  
کی دھیاں اور مٹی کی رکابی میں دہی ماش کی دال جس میں مرچوں کے ٹکڑے پڑے ہوئے تھے  
لا کر رکھ دی اور کہنے لگے لو کھاؤ حضور نے فرمایا بہت اچھا کھانا ہوں ہاتھ دھونے کے  
پے پانی لے آئیے اور مردہ صاحب زادے پانی لانے کو گئے اور اور حاجی صاحب نے کہا  
کہ حضور یہ مکان فقارچی کا ہے حضور یہ سن کر کبیدہ خاطر ہوئے اور طنزاً فرمایا ابھی کیوں  
کہا کھانا کھانے کے بعد کہا ہوتا اتنے میں وہ صاحب زادے پانی لے کر آگئے حضور نے دریافت

فرمایا آپ کے والد صاحب کہاں ہیں اور کیا کام کرتے ہیں دسواڑہ کے پردے میں سے اول صاحبزادہ کی والدہ صاحبہ نے حرم کیا حضور میرے شوہر کا انتقال ہو گیا وہ کسی زمانہ میں فوت ہو جاتے تھے اداس کے بعد تو بہ کر لی تھی اب صرف یہ لڑکھائے جو راج مزدور دل کے ساتھ مزدوری کرتا ہے حضور نے الحمد للہ کہا اور دعائے خیر و برکت فرمائی حاجی صاحب نے حضور کے ہاتھ دھوا لئے اور خود ہاتھ دھو کر شریک طعام ہو گئے گردل ہی دل میں حاجی صاحب کے یہ خیال گشت کر رہا تھا کہ حضور کو کھانے میں ہیبت احتیاط ہے غذا میں سوچی کالکٹ استعمال ہے یہ روٹی اوروہ بھی باجی کی اور اس پر ماش کی دال کس طرح تبادل فرمائیں گے۔ مگر قربان اس اخلاق اور لہاری کے کہ میزبان کی خوشی کے لیے خوب سیر ہو کر کھایا حاجی صاحب فرماتے تھے کہ میں جب تک کھاتا رہا حضور بھی برابر تبادل فرماتے رہے وہاں سے دالسی میں پلوئیں کی چوکی کے قریب حاجی صاحب کے شبہ کو رفع فرمائے کے لیے ارشاد فرمایا اگر ایسی خلوص کی دعوت دے دو تو میں روزہ قبول کر دوں۔

جامع حالات فقیر ظفر الدین قادری رضوی عنقرہ المولیٰ القوی کہتا ہے کہ میرے قیام بریلی شریف کے زمانہ میں بھی ایک واقعہ اسی قسم کا پیش آیا تھا محلہ بانسندڑی کے قریب ایک صاحب اعلیٰ حضرت کو دعوت دے کر چلے گئے دوسرے دن گاڑی آئی اعلیٰ حضرت نے مجھ سے فرمایا بھائی آپ بھی چلیں گرمی کا زمانہ تھا اور بجا مغرب کا وقت مکان پر گاڑی پہنچی تو میزبان صاحب منتظر تھے باہر بیٹھنے کی کوئی جگہ نہ تھی اندر مکان کے تشریف لے گئے آنگن میں ایک چار پائی بھی ہوئی تھی اور اس پر دسی تھی چلتے وقت میں نے خیال کیا تھا کہ بلاؤ ضرور ہوگا۔ اب خود دیکھتا ہوں کہ ہاتھ دھو لانے کے بعد ایک ڈھلیا میں چند روٹیاں رکھی ہوئی ہیں اور قہیر غالباً کھانے کے گوشت کا تیار یہ دیکھ کر مجھ کو الجھن ہوئی نگاہ اوپر اٹھائی تو سامنے خن پوش مکان نظر پڑا سمجھا کہ آدمی غریب ہے اس لیے اس سے جو ہو سکا حاضر کیا لیکن ساتھ ساتھ خیال ہوتا تھا کہ اعلیٰ حضرت تو کھانے کا گوشت تناول نہیں فرماتے اگر شوربہ دار ہوتا تو شوربے ہی پر اکتفا فرماتے ہیں اسی خیال میں تھا کہ اعلیٰ حضرت نے فرمایا حدیث شریف میں ہے کہ یسما اللہ الذی لا یضرہم اسمہ شی فی الارض ولا فی السماء وهو السميع العليم۔ پڑھ کر مسلمان کچھ



کھاتے ہرگز فرار نہ کیا۔ میں سمجھ گیا کہ میرے شہ کا جواب ہے میرا زبان صاحب میرے ملاقاتی تھے۔ جب کھانے کے بعد میں ہاتھ دھوئے لگا تو اذان سے کہا کہ اس غربت کی حالت میں آپ کا اعلیٰ حضرت کے دعوت کی ضرورت ہی کیا تھی بولے کہ غربت ہی کی وجہ سے تو اعلیٰ حضرت کی دعوت کی تاکہ اعلیٰ حضرت کا قدم مبارک میرے یہاں پہنچے تاں تک جو کچھ ہو سکے حاضر خدمت کروں حضور کھاتے کے بعد دعا فرمائیں تو گھر کا دلزدہ دروہ اور خوشحالی آئے۔ اور برکات دین و دنیا حاصل ہوں۔

ذکاء اللہ خان صاحب کا بیان ہے کہ اعلیٰ حضرت ایک زمانہ میں حسن میاں دہلے مکان میں تشریف رکھتے تھے ایک روز شہر میں کسی جگہ حضرت کا تشریف لے جانا ہوا خادم ہمراہ گیا واپسی پر دوپہر کے کھانے کا وقت تھا فرمایا ذرا ٹھہریے مجھے کہہ کر مکان کے اندر تشریف لے گئے چند منٹ کے بعد کہا دیکھتا ہوں کہ حضرت میرے لیے سینی میں کھانا لے کر ہوئے تشریف لائے ہیں اور مجھ سے فرمایا کھلیے میں شرم اور ندامت کے ماتھے بہت نہیں کرتا تھا۔ آخر حضرت کا مراد کی وجہ سے کھانا دست مبارک سے لے لیا اور کھالیا۔

جناب سید ابوب علی صاحب کا بیان ہے کہ فقیر کا لا کا یعقوب علی عزت جیلانی میاں بیان کرتا ہے کہ اعلیٰ حضرت کی کچھ ملکی سی صورت یاد ہے ایک واقعہ میں مجرم کی حیثیت سے حضرت کے سامنے میں پیش کیا گیا تھا۔ کیونکہ والدہ میری ضدی اور شریر ہوئے کی وجہ سے بہت کم ساتھ لے جایا کرتی تھیں اوس دن والدہ اپنے ساتھ تھکے اور میری خالہ زاد بہن کو جو میری ہم عمر تھی لے گئی تھیں اوس کو میں بلا کہہ کر چڑایا کرتا تھا چنانچہ اوس دن بھی میں نے چڑایا اور شاید مارا بھی وہ شکایت لے کر حضرت قبلہ کے پاس گئی کہ دیکھئے حضرت جیلانی میاں نے مجھے مارا ہے حضرت نے جب سنا تو اول کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو گیا اور فرمایا بلا د جیلانی کو وہ مجھے کا اٹن کے پوتے جیلانی میاں نے یہ شرارت کی ہے چنانچہ مجھے حاضر کیا گیا اور میری بہن نے کہا کہ اس نے مجھے مارا ہے اس پر حضرت نے مسکرا کر پوچھا بھئی تم نے کیوں مارا میں نے کہا حضرت یہ جانتے ہیں لیے مارا ہے اور ہم دونوں اٹن کے ہاتھ سے ایک ایک نوالہ کھا کر بھاگ گئے اللہ اللہ مہمان کی کتنی خاطر داری ملحوظ ہے۔

جامع حالات فقیر ظفر الدین قادری رضوی غفرلہ المولانا القادی کہتا ہے کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کی عام غذار و فی مکی کے پے ہوئے آئے کی اور بکری کا قورہ تھا لگائے کا

گوشت تناول نہیں فرمایا کرتے تھے

لیکن ایک شخص نے حضور

کی دعوت کی وہ باصرہ لے گئے اعلیٰ حضرت فرماتے تھے ان دنوں جناب سید حبیب اللہ صاحب  
دشقی جیلانی فقیر کے یہاں مقیم تھے ان کی بھی دعوت تھی میرے ساتھ تشریف لے گئے  
وہاں دعوت کا یہ سال تھا کہ چند لوگ گائے کے کباب بنا رہے تھے اور حلوائی پوریوں۔ یہی  
کھانا تھا سید صاحب نے مجھ سے فرمایا کہ آپ گائے کے گوشت کے عادی نہیں ہیں اور یہاں  
اور کوئی چیز موجود نہیں ہے بہتر کہ صاحب خانہ سے کبد یا جلتے میں نے کہا میری عادت  
نہیں وہی پوریوں کباب کھانے اسی دن سوڑھوں میں درم ہو گیا اور اتنا بڑھا کہ حلق  
اور مونہہ بالکل بند ہو گیا شکل سے تھوڑا دودھ حلق سے اوقاتا تھا اور اسی پر گفتگو کرتا  
بالکل نہ کر سکتا تھا۔ یہاں تک کہ قراوت ستر یہ بھی میرے تھی سنتوں میں بھی کسی کی اقتدا کرتا  
اس وقت مذہب حنفی میں عدم حراز قرأت خلف الامام کا یہ نفیس خالہ مشاہدہ ہوا جو  
کچھ کسی سے کہتا ہوتا لکھدیتا بخار بیت شدید اور کان کے پیچھے مٹھال میرے منجھلے بجائی  
مرحوم ایک طبیب کو لائے ان دنوں بریلی میں مرض طاعون شدت تھا اور صاحب نے  
بنوہر کی حکمران سے اس کا رتبہ کہا یہ دی ہے وہی ہے یعنی طاعون میں بالکل کلام نہ کر سکتا  
تھا اس لیے انھیں جواب نہ دے سکا حالانکہ میں خوب جانتا تھا کہ یہ غلط کہہ رہے ہیں۔  
مجھے طاعون ہے اور نہ انشاء اللہ العزیز کبھی ہو گا۔ اس لیے کہ میں نے طاعون نہ وہ  
کو دیکھ کر بار بار دعا پڑھ لی ہے جسے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو  
شخص کسی بلا رسیدہ کو دیکھ کر یہ دعا پڑھے گا۔ اس بلا سے محفوظ رہے گا۔ وہ دعا یہ ہے  
الحمد لله الذي عافاني مما ابتلاك به وفضلني على كثير ممن خلق تفضيلاً  
جن جن امراض کے مریضوں جن جن بلاؤں کے مبتلاؤں کو دیکھ کر میں نے اسے پڑھا الحمد للہ  
تعالیٰ کج تک ادن سب سے محفوظ رہوں اور بعونہ تعالیٰ ہمیشہ محفوظ رہوں گا۔ المبتد  
ایک بار اسے پڑھنے کا مجھے انوس ہے مجھے تو عمری میں اکثر آشوب چشم ہو جایا کرتا تھا۔  
اور بوجہ حدت مزاج بہت تکلیف دیتا تھا ۱۹ سال کی عمر ہو گی کہ رامپور جاتے ہوئے ایک  
شخص کو رمد چشم میں مبتلا دیکھ کر دعا پڑھی جب سے اب تک آشوب چشم پھر نہیں ہوا اسی



زمانہ میں صرف دو مرتبہ ایسا ہوا کہ ایک آنکھ کچھ دینی معلوم ہوئی دو چار دن بعد وہ صاف ہو گئی دوسری  
 دینی وہ بھی صاف ہو گئی مگر درد کھٹک سرخی کوئی تکلیف اصلاً کسی قسم کی نہیں افسوس اس لئے کہ  
 حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حدیث سے متفق بیماریوں کو مکرر نہ جانو زکام کہ اس  
 کی وجہ سے بہت سی بیماریوں کی جڑ کاٹ جاتی ہے کھجور کے اوس سے امراض جلدیہ عظام وغیرہ  
 کا انسداد ہوتا ہے۔ اسوقت چشم نابینائی کو دفع کرتا ہے اس دعا کی برکت سے یہ تو جاتا ہا ایک  
 اور مرض پیش آیا جمادی الاولیٰ ۱۳۰۸ء میں بعض مہم تصانیف کے سبب ایک مہینہ باریک خط  
 کی کتابیں شہادہ روز علی الاصال دیکھنا ہو اگر مئی کا موسم تھا دن کو اندکے دالان میں کتاب دیکھتا  
 اور لکھتا اٹھ سو سال تھا آنکھوں نے اندھیرے کا خیال نہ کیا ایک روز شدت گرمی کے باعث  
 دوپہر کو کھٹے کھٹے نہایا سر پر پانی پڑتے ہی معلوم ہوا کہ کوئی چیز سر سے دھنی آنکھ میں در  
 آئی بامیں آنکھ بند کر کے دھنی سے دیکھا تو ادسٹھی مرنی میں ایک سیاہ حقہ نظر آیا اس کے  
 نیچے شی کا قبنا حقہ موادہ نامصاف اور دبا ہوا معلوم ہوتا تھا ایک ڈاکٹر اوس زمانہ میں علاج چشم  
 میں بہت سرپر آدودہ بقا سینٹر میں یا انڈرسن کچھ ایسا ہی نام تھا میرے اوتاد جناب مرزا  
 غلام قادر بیگ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اصرار فرمایا کہ اسے آنکھ دکھائی جائے علاج کرنے  
 نہ کرنے کا اختیار ہے ڈاکٹر نے اندھیرے کمرے میں صرف آنکھ پر روشنی ڈال کر آلات سے  
 بہت دیر تک بغور دیکھا اور کہا کہ کثرت کتاب بینی سے کچھ دبوست آگئی ہے پندرہ دن  
 کتاب نہ دیکھیے مجھ سے پندرہ گھڑی بھی کتاب نہ چھوٹے گی۔ حکیم سید ولوی اشفاق حسینی  
 صاحب مرحوم سہوانی ڈپٹی کلکٹر طبابت بھی کہتے تھے اور فقیر کے مہربان تھے فرمایا  
 مقدمہ نذر دل آب ہے میں برس بعد خدا ناکردہ پانی اتر آئے گا میں نے التفات نہ  
 کیا اور نذر دل آب دے کر دیکھ کر وہی دعا پڑھ لی اور اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
 وسلم کے ارشاد پاک پر مطمئن ہو گیا ۱۳۱۶ء میں ایک اور حاذق طبیب کے سامنے ذکر  
 ہوا کہا چار برس بعد خدا نخواستہ پانی اتر آئے گا۔ ان کا حساب ڈپٹی صاحب کے حساب سے  
 بالکل موافق آیا انہوں نے میں برس بعد کہے تھے انہوں نے سولہ برس بعد چار برس  
 کہے مجھے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد پر وہ اعتقاد نہ تھا کہ طبیبوں کے کہنے

سے معاذ اللہ مترادل ہوتا الحمد للہ میں وہ کنا متیں برس سے زائد گزر چکے ہیں اور وہ حلقہ  
 ذرہ بھر نہ بچتا نہ بچو نہ تعالیٰ بڑے گاہ میں نے کتاب بینی میں کبھی کمی کی نہ کمی کر دیں یہ میں نے  
 اس لیے بیان کیا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دائم و باقی معجزات ہیں جو  
 آج تک آنکھوں دیکھے جا رہے ہیں اور قیامت تک اہل ایمان مشاہدہ کریں گے اگر انہیں  
 واقعات کو بیان کر دیں حواشادات کے منافع میں نے خود اپنی ذات میں مشاہدہ کیے  
 تو ایک دفتر جو مجھے ارشاد حدیث پر اطمینان تھا کہ مجھے طاعون بھی نہ ہو گا۔ آخر شب  
 میں کہ بڑھا میرے دل نے درگاہ الہی میں عرض کی اللہ صمد صدق الحسیب و کذاب  
 الطیب کسی نے میرے دہنے کان پر مونہہ رکھ کر کہا سواک اور سیاہ مریں لوگ باری  
 باری میرے لیے جانتے تھے اوس وقت جو شخص جاگ رہا تھا میں نے اشارہ سے  
 اوسے بلایا اور اُسے سواک اور سیاہ مریج کا اشارہ کیا وہ سواک تو سمجھ گئے گول مریج  
 کس طرح سمجھیں غرض بمشکل مجھے جب دلوں چیریں آئین بدقت میں نے سواک کے  
 سہا سے پر تھوڑا تھوڑا مونہہ کھولا اور دانتوں میں سواک رکھ کر سیاہ مریج کا ستون  
 چھوڑ دیا کہ دانتوں نے بند ہو کر دبا لیا پس ہوتی مریں اسی راہ سے داڑھوں تک پہنچا تیں  
 تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ ایک کمالیہ خون کی آئی مگر کوئی تکلیف و اذیت محسوس نہ ہوئی اس کے بعد ایک  
 کالی خون کی اور آئی۔ اور بعد اشد وہ گتیاں جاتی رہیں مونہہ کھل گیا میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا  
 اور طبیب صاحب سے کہلا بھیجا کہ آپ کا وہ طاعون بفضلہ تعالیٰ دفع ہو گیا۔ دو تین  
 روز میں بخار بھی جا رہا۔

**خوش خطی** اطلالے کرام جس درجہ علم و فضل میں کمال ہوتے ہیں نسبت خوشخط نہیں ہوا کرتے  
 حضرت بحر العلوم علامہ عبدالحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق مشہور ہے  
 کہ ان کا خط ایسا تھا کہ دوسرے تو دوسرے لیا اوقات خود اذن سے بھی نہیں پڑھا جاتا  
 تھا۔ اسی لیے اذن کی تصنیفات کے نسخے غفلت پائے جاتے ہیں کوئی شاگرد دیکھتے گئے  
 کسی جگہ عبارت نہ ملی حضرت سے دریافت کیا پڑھا نہ گیا۔ شاگرد نے پوچھا کہ کیا کھیل  
 کوئی لفظ تو اوس مفہوم کو ادا کر سکے بتا دیا دوسری مرتبہ دوسرے نقل کرنے والے



نے لے لیا۔ اس وقت جو لفظ مناسب معلوم ہوا بتا دیا میں نے خود اپنے حاضرین کے لئے  
اساتذہ زمان کو دیکھا مگر خوشخط نہ پایا یہ فعل و کمال اعلیٰ حضرت کے خصوصیات سے تھا کہ جس  
درجہ علم و فضل میں کمال تھا اسی درجہ فصاحت و تعلیق و تلیق خطوط بھی بہت پاکیزہ تھے اور عمدہ  
نکھتا ہو، تجربہ فرماتے تھے اور بہت ہی زود نویس چار آدمی نقل کرنے بیٹھ جاتے اور حضرت  
ایک ایک ورق تصنیف کر کے انہیں نقل کرنے کو عنایت فرماتے یہ چاروں نقل نہ کرتے  
پاتے کہ پانچواں ورق تیار ہو جاتا چنانچہ رسالہ مبارکہ فتاویٰ الحرمین بروجعت مشدودہ  
المدین علیائے حرمین شریفین کی تصدیق کے لئے بھیجا تھا اس وقت بہت کم تھا کہ حجاج جلد  
جائے دالے تھے اس وقت اس کا تجربہ ہو چکا ہے۔

جناب سید ابوب علی صاحب کا بیان ہے کہ حضور کے مہودات کریمہ میں اس کا بھی  
مشابہہ کیا گیا کہ ایک سطر کا مضمون جو لفظ ہر گتجان بھی نہیں معلوم ہوتا اگر نقل کیا جائے تو اس  
کی سادہ سطر میں نہیں آتا بلکہ تجاوہر کر جاتا نیز در تمام اس قدر کہ ناظرین کو دست مبارک  
میں دوش کا گمان ہوتا حالانکہ ایسا نہ تھا۔ فقیر نے خود فتاویٰ رضویہ کی قلمی جلد میں ایک  
رسالہ کی بخط نستعلیق زیادت کی ہے جو بغیر اعداد سطر تحریر فرمایا ہے مگر بین السطود  
دو اکر اس قدر مستقیم و سادہ و دیدہ زیب ہیں کہ اگر یہ کار سے پیمائش کی جائے تو  
سر خوشی نہ ہو۔

جامع حالات فقیر ظفر الدین قادری رضوی مخفر لہ الموالی الفتویٰ بھی اس کی تصدیق کرتا  
ہے اور اس رسالہ کا نام مقام المحدث علی خدام المنطق الجدید ہے میری رائے  
ہے کہ یہ رسالہ نوٹ کر کے شائع کیا جائے تو بہت بہتر ہو۔

حضرت سید اسماعیل حسن میاں صاحب نے فرمایا کہ جناب مولانا احمد رضا خان  
وعظ و تقریر | صاحب وعظ بیان فرماتے سے بہت احترام فرماتے تھے ایک بار  
جامع مسجد سمیٹا پور میں ایک صاحب نے بلا اجازت و علم مولانا کے وعظ کا اعلان کر دیا  
لوگ رک گئے مولانا کو ادن کا اعلان کرنا بہت ناگوار گزرا مگر جناب مولانا عبد القادر

سے فارغ ہونے کے بعد دمشق جدید کے کے سورۃ اعلیٰ کا نہایت ہی اعلیٰ بیان فرمایا۔

جائے حالات فقیر محمد ظفر الدین قادری رضوی عنقرضہ المولیٰ القوی کہتا ہے کہ اسی قسم کا ایک واقعہ جامع مسجد شمس بدایوں میں پیش آیا اور غالباً یہ واقعہ سیتا پور سے پہلے کا ہے۔ حضرت مولانا عبد القیوم صاحب بدایونی رحمۃ اللہ علیہ نے بغیر اطلاع و علم علی حضرت مولانا مسجد کے کہدیا کہ جمعہ کی نماز کے بعد جناب مولانا احمد رضا خان صاحب کے وعظ کا اعلان کر دینا انہوں نے فرض جمعہ کے سلام کے ساتھ اسی کھڑے ہو کر اعلان کر دیا سب حضرات سنن و نوافل کے بعد تشریف رکھیں اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی کا وعظ ہو گا۔ جب اعلیٰ حضرت سنن و نوافل سے فارغ ہوئے دیکھا کہ سب لوگ انتظار میں بہرہ ذوق و شوق بیٹھے ہوئے ہیں اعلیٰ حضرت نے عذر فرمایا کہ میں تو وعظ نہیں کہا کرتا مولانا عبد القیوم صاحب نے فرمایا تو آج یہیں سے وعظ کی ابتدا ہو اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ آپ نے مجھے پہلے سے خبر نہ دی مولانا نے فرمایا کہ آپ کے لئے اس کی کوئی ضرورت نہیں اعلیٰ حضرت حسب امر از منبر تشریف لے گئے اور دو گھنٹے کا نہایت ہی پُر اثر و بردست وعظ فرمایا مولانا عبد القیوم صاحب نے بعد ختم وعظ معافہ کیا اور فرمایا کہ کوئی کالم کتب دیکھ کر آنے کے بعد بھی ایسے بہار معلومات پر اثر بیان سے حاضرین کو محظوظ نہیں کر سکتا ہے۔ یہ دست معلومات جناب ہی کا حصہ ہے۔

حضرت سید اسماعیل حن میاں صاحب کا بیان ہے کہ ۱۳۱۸ھ میں ندوہ کا جلسہ جشن میں برائے حق۔ جناب قاضی عبد الوحید صاحب رحمۃ اللہ علیہ رئیس عظیم آباد محلہ دیکرہ نے مصلحین ندوہ اہلسنت و جماعت کا جلسہ بھی دیں قائم کیا تھا اس میں اکثر و بیشتر علماء اہلسنت و جماعت تشریف فرما تھے جب مولانا احمد رضا خان صاحب کا بیان شروع ہوا شب کا وقت تھا میں اور مولانا عبد القادر صاحب جلسہ میں نہ تھے قیامگاہ پر تھے میں سونے کو لیٹ گیا تھا حضرت مولانا عبد القادر صاحب نے مجھے جگا کر فرمایا کہ میاں مولانا احمد رضا خان صاحب کا بیان ہو رہا ہے اور سنا ہے کہ ندویوں کے سرغنہ بھی آئے ہوئے



میں پہنچے بہت زود دار بیان مولانا فرمایا ہے تھے۔ اور یہ معلوم کر کے کہ ندوی ملائے اپنے کو مخفی کیے ہوئے یہاں موجود ہیں۔ دفعہ پراشد کمال رد فرمایا ہے تھے جس کو سننے کی منادید ندوہ کو اب نہ رہی اور وہ ایک ایک دو دو کر کے کھٹکا شروع ہوئے دیکھ کر مولوی بدایت سول صاحب نے مجمع کے درمیان باواز بلند فرمایا ابھی سے کہاں چلے ابھی تو پہلا ہی چرکہ ہے ذرا تو ٹھہریے۔

جامع حالات فقیر ظفر الدین قادری رضوی عفرہ المولیٰ القوی کہتا ہے یہ تمام و کمال وعظاسی زمانہ میں رد و داد مجلس اہلسنت و جماعت مسمیٰ بہ دربار حق و ہدایت میں چھپ کر شائع ہو چکا ہے۔ دوران جلسہ میں قصیدہ مبارکہ امال الابرار حلالام الاشرار جناب مولوی حکیم عبد الحمید صاحب پریشان عظیم آبادی کے قصیدہ کے جواب میں پڑھا جس میں مشہور ترین علمائے اہلسنت حاضرین جلسہ کے نام ایک ایک کر کے گنائے ہیں اسی طرح رد ندوہ کا جلسہ جو کلکتہ میں یوادرہم مکہ کی مسجد عظیم الشان میں اعلیٰ حضرت کا وعظ ہوا جس میں مجمع مسجد کے علاوہ تمام شرکوں پر بھرا ہوا تھا اس جلسہ میں بھی اعیان ندوہ شریعت لائے تو دوسرے سخن رد ندوہ کی طرٹ پھیرا اور قرآن و حدیث سے بہت زور دار طریقہ پر رد فرمایا کہ کسی کو مجال دم زدن نہوی اسی جلسہ میں بطورہ جزویہ اشعار بھی فرمائے تھے۔

منم کہ علم بہ نیر صے باز دم نازد      منم کہ جملہ من شیر را بر اندازد  
چنبہ با شتی تیر قفنا من اکنتم      شفیہ بودی احمد رقامن اکنتم  
اعلیٰ حضرت کا معمول تھا کہ سال میں تین وعظ بہت زبردست فرمایا کرتے تھے ایک سالانہ جلسہ دتار بندی طلبائے فارغ التحصیل مدرسہ اہلسنت و جماعت مسجد نبی بی محلہ بہار پور میں دوسرا مجلس میلاد سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں جو حضور کی طرف سے ہر سال ۱۲ ربیع الاول خریفین کو دونوں وقت صبح آٹھ بجے اور شب کو بعد نماز عشا حضرت مولانا حسن رضا خان صاحب کے مکان میں کہ وہی آبائی مکان اعلیٰ حضرت کا ہے منعقد ہوتی تھی جس میں شہر بھر کے عمائد و معززین مطبوعہ دعوت نامہ کے فدیہ دعوت ہوتے اور اس مجلس کا اہتمام

کے ساتھ مجلس نہیں ہوتی تھی جملہ شائقین نہیں اگر شریک جلسہ ہوتے تھے تیسرا وعظ ماہ ذی الحجۃ الحرام  
 عرس سراپا قدس حضرت خاتم الاکابر وراثۃ العلم والمجد والفضل کبار ائمہ کا بر حضرت سیدی و مرشدنا  
 شعلی جناب سید شاہ آل رسول صاحب دارہری قدس سرہ کے موقع پر جو اعلیٰ حضرت کے کاشانہ اقدس  
 پر انجام پاتا تھا ان کے علاوہ کبھی کبھی اہل شہر کی دعوت اور عرض و تمنا پر بھی شہر کی بعض مجلس میلاد  
 میں بیان فرما دیا کرتے تھے مگر ان میں جگہوں میں تین موقعوں پر بالالزام حضور کی تقریر ضرور  
 ہوا کرتی تھی افسوس کہ وہ سب مواعظ حسنہ قلم بند نہ کیے گئے در نہ بیش بہا معلومات کا ذریعہ  
 اور علمی دنیا کے بیش بہا ذریعے یہاں ہوئے۔

جناب ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ سید ظہیر علی صاحب سائن محلہ ذخیرہ حضور کے  
 مخصوص عقیدت مندوں سے ہیں ممدوح نے خود فقیر سے فرمایا کہ ایک مرتبہ حضور پر ملا حضرت  
 قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت تاج القول عب الرسول مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ  
 علیہ کے عرس شریف میں بدایوں تشریف لے گئے وہاں ۹ بجے صبح سے سب تک کمال چھ گھنٹے  
 سورہ والضحیٰ پر حضور کا بیان ہوا پھر فرمایا کہ اسی سورہ مبارکہ کی کچھ آیات کہ میری تفسیر میں تھی  
 جز رقم فرما کر چھوڑ دیا اور فرمایا کہ اتنا وقت کہاں سے لاؤں کہ پورے کلام پاک کی تفسیر لکھوں۔  
 اور تفسیر کا بیان ہے کہ عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دن ہے آستانہ عالیہ قدس

لہنو یہ پر صبح صادق سے چیل پہل اور انتظامات پرانی حویلی میں یعنی آبائی مکان جس میں حضرت  
 مولانا حسن رضا خان صاحب منجھلے میاں رحمۃ اللہ علیہ کا قیام ہے، مجلس میلاد فیض بنیاد کے  
 محلہ ولد انتظامات ہوئے ہیں گھر گھر میں خوشیاں منائی جا رہی ہیں کوئی غسل کر رہا ہے۔ تو کوئی  
 بہترین لباس پہن کر مسجد شریف میں نماز فجر کے لیے حضور کی آمد کا منتظر ہے۔ ہر خورد و کلاں  
 خوشی سے بھولا نہیں سائل ہے۔ غرض مریدین و معتقدین و متوسلین جسے دیکھیں نئے لباس  
 میں دوڑا چلا آ رہا ہے مسجد میں صفت بندیاں ہوتی چلی جا رہی ہیں۔ مختصر یہ کہ حضور کا شانہ  
 اقدس سے تشریف لاتے ہیں فریضہ فجر ادا کیا جاتا ہے اور جس وقت فارغ ہوتے ہیں  
 تو قریب قریب مسجد نمازیوں سے بھری ہوتی ہے اب ہر شخص اس کا منتظر ہے کہ حضور



جلتے ہیں اور جلد جلد مجلس شریف میں منبر شریف کے قریب تر بل کر بیٹھتے جاتے ہیں اور اس منظر کو جو  
 دراصل یہ ہے کہ حضور پر نور اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے سال میں صرف یہی ہی بیان مجھے ملا ہے یہاں خیال کہ  
 ہمیں تبرکے قریب جگہ مل جائے مجمع بہت پہلے سے ہو گیا۔ حاج الحبيب مولوی جمیل الرحمن خان صاحب  
 قادری ضوی نے مجھ اپنے شاگردوں کے منبر شریف پر اگر ذکر فضائل عظیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و  
 آلہ وصحبہ وبارک وکرم اور یہ کیف لغت خوانی خوش الحانی کے ساتھ شروع فرمادی اور  
 ٹھیک ۱۰ بجے ذکر میلاد آنا فرمایا عین قیام کے وقت حضور نے شرکت فرمائی اور منبر شریف  
 پر رونق افروز ہوئے ۱۰-۲۰ منٹ حضور نے سکوت اختیار فرمایا کہ تشریف آدری پر باہر  
 سے ایک دم ہجوم شائقین کا سیلاب عظیم آجائے سے چپقلش پیدا ہو گئی تھی اور ایک پر ایک  
 ریلہ آنے سے گریہا تھا یہ کیفیت دیکھ کر حضور کے خواہر زائے حاجی شاہد علی خاں صاحب  
 نے باواز بلند مجمع کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ دود شریف پڑھتے جاہے اور آگے بڑھتے  
 جاہے اس طرح گنجائش ہوئی آپ نے چند بار یہی ہدایت دہرائی اور گنجائش نکالی گر پھر  
 بھی دروازہ پر مجمع موجود تھا تو آپ نے توجہ دلائی کہ ہر ایک صاحب دونوں زانوؤں ٹھالیں  
 اور آگے بڑھنے کی کوشش کریں مختصر یہ کہ پھر دروازہ کے سامنے کا ہجوم نہ کم ہوتا تھا نہ  
 کم ہوا۔ ہاں ابتداء جیسا شور وغل بڑھا وہ بالکل جاتا ہا اس کے بعد حضور کے لیے ادگالوان  
 اور مجلس بانی کا کیا حضور نے غرارہ فرما کر وعظ مبارک ان الفاظ کے بعد میں شروع فرمایا۔

بسم الله الرحمن الرحيم  
 محمدًا وفضلہ وعلیٰ رسولہ الکریم

الحمد لله الذي فضل سيدنا رسولنا محمدًا صلى الله تعالى عليه وسلم على العالمين  
 واقامه يوم القيمة للمؤمنين المتكوشين الخطائين المالكين شفعاء صلى الله تعالى وسلم  
 وبارك عليه وعلى كل من هو محبوب ومرضى له صلى الله تعالى عليه وسلم ودام الملك  
 المحي العقيم آمين لا اله الا الله وحده لا شريك له واشهد ان محمدا عبده ورسوله

سہ اس وعظ مبارک کو دسی وقت دعا ان بیان ہی میں فقر سگ بارگاہ رضوی عبید الرحمن غفرلہ نے قلمبند کیا جو حضرت مولانا  
 حسینی نقاش صاحب دمام نسیم اعلیٰ نے حضور اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے سال مبارک ارفاق میں شروع فرمایا۔

بالحدی و دین الحق رسالہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ و صحبہ اجمعین و بارک  
 وسلم قال اللہ تعالیٰ فی القرآن الحکیم بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ  
 الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ مَلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ ۝ اَیُّكَ تَعْبُدُ ۝ اَیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ۝ اَعْدَا نَا الصِّرَاطِ  
 الْمُسْتَقِیْمِ ۝ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ ۝ غَدْرُ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ ۝ حُرُوْلِ الصَّالِحِیْنَ ۝ آمِیْن  
 حضرت عزت جل جلالہ اپنی کتاب کریم و ذکر حکیم میں اپنے بندوں پر اپنی رحمت تارہ گترہ فرماتا  
 اور اُن کو اپنے دربار تک وصول کا طریقہ بتاتا ہے یہ سورۃ مبارکہ رب العزت تبارک و تعالیٰ  
 نے اپنی کتاب میں بندوں کو تعلیم فرمائی اور خود اُن کی طرف سے ارشاد ہوئی ابتدا اوس کی  
 اور تمام سورۃ قرآن عظیم کی بسم اللہ الرحمن الرحیم سے فرمائی گئیں اول حقیقی اللہ عز وجل  
 ہے ہوا اول والا خود الظاهر و الباطن دھو بیکل شئی حلیم ۝ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے  
 کہ ابتدا ہم جہاں اللہ سے ہونی چاہتے تھے کہ اللہ الرحمن الرحیم مگر ابتدا یوں فرمائی تھی بسم اللہ الرحمن الرحیم  
 وہ جہاں حقیقی اللہ کا علم ذات ہے کہ ذات واجبہ اور متجہبہ جمیع صفات کما یہ پر وال ہے اُس سے پہلے لفظ اسم  
 کا لائے اور اوس پر بے کا حرف داخل فرمایا گویا اس طرف اشارہ ہے کہ اللہ اپنی  
 الوہیت و عدانیت و ہویت میں بے فایت بے فایت ظہور سے بیفایت بطون میں ہے  
 بندوں کو اوس تک وصول محال کسی کی عقل کسی کا دہم کسی کا خیال اوس تک نہیں پہنچتا  
 جس کا نام اللہ ہے وہ پاک و منزہ ہے اس سے کہ اوس تک فکر و دہم کا وصول  
 ہو سکے ایسی مخفی و باطن شے تک وصول کے لیے علامت درکار ہے اور اسم کہتے ہیں  
 علامت کو جو دلالت کرے ذات پر تو اسم اللہ ذلیلہ ہوا اوس کا اور اسم جبکہ نام ظہور  
 اوس شئی کا جو دلالت کرتے والی ہے ذات پر ذات پاک ہے اس سے کہ اوسے کسی  
 چیز کو حاجت ہو ضرور ہے کہ ذات پر دلالت کرنے کے لیے تین چیزیں ہونی چاہئیں  
 ایک ذات ہو نہ سوا اوس کا غیر ہو تیسرا بیچ میں کوئی واسطہ ہو جو دلالت کر سکی  
 غیر کو اوس ذات کی طرف وہ ذات ذات الہی ہے وہ غیر یہ تمام عالم مخلوقات اور  
 اسم اللہ کہ اللہ پر دلالت کرنے والا ہے وہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں تو گویا ابتدا  
 ہی نام پاک کے کی گئی اپنے نام پاک سے پہلے نام حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم



کالایا جاتا ہے کہ ذریعہ وصول ہوئے اسم اللہ تمام مخلوقات کے لیے تو ازل سے اید  
 تک وجود میں لائی گئی ذات اقدس کی طرف دال ہے اس واسطے کہ تمام جہاں کو اللہ  
 کی طرف حضور ہی نے ہدایت فرمائی حضور ہی ہادی ہیں مخلوق الہی کے یہاں تک کہ انبیاء  
 کرام و مرسلین عظام کے بھی ہادی ہیں تو حضور کے سوا جتنے ہادی دلالت مطلقہ موصوف  
 نہیں ہو سکتے کہ ادموں نے تمام مخلوق کو دلالت کی ادن کو کسی نے دلالت د کی ہو ایسا  
 نہیں وہ اگر امتوں کے دال ہیں تو حضور کے مدلول ہیں دلالت مطلقہ خاص حضور اقدس  
 ہی کے یہ ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام غیر کو اللہ کی طرف جس نے دلالت کی وہ  
 محمد رسول اللہ ہیں صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوقات الہی میں کچھ تو وہ ہیں جو اللہ سے کچھ علاقہ  
 نہیں رکھتے کچھ وہ ہیں جو علاقہ رکھتے ہیں و سائنط کے ساتھ مگر دوسرا ادن سے علاقہ  
 نہیں رکھتا مہدی ہیں ہادی نہیں یعنی ہادی بالذات نہیں اگرچہ بالواسطہ ہادی ہوں اور حضور  
 اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی الاطلاق ہادی و مہدی ہیں کلمہ کی تین قسمیں ہیں اسم فعل  
 حوت حرف تو مند ہو تاکہ نہ مند الیہ فعل مند ہو تاکہ نہ مند الیہ نہیں ہوتا اسم مستعمل بھی ہوتا  
 ہے مند الیہ بھی ہوتا ہے تو جو ذات الہی سے بیعلاقہ ہیں وہ حوت کہ ومنہ من بعد اللہ  
 علی حوت فان اصابه خیر ان اطمان به وان اصابتہ فتنۃ انقلب علی  
 وجهہ خسر الدنیا والاخرہ ذلک ہوا الخسران المبین وہ کچھ لوگ وہ ہیں جو اللہ  
 کو پوجتے ہیں کلمے پر تو اگر بھلائی پہنچ گئی تو مطمئن ہے اور اگر کوئی آزمائش ہوئی تو کٹا رہ  
 پر کھڑے ہی ہیں فوراً ایک قدم میں بدل گئے پلٹ گئے ادن کو دنیا و آخرت دونوں  
 میں خسارہ ہوا اور یہی کھلا خسارہ ہے تو یہ نہ مند بھی نہ مند الیہ کہ حوت ہیں اور وہ جو خود  
 ذات الہی سے علاقہ رکھتے ہیں مگر بالذات ادن سے دوسرا علاقہ نہیں رکھتا وہ تمام  
 مومنین و اودین ہیں کہ مند ہیں مگر بالذات مند الیہ نہیں وہ فعل ہیں حضور اقدس صلی اللہ  
 تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات کریم جنگ مند مند الیہ بالذات دے واسطہ ہے تو حضور اقدس  
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسم ہیں کہ ان کو اپنے رب سے نسبت ہے اور سب کو ان سے نسبت  
 ہے اور یہی شان ہے اسم کی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ و صحبہ و بارک و سلم۔

اسم کے خواص میں سے یہ بھی ہے کہ اوس پر حرکت تعریف داخل ہو اور حرکت کی حد ہے حمد  
 اور حمد کی کثرت ہے تحمید اور اوس سے مشتق ہے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یعنی بار بار  
 اور کثرت تعریف کیے گئے حمد کیے گئے تو مخلوقات میں تعریف کے اصل سختی نہیں مگر حضور  
 اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ وہی اصل جملہ کمالات ہیں جس کو جو کمال ملا ہے وہ حضور  
 ہی کے کمال کا صدقہ اور ملل اور پر تپ ہے امام سیدی محمد پو صیری رحمۃ اللہ علیہ اپنے قصیدہ  
 مجزی میں عرض کرتے ہیں۔

کیف ترقی رفیک الانبیاء      باسماء ما طاد لتھا سماء  
 لحدید الملوک فی عدکے وقھا      ل منافعہم و نعم و مسناء  
 انما مثلوا صفاتک للنساء      من کما مثل النجوم للماء

انجیا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ترقی کیسے پاسکیں۔ اسے وہ آسمان جس سے  
 کوئی آسمان بلند عیاں متعالہ نہیں کر سکتا وہ حضور کے مراتب بلند کے قریب نہ پہنچے  
 حضور کی رفعت و روشنی حضور تک پہنچنے سے اونہیں مائل ہو گئی وہ وہ تو حضور کے صفات  
 کریمہ کا کہ تو لوگوں کو دکھا ہے ہیں۔ جیسے تاروں کی شبیہ پانی دکھاتا ہے حضور کی صفات  
 کو نجوم سے تشبیہ دی کہ وہ تو لاتعداد و لا تحصى ہیں انبیاء کرام غایت الجلال و شل پانی کے  
 ہیں اپنی صفات کے سبب اول نجوم کا عکس ہے کہ ظاہر کرتے ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم والہ عجیب  
 و بارک و کریم حمد ہوا کرتی ہے مقابل کسی صفت کمال کے اور تمام صفت مخلوقات میں خاص  
 میں حضور کے لئے باقی کو جو ملا ہے حضور کا عطیہ و صدقہ ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ  
 علیہ وسلم فرماتے ہیں انما انما اسم واللہ الماعطی عطا فرمائے والا اللہ ہے اور تقسیم کرنے والا ہیں۔  
 کوئی تخصیص نہیں فرمائی کہ کس چیز کا عطا فرمائے والا اللہ ہے اور کس چیز کے حضور کا اسم ہے یا الہی  
 جگہ اطلاق دلیل تعلیم ہوتی ہے کوئی چیز ہے جس کا دینے والا اللہ نہیں تو جو چیز جس کو اللہ نے  
 دی تقسیم فرمانے والے اس کے حضور ہی ہیں جو اطلاق و تعلیم دیاں ہے یہاں بھی ہے جو  
 جس کو ملا اور جو کچھ بٹا اور بٹے ملا ابتداء خلق سے اب الابد تک ظاہر و باطن میں روح و جسم  
 میں ارض و سما میں عرش و فرش میں دنیا و آخرت میں جو کچھ ہے اوقس سب کے باطننے والے



حضور اسی میں اللہ مقرر فرماتا ہے اور اذن کے ساتھ سے ملتا ہے اور اسے حجابی ابدالاباد لہذا مخلوقات میں تعریف کے اصل مسحتی یہ ہی میں صلے اللہ تعالیٰ علیہ دہی الدوحہ دبارک وسلم اسم کا خاصہ ہے ہر اور ہر کے معنی کشش یعنی جذب فرمانا یہ خاصہ ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کھینچنا دو طرح کا ہوتا ہے ایک بلا مزاحمت کہ جس کو کھینچا جائے۔ وہ کھینچ آئے دوسرا مزاحمت کے ساتھ کہ کھینچنے والا تو کھینچ رہا ہے اور یہ کھینچتا نہیں چاہتا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں انتم تفتخون فی النار کالقراش وانا اخذنا بحجزکم ہلمہ الحق تم پر دافوں کی مانند آگ پر گرے پڑتے ہو اور میں تمہارا کرہند بکڑے کھینچ رہا ہوں کہ میری طرف آؤ یہ شان ہے ہر کی یعنی کشش کی اسم نخوی کا خاصہ جو من حیث الوقوع ہے اور اسم اللہ کا من حیث الصدور آں جو اذن افعال و کیفیات سے ناشی ہو تاکہ من پر حروف جاوہ دلائل کرتے ہیں وہ یہاں برودہ اتم ہیں مثلاً رب کے معنی ہیں الصاق یعنی ملانا یہ خاص کام ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کہ خلق کو خالق سے ملاتے ہیں یا رمن کہ ابتدائے غایت کے لئے ہے یہ بھی خاص ہے حضور اسی کے لیے یا حابر ان اللہ خلق قبل الامشیاء وودنیہک من نورج سے جاہر تمام جہاں سے پہلے اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا کیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دالہ و صحبہ و بارک و کریم ہر فضل ہر کمال حتیٰ کہ وجود میں بھی ابتدا ادخل سے ہے صلی اللہ علیہ وسلم رانی آتا ہے انتہا غایت کے لئے انتہائے کمال انہیں پر بلکہ ہر فرد کمال انہیں پر مستہی ہوتا ہے اول الانبیاء بھی وہی رہیں اور خاتم النبیین بھی وہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دالہ و صحبہ و بارک و کریم مسلمان عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کہ ایک بار جبریل امین حاضر بارگاہ اقدس ہوئے اور عرض کی السلام علیک یا اذل السلام علیک یا آخر السلام علیک یا ظاہر السلام علیک یا باطن رب العزت نے قرآن عظیم میں اپنی صفت فرمائی ہذا دالہ والاخر والظاہر والباطن وہو بکل شیء علیم اس غایت کے لحاظ سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جبریل امین سے فرمایا کہ یہ صفات میرے رب عزوجل کی ہیں عرض کی یہ صفات اللہ عزوجل کی ہیں اس نے حضور کو بھی ان سے متصف فرمایا اللہ نے حضور کو آدل کیا تمام مخلوق سے پہلے حضور کے نور کو پیدا کیا اور اللہ نے حضور کو آخر کیا کہ تمام انبیاء کے بعد مسیوٹ فرمایا اور

حضور کو ظاہر کیا اپنے معجزات میں سے کہ عالم میں کسی کو شک نہ ہو کہ جہاں نہیں اور حضور کو باطن  
 کیا ایسے غایت ظہور سے کہ آفتاب اوس کے کردار میں حصہ کو نہیں پہنچتا آفتاب اور جملہ اولاد  
 اودھیں کے ہر توہین آفتاب میں شک ہو سکتا ہے اور اودھیں میں شک ممکن نہیں فرمائی کیجئے کہ ہم نصیب  
 ہر ایک روشن شرارہ آفتاب کے برابر دیکھیں جسے اپنے گمان سے یقیناً آفتاب کبھی اور اس  
 کی دھوپ بھی وہ پہر ہی کی طرح پھیلی ہو اور حضور فرمائی کہ یہ آفتاب نہیں کوئی کرہ نار کا شرارہ  
 ہے یقیناً ہر سلطان صدق دل سے نور ایمان لائے گا کہ حضور کا ارشاد قطعاً حق و صحیح ہے اور  
 آفتاب سمجھنا میرے نگاہ و گمان کی غلطی صریح ہے آخر اس کی وجہ کیا ہے کہ آفتاب بنو نہ عرض  
 خفا میں ہے اور حضور پر اصلاً خفا نہیں آفتاب سے کروڑوں درجہ زیادہ روشن ہیں صلی اللہ  
 تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ غایت ظہور ہی غایت بطون کا سبب ہے اور  
 حضور کے بطون کی یہ شان ہے کہ خدا کے سوا حضور کی حقیقت سے کوئی توقف نہیں صدیق  
 اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اعرف الناس یعنی سب سے زیادہ حضور کے پہچاننے والے اس امت  
 مرحومہ میں ہیں اسی واسطے اذن کا مرتبہ افضل و علّیٰ ہے معرفت الہی وہ معرفت محمد ہے صلی اللہ  
 تعالیٰ علیہ وسلم جس کو ان کی معرفت زائد ہے اس کو معرفت الہی بھی زائد ہے صدیق اکبر جیسے  
 اعرف الناس کہ تمام جہاں سے زیادہ حضور کی معرفت رکھتے ہیں اذن سے ارشاد فرمایا ابابکو کہ  
 یصافتی حقیقۃً غیری فی الوجود میں ہوں سوائے میرے رب کے کسی اور نے نہیں  
 پہچانا باطن ایسے کہ سوائے خدا کے کسی نے اذن کو پہچانا ہی نہیں اور ظاہر بھی ایسے کہ ہر  
 ہر ذرہ شجر و حجر و وحش طیور حضور کو جانتے ہیں یہ کمال مطلوب ہے صدیق اپنے مرتبہ کے لائق حضور  
 کو جانتے ہیں جبریل امین اپنے مرتبہ کے لائق پہچانتے ہیں۔ انبیاء مرسلین اپنے اپنے مراتب کے  
 لائق باقی رہا حقیقتہً اذن کو پہچانتا تو اذن کا جاننے والا اذن کا رب ہے تبارک و تعالیٰ  
 اذن کا جاننے والا اذن کا نوازنے والا اذن کی حقیقت کے پہچانتے ہیں دوسرے کے واسطے  
 حسہ ہی نہیں لکھا یا تشبیہ محب نہیں چاہتا کہ جو ادا محبوب کی اوس کے ساتھ ہے وہ  
 دوسرے کے ساتھ ہو اللہ تعالیٰ تمام جہاں سے زیادہ غیرت رکھنے والا ہے حضور اقدس  
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم معدن حیاہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت فرماتے ہیں ان معدن حیاہ



داتا غفرہ محمد شاہ اخیر مہدی سعد خیرت اللہ بھائی افس سے زیادہ خیرت والا ہوں اور اللہ مجھے زیادہ دے۔  
 کیونکر طے کر سکے گا۔ کہ دو مہر میرے حبیب کی اوس خاص اوپر مطلع ہو میرے ساتھ ہے اسی واسطے قرطیہ لیا  
 ہے جیسا میں ہوں میرے لیے سو کسی نے نہ پہچانہم آج قوم پیام تسلو وعدہ بالعلم میں ہم کو کھتے ہیں۔  
 خواب ہی میں زیارت پر راضی میں الصاف یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی  
 حقیقت اقدس کے لحاظ سے اسی کے مصداق میں دنیا خواب ہے اور اس کی بیداری نیند  
 امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے اس نام فاذا ماتوا اتبہوا لوگ  
 سوتے ہیں مریں گے جائیں گے خواب اور دنیا کی بیداری میں اتنا فرق ہے کہ خواب کے بعد  
 آنکھ کھلی اور کچھ نہ تھا اور یہاں آنکھ بند ہوئی اور کچھ نہ تھا نتیجہ دونوں جگہ ایک جگہ سے دعا  
 الحیوة الدنیا الا متاع القرودہ خواب میں جمال اقدس کی زیارت مفرد حق ہوتی ہے خود  
 فرماتے میں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ما فی فقد رآی الحق فان الشیطان لا یقتل فی جس نے  
 مجھے دیکھا اوس نے حق دیکھا کہ شیطان میری صورت نہیں بن سکتا پھر لوگ مختلف احوال و اشکال  
 میں دیکھتے ہیں وہ اختلاف اذن کے اپنے ایمان و احوال ہی کا ہے ہر ایک اپنے ایمان کے لائق  
 اذن کو دیکھتا ہے جو میں بیداری جتنے دیکھنے والے تھے سب اوس آئینہ حق نامیں اپنے ایمان  
 کی صورت دیکھتے تھے ورنہ اذن کی صورت حقیقیہ پر خیرت الہیہ کے ستر ہزار ہر دے گئے  
 گئے ہیں کہ اذن میں سے اگر ایک پردہ اٹھا دیا جائے آفتاب جل کر خاک ہو جائے جیسے آفتاب  
 کے آگے تارے غائب ہو جاتے ہیں اور جو ستارہ اس سے قریب میں ہو احتراق میں کہلا جاتا ہے  
 تو صحابہ کرام نے بھی خواب ہی میں زیارت کی نہ رب العزت کو کوئی بیداری میں دنیا میں دیکھ  
 سکتا ہے۔ نہ جمال اور حضور اقدس کی جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضور اور صلی اللہ تعالیٰ  
 علیہ وسلم نے شب معراج میں کہ رب العزت جل جلالہ کو بیداری میں دیکھا وہ دیکھا دنیا سے  
 دور تھا کہ دنیا ساتویں زمین سے ساتویں آسمان تک ہے۔ اور یہ رویت لامکان میں ہوئی تھی۔  
 بالجملہ اس وقت بھی ہر شخص نے اپنے ایمان ہی کی صورت دیکھی کہ حضور اقدس صلی اللہ  
 تعالیٰ علیہ وسلم آئینہ خدا ساز میں البہرہ جل حاضر ہو کر عرض کرتا ہے  
 زشت نقشے کو بنی آدم شگفت

حضور فرماتے ہیں وحدت تو سچ کہتا ہے البتہ صریح اگر عرض کرتے ہیں حضور فرمایا غولبت  
کوئی پیدا نہیں اس صوبے کے مثل میں حضور آفتاب ہیں نہ شرقی و غربی اور فرمایا وحدت تم سچ کہتے ہو  
صحابہ نے عرض کی حضور نے دو متفاوہ قولوں کی تصدیق فرمائی ارشاد فرمایا یہ

گفت من آئینہ ام مصقول دوست ترک د بند و در من ان بیند کرا دست

میں اپنے چاہنے والے و دست رب تبارک و تعالیٰ کا آجالا ہوا آئینہ ہوں البتہ جمل کمالیت  
کفر میں آلودہ ہے اس کو اپنے کفر کی تاریکی نظر آتی اور البتہ سب سے بہتر میں اور نبیوں نے  
اپنا لود ایمان دیکھا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ و صحبہ و بارک وسلم لہذا ذات کریم جامع کمال  
ظہور و کمال بطون ہے ظہور کسی شئی کا جب ایک ترقی محدد تک ہوتا ہے۔ وہ شے نظر آتی  
ہے اور جب حد سے زیادہ ہو جاتا ہے تو وہ نظر نہیں آتی آفتاب جب افق سے نکلتا ہے سرخی  
مائل کچھ بخارات و غبارات میں ہوتا ہے ہر شخص کی نگاہ اس پر جمتی ہے جب ٹھیک نصف انہا  
پر پہنچتا ہے غایت ظہور سے باطن ہو جاتا ہے اب نگاہیں اس پر نہیں ٹھہر سکتیں خیر ہو کر  
واپس آجاتی ہیں غایت ظہور پر پہنچا جس کی وجہ سے غایت بطون میں ہو گیا۔ آفتاب کہ نام ہے  
اون کی جلی کے ایک ذرہ کا وہ آفتاب حقیقت کہ رب العزت نے اپنی ذات کے لئے اس  
کو آئینہ کامل بنایا ہے اور اس میں مع ذات و صفات کے تجلی فرمائی ہے حقیقت اس ذات کی کون  
پہچان سکتا ہے وہ غایت ظہور سے غایت بطون میں ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ و صحبہ  
و بارک وسلم اسی سبب سے نام اقدس میں دونوں رعایتیں رکھی ہیں۔ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
بکثرت اور بار بار غیر متماہی تعریف کیے گئے اطلاق کے تمام تعریفوں کو جمع فرمایا یہ تو شان ہے  
غایت ظہور کی اور نام اقدس پر الف لام تعریف کا داخل نہیں ہوتا یعنی ایسے ظاہر ہیں کہ مستغنی  
عن التعریف میں تعریف کی ضرورت نہیں یا ایسے بطون میں ہیں کہ تعریف ہو نہیں سکتی تعریف  
عہد یا استغراق یا عین کے لئے ہے وہ اپنے رب کی وحدت حقیقہ کے مظہر کامل اپنے  
جملہ فضائل و کمالات میں شریک سے منزہ ہیں امام شرف الدین ابو صیری بر وہ منزلت  
میں فرماتے ہیں ۵

منزہ من شویک فی محاسنہ فجمہر الحسن فیہ غیر منقسم



اپنی خوبیوں میں شریک سے پاک ہیں اور ان کے من کا جوہر فرد قابل اقسام نہیں کہ یہاں غیبت  
و استغراق نامتصور اور عہد فرغ معرفت ہے اور ان کو ذاتاً حقیقتہ کوئی پہچان ہی نہیں سکتا  
تو نام اقدس پر کہ علم ذات ہے لام تعریف کیونکر داخل ہو۔

جس طرح اہل جہد کرتے ہیں کائنات تشبیہ بھی کر کے لیے آتا ہے ذات الہی کی اس تشبیہ پہلے  
مرتبہ میں ہے اور مثلاً بہات میں تشبیہات بھی وارد صحیح مذہب محققین کا یہ ہے کہ تشبیہ  
ہے اوس کی ذات و صفات کے لئے اور تشبیہ ہے تجلیات کے لیے دونوں کو اس آیت  
کریمہ میں جمع فرما دیا اوس کمثلہ شیء و هو السمیع البصیر یعنی کمثلہ شیء کوئی شے اوس کے  
مثل نہیں یہ تشبیہ ہے اور و هو السمیع البصیر وہی ہے سنتے والا دیکھنے والا یہ تشبیہ  
جب تک اللہ تعالیٰ نے عالم نہ بنایا تھا تشبیہ نہ تھی جب عالم بنایا تو نہ عالم خیال میں  
نہ عالم مثال میں بلکہ عالم تفہیل میں تجلی تدلی کے لئے ایک تشبیہ پیدا ہوئی جو عبارت  
ہے ذات اقدس سے صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ و صحبہ و بارک و سلم اللہ تعالیٰ تعالیٰ ہے  
تشبیہ سے اہل پہلی تجلی جو فرمائی ہے اوس کا نام ہے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم اور اس تجلی  
کی اور تجلیات کی تسکین میں ان کا نام ہے انبیاء کرام و رسل عظام علیہم الصلاۃ والسلام جس طرح  
امام محمد بو صیری رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے اوپر بیان ہوا آگے فرمایا جاتا ہے الرحمن الرحیم  
درج کا قاعدہ ہے کہ اختصا میں پر ولایت کرتی ہے الرحمن الرحیم سے پہلے لایا گیا الوحید کو عزت  
کاملہ بالغہ رب تبارک و تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے پھر فرمایا گیا الرحیم یعنی مطلق رحمت ہی اوس کے  
ساتھ خاص ہے رب العزۃ کی لیے انتہا صفات میں یہ کیسے کہ جن سے تمام صفات الہیہ کو رحمت  
کے پر وہ میں دکھایا انفراداً مستقیم نہیں فرمایا جاتا الرحمن الرحیم خاص رحمت دکھائی جاتی ہے  
یہ وہی اکملہ ذات الہی ہے جس میں صفات قہر یہ بھی اگر خاص رحمت سے جس سے ہر جاتی  
وہی و ملائکۃ اللہ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ و صحبہ و بارک و سلم اولین کے  
لیے رحمت آخرین کے لیے رحمت ملائکہ کے لیے رحمت تمام مومنین کے لئے رحمت یہاں  
تک کہ دنیا میں وہ کافرین مشرکین منافقین مرتدین کے لیے بھی رحمت ہیں یہ لوگ بھی آج  
اون کی رحمت سے دنیا میں عذاب سے محفوظ ہیں ما کان اللہ ليعذبا بھم و انت فی صمد

انہیں لے نہیں کہ انہیں عذاب کرے جب تک ای رحمت عالم تم ان میں ہو اسی لئے اور اس  
 علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرح دفعہ مکنا علیہ اختیار فرمایا حالانکہ ان کے غلام و اہل محبت کی  
 نفس تک آسمان پر اٹھالی گئی ہے سیدی عمر بن فارض رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جگہ میں ایک جنازہ  
 دیکھا کہ براویا جمع ہیں مگر نماز نہیں ہوتی اونہوں نے تاخیر کا سبب پوچھا کہا امام کا انتظار ہے  
 ایک صاحب نہایت جلدی کرتے ہوئے پیٹ سے اترتے دیکھا جب قریب آئے معلوم ہوا  
 کہ یہ وہ صاحب ہیں جن سے شہر میں لوگ کہتے اور چیتیں لگاتے ہیں وہ امام ہوئے رہے  
 ان کی اقتدا کی نماز بھی میں کثرت سبز پرندوں کا نقش کے گرد جمع ہو گیا جب نماز ختم ہوئی نفس  
 کو اپنی مقاروں میں لے کر آسمان پر اوڑھے چلے گئے اونہوں نے پوچھا یہ اہل محبت ہیں ان کی  
 مسیت بھی زمین پر نہیں رہنے باقی عمر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہیں پر تشریف رکھنا  
 پسند فرمایا کہ خلق کے لیے عذاب عام سے ان ہو جنت تو حضور کی رحمت کا پر تو ہی ہے دوزخ  
 بھی حضور کی رحمت سے بنی ہے کہ یہاں صفات قہر یہ بھی رحمت ہی کی تحلی میں ہیں۔ جنت کا  
 رحمت ہوتا ظاہر حضور کے نام کیواؤں کی جاگیر ہے دوزخ کا بنا بھی رحمت ہے دوزخ سے  
 دنیا میں بادشاہ کی اطاعت زمین ذرائع سے ہوتی ہے اول بادشاہ کی اطاعت خاص اس  
 لئے کہ وہ بادشاہ ہے دوسرے کچھ انعام کا لالچ دیا جاتا ہے کہ جائے احکام مانو گے تو یہ یہ  
 انعام ملیں گے یہ رحمت ہے تیسرے فاسق سرکش جو انعام کی پروا نہیں کرتے اطاعت نہیں  
 کرتے ان کو سزائیں سنا کر ڈرایا جاتا ہے اگر اطاعت نہ کر دے تو زندہ نہیں بھیجے جاوے گا وہ  
 انعام تو عین رحمت ہے ظاہر ہے اور یہ کوڑا عذاب کا بھی رحمت ہے اس لئے کہ رحمت  
 ہی سے ناشی ہے کہ جلیخاندے ڈر کر سز کے مستحق نہ ہوں اطاعت کریں انعام کے مستحق ہوں  
 تو دوزخ بھی رحمت ہے کہ دنیا کو ڈر کے باعث گناہوں سے بچانے والی ہے دوسری وجہ  
 یہ کہ کفار نے اللہ کے محبوبوں کو ایذا دی ان کی توہین کی رب العزت نے اپنے دشمنوں  
 سے انتقام لینے کے لیے دوزخ کو پیدا فرمایا قدرتی کی اوس کی ضد سے معلوم ہوتا ہے  
 کہ الاشیاء تصرف ما خدا دہا تو اہل جنت کو یہ دکھانا ہے کہ دیکھو اگر تم بھی محبوبان  
 خدا کا دامن نہ تھامتے ان کی طرح تنہا رہی جگہ بھی یہی ہوتی اس وقت محبوبان خدا کے



دامن تھانے کی قدر کھلے گی زلزلہ اللہ والحمد و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ و صحبہ و باریک  
 وسلم اللہم صل علی سیدنا محمد معدن الخیر و الکرم والہ و الکرام اجمعین -  
 حضور تمام جہاں کے لیے رحمت ہیں رحمت الہی کے معنی میں بندوں کو ایصال خیر فرمانے  
 کا ارادہ تو رحمت کے لئے دو چیزیں درکار ہیں ایک مخلوق جس کو خیر پہنچائی جائے اور  
 دوسری خیر اور دونوں متفرع ہیں وجود نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اگر حضور نہ ہوتے نہ کوئی  
 خیر ہوتا نہ خیر کا پانے والا تو رحمت الہی کا ظہور نہ ہوا مگر وجود نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
 میں تمام نعمتیں تمام کمالات تمام فضائل متفرع ہیں وجود پر اور تمام عالم کا وجود متفرع  
 ہے حضور کے وجود پر تو سب پر حضور ہی کے طفیل رحمت ہوتی ملک ہو خواہ نبی یا رسول  
 جس کو جو نعمت ملی حضور ہی کے دست عطا سے ملی حضور نعمۃ اللہ ہیں قرآن عظیم نے  
 اوں کا نام نعمت اللہ رکھا الذین ہدوا نعمۃ اللہ کفر الی تفسیر میں حضرت سیدنا عبداللہ  
 بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں نعمۃ اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نعمۃ اللہ  
 محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں ولہذا اوں کی تشریف آوری کا تذکرہ انتقال امراہی حال  
 تعالیٰ و اما بنعمۃ ربک فحدث اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کر حضور اقدس صلی اللہ  
 تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری سب نعمتوں سے اعلیٰ نعمت ہے یہی تشریف آوری ہے  
 جس کے طفیل دنیا قبر حشر مذبح آخرت فرض ہر وقت ہر جگہ ہر کان نعمت ظاہر و باطن  
 سے ہمارا ایک ایک روٹ نکلتا ہے اور بہرہ مند ہے اور ہو گا انشاء اللہ تعالیٰ اپنے رب کے  
 حکم سے اپنے رب کی نعمتوں کا چرچا مجلس میلاد میں ہوتا ہے مجلس میلاد آخر دہی شہی ہے  
 جس کا حکم رب العزت دے رہا ہے و اما بنعمۃ ربک فحدث مجلس مبارک کی حقیقت  
 مجمع مسلمین کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری و فضائل جلیلہ و کمالات  
 جمیلہ کا ذکر سنا ہے۔ بند یا رقعہ یا نٹنا یا طعام و شیرینی کی تقسیم اس کا جز حقیقت نہیں  
 نہ اوں میں کچھ حرم اولیٰ دعوت الی الخیر ہے اور دعوت الی الخیر بیگ خیر ہے اللہ عزوجل  
 فرماتا ہے ومن احسن قولا ممن دعا الی اللہ اوس سے زیادہ کس کی بات اچھی جو اللہ کی طرف  
 بلاتے صحیح مسلم شریف میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من دعی الی ہدی



کان لہ الاجر مثل ما جود من تبعہ ولا یفقد ذلک من اجہمہ شیئا جو لوگوں کو کسی ہمت  
 کی طرف بلانے جتنے ادس کا بلانا قبول کریں اور ان سب کے برابر کو اب اس سے اور ان کے  
 ثوابوں میں کچھ کمی نہ ہو اور اطعام طعام یا تقسیم خیر یعنی ہر وصلہ و احسان و صدقہ ہے اور یہ سب  
 شرعاً محمود ان مجالس کے لئے ایک تمہیں نہیں ملائکہ بھی تداعی کرتے ہیں جہاں مجلس شریف ہوتے  
 دیکھی ایک دوسرے کو بلاتے ہیں کہ آؤ یہاں ہمارا مطلوب ہے پھر وہاں سے آسمان تک چھا  
 جاتے ہیں تم دنیا کی مٹھائی بانٹتے ہو اور دھڑے رحمت کی شیرینی تقسیم ہوتی ہے وہ بھی ایسی عام کہ  
 ناسحق کو بھی حصہ دیتے ہیں۔ ہمارا مقصد لا یشق بمعہ جلیسہ ان لوگوں کے پاس بیٹھنے والا بھی  
 بد نیت نہیں رہتا۔ یہ مجلس راج سے نہیں آدم علیہ السلام نے خود کی اہد کرتے ہے اہل ان کی اولاد  
 میں برابر ہوتی رہی کوئی دن ایسا نہ تھا کہ آدم علیہ السلام ذکر حضور نہ کرتے ہوں اقل وقت سے آدم  
 علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تعلیم ہی یہ فرمایا گیا کہ میرے ذکر کے ساتھ میرے حبیب و محبوب کا ذکر کیا  
 کر وصلۃ اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم وبارک وسلم جس کے لیے عملی کلام دوائی یہ کی گئی کہ جب  
 روح الہی آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیٹے میں داخل کی گئی آکھ کھلتے ہی نگاہ ساق عرش پر  
 ٹھہرتی ہے لکھا دیکھتے ہیں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم وبارک  
 وسلم عرض کی الہی یہ کون ہے جس کا نام پاک تو نے اپنے نام اقدس کے ساتھ لکھا ہے ارشاد  
 بخود تیری اولاد میں سب سے پچھلا پیغمبر ہے وہ نہ ہوتا تو میں تجھے نہ بناتا تو لا محمد ما خلقک  
 فلا ارض ولا سماء اسی کے طفیل میں تجھے پیدا کیا اگر وہ نہ ہوتا تجھے پیدا کرتا نہیں زمین و آسمان  
 بناتا تو کنیت اپنی ابو محمد کر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم وبارک وسلم آکھ کھلتے ہی نام پاک  
 بتایا گیا پھر ہر وقت ملائکہ کی زبان سے ذکر اقدس سنایا گیا وہ بارک سین عمر بھر یاد رکھا ہمیشہ ذکر  
 اقدس چاکرتے رہے جب زمانہ وصال شریف کا قریب آیا اثبیت علیہ الصلوٰۃ والسلام سے  
 ارشاد فرمایا ہے فرزند میرے بعد تو خلیفہ ہو گا محمد تقویٰ و عہدہ دہتی کو نہ چھوڑنا العارضة  
 الوثقی محمد صلی اللہ علیہ وسلم عہدہ دہتی محمد صلی اللہ علیہ وسلم جب اللہ کو یاد کرے  
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ضرور کرنا فانی رایت الملائکہ قد کوفی کل ساعا تھا کہ میں نے  
 فرشتوں کو دیکھا ہے ہر وقت ہر گھڑی ان کی یاد میں مشغول ہیں اسی طور پر چرچا ان کا



ہوتا رہا پچھل انجمن روزہ میثاق جماعتی گئی دس میں حضور کا ذکر تشریف آوری ہوا حاذق  
 اللہ میثاق النبیین لما اتفقتم من کتاب وحکمة ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم  
 فتؤمنن بہ ولتضمننہ قالوا قد تم وادخلتم علی ذلکم اسری قالوا قد مات قال  
 فاشهدوا وانما معکم من الشاہدین فمن تولى بعد ذلک فادعیہم الی ما یستحقون  
 جب عہد لیا اللہ نے نبیوں سے کہ بیشک میں تمہیں کتاب و حکمت عطا فرماؤں پھر تشریف لائیں  
 تمہارے پاس وہ رسول تصدیق فرمائیں اول باتوں کی جو تمہارے ساتھ ہیں تو تم مزید اون پر  
 ایمان لانا اور مزید ضرور اون کی مدد کرنا قبل اس کے کہ انبیاء کرام کچھ عرض کرنے پائیں فرمایا کیا  
 تم نے اقرار کیا ادا اس پر میرا بھاری ذمہ لیا عرض کی ہنسنے اقرار کیا فرمایا تو آپس میں ایک دوسرے  
 پر گواہ ہو جاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں پھر جو کوئی اس اقرار کے بعد پھر  
 جائے وہی لوگ بے حکم ہیں۔ مجلس میثاق میں رب العزت نے تشریف آوری حضور کا  
 بیان فرمایا اور تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے سادہ انقیاد و اطاعت حضور کا قول دیا  
 اون کی نبوت ہی مشروط تھی حضور کے مطیع و امتی بننے پر تو سب سے پہلے حضور کا ذکر  
 تشریف آوری کرنے والا اللہ ہے کہ فرمایا ثم جاءکم رسول پھر تمہارے پاس وہ رسول تشریف  
 لائیں اور ذکر پاک کی سب میں پہلی مجلس مجلس انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام جس میں پڑھنے والا  
 اللہ اور سننے والے انبیاء اللہ عرض ہا سی طرح ہر زمانہ میں حضور کا ذکر ولادت و تشریف  
 آوری ہوتا رہا ہر قرن میں انبیاء مرسلین آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر ابراہیم و موسیٰ  
 و داؤد و سلیمان و زکریا علیہم الصلوٰۃ والسلام تک تمام نبی و رسول اپنے اپنے زمانہ میں مجلس  
 حضور ترتیب دیتے رہے یہاں تک کہ وہ سب میں پچھلا ذکر تشریف سنانے والا کنواری  
 ستھری پاک بتول کا بیٹا جسے اللہ تعالیٰ نے بے باپ کے پیدا کیا نشانی سارے جہان کے لیے  
 یعنی سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لایا فرماتا ہوا مبشرا ہوا رسول یاقی من بعدی  
 اممہ احمد میں بشارت دیتا ہوں اون رسول کی جو عنقریب میرے بعد تشریف لانے والے  
 ہیں جن کا نام پاک احمد ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وعلیہ وسلم یہ ہے مجلس میلاد  
 تشریف جب زمانہ ولادت تشریف کا قریب آیا تمام ملک و ملکوت میں محفل میلاد تھی۔



عرش پر محفل میلاد فرشتہ پر محفل میلاد و ملک میں مجلس میلاد موجود ہی تھی خوشیاں مناتے حاضر آئے ہیں سر مجھ کائے  
 کھڑی ہیں جبریل و میکائیل حاضر ہیں طہیم الصلاة والسلام اوس مدد لھا کا انتظار ہو رہا ہے جس کے  
 صدقے میں یہ ساری برات بنائی گئی ہے۔ سچ سنو اوت میں عرش و فرشتہ پر دھوم ہے ذرا  
 انصاف کرو دھوڑی سی مجازی قدس والا اپنی مراد کے حاصل ہونے پر جس کا مدت سے انتظار  
 ہوا اب وقت آیا ہے کیا کچھ خوشی کا سامان نہ کرے گا۔ وہ عظیم مقتدر و جہد ہزار برس پیشتر بلکہ لاکھوں  
 برس سے ولادت محبوب کے پیش خیمے تیار فرما رہا ہے اب وقت آیا ہے کہ وہ مراد المریدین ظہور  
 فرمائے ہیں یہ قادر علی کل شیء کیا کچھ خوشی کے سامان ہیانا نہ فرمائے گا۔ شیاطین کو اس وقت  
 جلن ہوئی تھی اور اب بھی جو شیطان ہیں جلتے ہیں اور ہمیشہ جلیں گے غلام تو خوش ہو رہے ہیں  
 ان کے ہاتھ تو لیا دامن آیا ہے کہ یہ گر رہے تھے اوس نے بچا لیا ایسا بھٹکانے والا لگا لگا اس  
 کی نظیر نہیں ملے اللہ تعالیٰ علیہ و علی الہ وصحبہ دبارک وسلم ایک آدمی ایک کو بچا سکتا ہے دد کو  
 بچا سکتا ہے کوئی قوی ہو گا زیادہ سے زیادہ دس میں کو بچالے گا۔ یہاں کر ددوں ابلوں مچنے  
 والے اور بچانے والے نہی ایک انا اخذنا بحجز کمر من النار ہلہ ابی میں تمہارا کمر بند کھڑے  
 دوزخ سے کھینچ رہا ہوں اسے میری طرف آؤ صلے اللہ تعالیٰ علیہ و علی الہ وصحبہ اجمعین دبارک  
 وسلم یہ فرمان صرف صحابہ سے خاص نہیں تمام آدمی جس نے انھیں رحمۃ للعالمین پایا آج وہ  
 ایک ایک مسلمان کا بند کمر کھڑے اپنی طرف کھینچ رہے ہیں کہ دوزخ سے بچائیں صلے اللہ تعالیٰ  
 علیہ و علی الہ وصحبہ اجمعین دبارک وسلم الحمد للہ کیا حامی پایا اربوں سے بھی اربوں مراتب  
 نائندہ گرنے والوں کو اودن کا ایک اشارہ کفایت کر رہا ہے تو ایسے کے پیدا ہونے کا ابلیس اور  
 اوس کی فدیہ کو جتنا غم ہو تھوڑا ہے پہاڑوں میں ابلیس اور تمام مردہ سرکش قید کیے گئے  
 تھے انھیں کے پیرو اب بھی غم کرتے ہیں خوشی کے نام سے موتے ہیں بلکہ سچ سنو اوت حوم  
 بچار ہے تھے عرش عظیم ذوق خوق میں ہوتا تھا ایک علم مشرق دوسرا مغرب اور تیسرا بام کعبہ  
 پر نصب کیا گیا اور بتایا گیا کہ ان کا دارالسلطنت کعبہ ہے اور ان کی سلطنت مشرق سے مغرب  
 تک تمام جہان انھیں کی قلمرو میں داخل ہے اس مراد کے ظاہر ہونے کی گھڑی آ پہنچی کہ اول  
 روز سے اوس کی محفل میلاد اس کے خیر مقدم کی مبارکباد ہو رہی ہے قادر علی کل شیء نے اس



کی خوشی میں کیسے کچھ انتظام فرمائے ہوں گے جبریل امیں ایک پیالہ شربت جنت کا سیتا آسمانی  
 اللہ تعالیٰ عنہا کے لیے لے کر حاضر ہوئے اوس کے نوش فرمانے سے وہ دمہشت ذائل ہو گئی  
 جو ایک آواز سننے سے پیدا ہوئی تھی پھر ایک مرغ سفید کی شکل بن کر اپنا پر سیتا آسمانی اللہ  
 تعالیٰ عنہا کے بطن مبارک سے مل کر عرض کرنے لگے اظہر یا سید المرسلین اظہر یا خاتم  
 النبیین اظہر یا اکرام الاولین والآخرین جلوہ فرمائیے اے تمام رسولوں کے سردار جلوہ  
 فرمائیے اے تمام انبیاء کے خاتم جلوہ فرمائیے اے سب لگے بچپلوں سے زیادہ کریم یا اور  
 الفاظ ان کے ہم معنی مطلب یہ کہ دونوں جہاں کے دو لہا کی برات سج چکی ہے اب جلوہ افروزی  
 سرکار کا وقت ہے فظہر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا لبہد ر المنیر پس حضور  
 اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جلوہ فرما ہوئے جیسے چودھویں رات کا چاند ران لفظوں پر  
 قیام ہوا و مدینہ منورہ کی طرف متوجہ ہو کر یہ درود عرض کیا۔

الصلاة والسلام عليك يا رسول الله	الصلاة والسلام عليك يا نبی اللہ
الصلاة والسلام عليك يا حبيب الله	الصلاة والسلام عليك يا خير خلق الله
الصلاة والسلام عليك يا سراج اوق الله	الصلاة والسلام عليك يا قاسم رزق الله
الصلاة والسلام عليك يا مبعوث تيسر الله	الصلاة والسلام عليك يا زينة عرش الله
الصلاة والسلام عليك يا سيد المرسلين	الصلاة والسلام عليك يا خاتم النبیین
الصلاة والسلام عليك يا شفيع المذنبين	الصلاة والسلام عليك يا اكرم الاولين والآخرين
الصلاة والسلام عليك يا نبی الانبياء	الصلاة والسلام عليك يا عظيم الدرجا
الصلاة والسلام عليك يا عليم الجود والعطاء	الصلاة والسلام عليك يا ماحي الذنوب والخطا
الصلاة والسلام عليك يا حبيب الارض والسماء	الصلاة والسلام عليك يا مصلح الحسناات
الصلاة والسلام عليك يا مقل العثارات	الصلاة والسلام عليك يا نبی المحرمين
الصلاة والسلام عليك يا امام القبليين	الصلاة والسلام عليك يا صادق مؤسسين
الصلاة والسلام عليك يا من رزقه الله بكل زين	الصلاة والسلام عليك يا جد الحق الحسين
الصلاة والسلام عليك يا من نوره الله من كل شين	الصلاة والسلام عليك يا صر الله الخزون